اکادمی مخطوطات

(توضیحی فہرست)

جلد ۲

ترتیب کار

مولوی محمد ابراہیم

نظر ثانی

محمد یوسف ٹینگ

جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سرینگر

۱۹۸۷ء

سال۔ ۱۹۸۷ء

مطبع۔ جے۔ کے آفسیٹ پرنٹرز۔ دہلی

کتابت۔ محمد یوسف مسکین۔ جی جن

پُشت

اکیڈیمی میں محفوظ ایک مخطوطے کی تصویر

تصویر شاہ جہاں

ترتیب

عرضِ ناشر

پچھلے سال اس تشریحی کیٹلاگ (CATALOGUE) کا پہلا حصہ قارئین کے سپرد کیا جا چکا ہے۔ اُس وقت ہم نے وعدہ کیا تھا کہ دوسری جلد چند ماہ میں شایع ہوگی لیکن زمانے کی گردشیں بعض اوقات بساط کی بساط اُلٹ دیتی ہیں بقول فیضی ؎

زِ منجنیق فلک سنگِ فتنہ می بارد
مَن ابلہانہ گریزم بہ آبگینہ حصار

شکر یہی ہے کہ ہمیں پھر سے بساط بچھانے کی فرصت میسّر ہوئی ورنہ حکم تو جاری ہو چکا تھا کہ اکادمی اپنی کتابیں چھاپنے کے جرم سے باز آئے۔ بلکہ اس کی عادت ڈالنے کے لئے خاص طور زیرِ نظر کتب جیسی "بے کار" مشغولیتوں کو بند کرنے کا فتویٰ بھی صادر ہو چکا تھا اور فایل پر موجود اس حکم کے نفاذ کو ہمارے بہت سے اُن احباب اور بزرگوں کی تائید حاصل تھی جن کو ہم اپنی پناہ گاہ سمجھتے تھے۔ ؎

زِ گل فروش ننالم کز اہلِ بازار است
تپاکِ گرمیٔ رفتارِ باغبانم سوخت

پہلی جلد کے بعد اس جلد کی تکمیل نے سارے دفتر کو سمیٹ دیا ہے اور میں ایک بڑے بوجھ سے سبکدوشی کی فرحت محسوس کر رہا ہوں۔ اس فہرست کی مکمل اشاعت سے ان شاندار علمی موتیوں کی حفاظت کا امکان کی حد تک انتظام ہو گیا ہے لیکن اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اب ان معشوقانِ حریری کے

حُسن وجمال کی کرنیں عاشقانِ علم کے دلوں میں جستجو کی تپش تیز تر کر دے گی۔
پہلی ہی جلد کی طرح اس جلد میں بھی نہ صرف انتہائی بیش قیمت قلمی نُسخے شامل ہیں بلکہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یا تو صرف اکادمی کے پاس ہی دستیاب ہیں (کیونکہ اُن کی ایک ہی نقل ساری دُنیا میں موجود ہے) یا اُن میں بیشتر نایاب و نادر ہیں۔ ایسے کچھ نسخوں میں سے چند نمونے یہ ہیں:۔

- فریدالدین عطار کے اُشتر نامہ کا قدیم اور نایاب نُسخہ۔
- بیاضِ فارسی۔ جس میں فارسی کے کچھ بالکل گمنام شاعروں کے کلام کے نمونے درج ہیں۔
- رسالۃ الانصاف۔ خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی تصنیف۔
- شجرۂ مُبارکہ حضرت سرورِ کونینؐ۔ خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی تصنیف۔ اس میں حضرت شیخ یعقوب صرفی کے سانحہ ارتحال پر بھی ایک نظم درج ہے۔ جس کا یہ شاید دُنیا میں واحد نُسخہ ہے۔
- مُلّا محمد رفیع مانتیجی کا دیوان۔ جس کا دُنیا میں مُکمّل نُسخہ صرف یہی ہے۔

مُلّا رفیع کے شعری کمال کا اندازہ اُس کے محض ایک شعر سے ہو سکتا ہے ؏

به این محیطِ کرم گرچه آشنا دارم
دِلم چو کاسۂ گِرداب در کفم خالی است

جس کا مہجور کشمیری نے یوں کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے ؏

آ دِلُن ژھوور پیالہِ ہتھ پھیران نژان راتس دوہس
دُیت نہ آسن واٗلی ڈری یا دن تمس اَکھ قطرِ آب

- دیوانِ محترم ۔ دنیا میں شاید ایک ہی نسخہ جس سے فارسی گوئی کے اُفق پر ایک بالکل نیا ستارہ اُبھرتا ہے۔
- نُسخہ زینتُ الجمال ۔ فارسی میں کام سوتر طرز کی مثنوی، جسمیں عورتوں کی رعنائی و زیبائی کے راز بیان کئے گئے ہیں۔ بوسے کی تعریف کے علاوہ پستان اور ران و ساق کی دِلفریبیوں کے مُرقع کھینچے گئے ہیں۔ مرزا مہدی مجرم نے اسے ۱۸۶۴ءمیں تحریر کیا ہے اور اُن کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔
- دیوانِ آتش ۔ خواجہ حیدر علی آتش کا دیوان جو اُن کی زندگی میں ہی ۱۸۳۶ءمیں نقل ہوا ہے۔
- دیوانِ مصحفی ۔ رضا ہمدانی مصحفی کا دیوان اُس کی زندگی میں نقل کیا ہوا۔

اسی طرح اس ذخیرے میں کچھ مشاہیر کے دستخطوں (AUTOGRAPH) سے لکھے گئے قلمی نُسخے شامل ہیں۔ جو انہیں بیش بہا بلکہ انمول بناتا ہے۔ چند مشاہیر یہ ہیں:۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔ عبدالوہاب شائق۔ محمود گامی۔ مرزا مہدی مجرم، واسہ کول اوگرہ۔ مقبول کرالہ واری۔

اس کے علاوہ دوسرے نوادر کی تفصیل خود فہرست میں مُلاحظہ کی جاسکے گی۔

اس جلد میں بھی مُرتب مولوی محمد ابراہیم نے عرق ریزی سے کام لے کر نُسخوں کے متعلق تفصیلی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اِتنا مُفصّل کیٹلاگ ہمارے ملک میں بہت کم شایع ہوا ہے۔ ہمارا کتب خانہ ایک دریا کی طرح آگے جاتا ہے اور راستے میں نئی ندیاں شامل ہوکر اس کو وسعت دیتی

ہیں۔ ہم اب بھی بدستور مخطوطات کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے بے قرار ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے نہ سہی لیکن مستقبل میں اس فہرست کی تیسری جلد کی اشاعت ضرور ممکن ہوگی۔

اس فہرست کی اشاعت کے بعد ایک اور اہم کام جو اکادمی کے دروازے پر دستک دے رہا ہے، یہ ہے کہ اُن نادر غیر مطبوعہ نسخوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ جو ابھی تک صرف ہماری لائبریری کے صدف خانے میں پوشیدہ ہیں۔ یہ ایک بڑا اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن اس کی شروعات اس لئے فرض بنتی ہیں کہ یہ میراثِ علم کا ہم پر قرض ہے۔ اور اسے اس کے اصل حقداروں کے سپرد کرنے میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

اس کیٹلاگ کی افادیت بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے علمی دُنیا کی لائبریری لنگویج انگریزی میں منتقل کرنے کا بیڑا اُٹھایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جلد یا بدیر ایسا کرنا اکادمی اور دُنیائے علم دونوں کے مفاد میں ناگزیر بن جائے گا۔

سری نگر۔ مارچ ۱۹۸۷ء

محمد یوسف ٹینگ
(سیکرٹری)

فقہ

354.

نمبر 46

بدایع منظوم

مسایلِ صلوٰۃ اور اُس کے متعلقات میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ کتاب کا آغاز روایتی انداز میں حمد خدا و نعت رسول و مناقب صحابۂ کرام سے کیا گیا ہے۔ وجہ تالیف کے بعد ترتیب مضامین یہ ہے:

فرض ہائے وضو، ناقضاتِ وضو، سنت و فرض غسل، دربیان تیمّم، بیان حیض و نفاس، استنجا کے مسایل، وقت ہائے نماز، شرایطِ نماز، فرض ھائے نماز، واجباتِ نماز، سُنت نماز، در امامت، رکعاتِ نماز فرض و سنن، سجدہ ہائے تلاوت، بیان نمازِ مریض، حکم معذور، ذکر نمازِ خوف، مفسدات نماز، بیان نماز قضا، باب در بیان نماز وتر، نمازِ شک، حکم نمازِ جمعہ، وجوب صدقۂ فطر، در تراویح، در نماز کسوف، نماز استسقا، در نماز جنازہ، احکام روزہ، حُکم کُفارہ در صیام، مکروہات روزہ، احکام اعتکاف۔

مضمون دینیات (فقۂ حنفی)، زبان کشمیری، پیرایۂ بیان نظم، ناظم صدیق مُلّا، ساکن ہاجن، زمانۂ تالیف نامعلوم لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحہ ۳۲ کے مطابق مخطوطہ پیر سیّد عبدالرشید کرالہ واری کی ملکیت رہ چکا ہے۔ فولیو ۱۸ (صفحات ۳۷) اشعار فی صفحہ ۹، تقطیع ۱۸½ × ۱۱½ سنٹی میٹر۔ آغاز کے اوراق ندارد۔

شروع کا بیت:

چھُ ابوبکر ژھون اندر سردار   مقتدی تس مہاجر و انصار

اختتام: چھس نہ نومید از عنایتِ حق   بر غضب رحمتِ حقس چھ سبق

۵۶م

مثنوی ناصر علی عشق کے شور اور سوز و گداز کے بیان میں ہے۔ شاعر ۱۷ویں اور ۱۸ویں عیسوی کا ہندوستانی شاعر تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی بادشاہت اور کارکردگی سے متاثر تھا، اسلئے اخیر یہ مثنوی اُسی کے نام پر معنون ہے۔ مثنوی ناصر علی زیادہ مولانائے روم کی مثنوی کے اشعار کی منظوم تفسیر ہے۔ یہ شعر ہندوستان کی تعریف میں ہے (ورق ۳۹ب)

ز ہفت اقلیم عالم دیدہ بستند نظر در خاک ہندستان شکستند

اور اس شعر میں کشمیریوں کا نام لیا گیا ہے (ورق ۳۹):

تبسّم کرد از کشمیریان رم کہ رنگ زعفرانش رفت و بُو ہم

مضمون تصوّف و اخلاق، زبان فارسی، زمانۂ تالیف گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی۔ شاعر ناصر علی سرہندی متخلص علی، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور

مثنوی غنیمت، مولانا غنیمت کنجاہی (کُنجاہ، ضلع گجرات، مغربی پنجاب' پاکستان) کی منظوم کوشش ہے۔ اس میں شاہد اور عزیز نام کے دو آدمیوں کی داستان معاشقہ کا ذکر ہے اور اس امر کی طرف مثنوی کا بالکل ابتدائی شعر بطور براعۃ استہلال (مقدمہ میں اصل مضمون کی جانب اشارہ ملنا) اشارہ کرتا ہے۔ شعر ہے:

بنام شاہد نازک خیالاں عزیز خاطر آشفتہ حالاں

اصل مضمون پر آنے سے قبل مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، نعت پیغمبرؐ منقبت چہار یار اور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی کے اوصاف حسنہ مذکور ہیں۔ بعد ازاں پنجاب اور حسن پنجاب کی خوبی کا مفصّل بیان ہے اور دلِ کشمیر کو اُس پر پانی ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے:

ز شوقِ آنکہ آید تا بہ پنجاب دل کشمیر صد رہ می شود آب (ورق ۸)

کتاب کا نام بدایع منظوم اس

شعر میں درج ہے :

اوُنومےٚ در نظم بہترین علوم

وۄنو مےٚ کأشر بدایع منظوم

مصنف اور اُس کے گانوں کا نام :

گرام مُلاّٹھ ، نام چھِم صدیق

گام ہاجن تہٕ ، کام چھِم توفیق

مخطوط نایاب ہے اور قابلِ

طباعت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ عشق و عاشقی کے علاوہ کشمیری

زبان مذہبی مسایل بیان کرنے کی

بھی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس سے کشمیری زبان کے لٹریچر میں اضافہ ہوا ہے۔

279. 247

مجموعۂ مثنویات

حسب ذیل تین مثنویوں پر مشتمل ہے :

۱۔ مثنوی ناصر علی سرہندی ۲۔ مثنوی غنیمت ۳۔ مثنوی محمد زمان راسخ۔

مثنوی ناصر علی (فولیو ۱ سے ۶۸ تک)

مثنوی غنیمت کنجاہی (۷۰ - ۱۱۰)

مثنوی محمد زمان راسخ (۱۱۰ - ۱۶۱)

باز یگروں (بھگتوں) کے بہروپیہ پن کے بیان میں ایک اور مرتبہ کشمیر کا یوں بیان
ہے: گہے با غربت و گاہی قشنگی — گہی کشمیری و گاہی فرنگی (ورق ۸۱)

وصفِ پنجاب کے مفصّل بیان کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب، پناہ شرع عالمگیر
غازی کی تعریف میں ایک طویل مثنوی ہے۔ بعد ازاں شاعرانہ رنگ و روغن کے بعد شاہد و عزیز
کی داستان۔ مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار مولانا غنیمت کنجاہی،
زمانۂ تالیف گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ
کتابت غیر مندرج، تاہم سنہ ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) کی تحریر، تعداد ابیات ۱۷۸۵، خطِ شکستہ
نستعلیق، کاغذ کشمیری۔
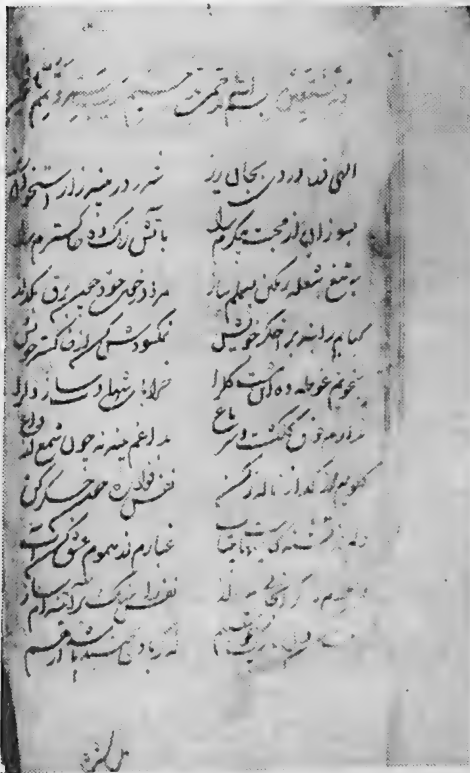
مثنوی راسخ قوام الدین علی نام
کے کسی شخص سے شاعر کی داستان
عشق کے بیان میں ہے۔ یہ قوام
الدین ہندوستان کے کسی ایسے
شہر کا باشندہ تھا جو ہندوستان
کی شمع تھا۔ بقول شاعر قوام الدین
گیسو اور قامت میں قیامت تھا۔

مضمون داستان بطرز مثنوی
زبان فارسی، ناظم مثنوی محمد زمان
راسخ، زمانۂ نظم نامعلوم، تاریخ کتابت
۲۱ جمید الثانی سنہ ۱۱۵۴ھ (ایت دار

اگست ۲۳ء (۱۷۴۱ء)، کاتب نامعلوم، نستعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری۔

مثنوی ناصر علی سرہندی اور مثنوی راسخ نایاب ہیں۔ جبکہ مثنوی غنیمت کنجاہی کے جس کا دوسرا نام "نیرنگ عشق" بھی ہے، متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت، حکومت جموں و کشمیر کے قلمی کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

تقطیع تینوں مثنویوں کی : ۹ × ۲ و ۱۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : الٰہی ذرّہ دردی بجان ریز   شرر در پنبہ زار استخوان ریز

اختتام : کتاب افسانۂ بیگانہ درگوش   سبقہا عہدی از خاطر فراموش

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد مثنوی محمد زمان راسخ بتاریخ بیست و یکم شہر ثانی جمید ثانی ۱۱۵۴ھ۔

نوٹ : تینوں مثنویاں ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔

---

413.   248

ترجمہ مختصر الوقایہ منظوم

صدر الشریعۃ (محمود بن صدر الشریعۃ محبوبی حنفی بخاری متوفی ۷۴۷ھ (۱۳۴۹ء) در بخارا) کی عربی تصنیف مختصر وقایہ کا منظوم ترجمہ ہے۔ مختصر وقایہ فقۂ حنفیہ کی اہم اور معتبر کتاب ہے۔ وقایہ صدر الشریعہ کے دادا تاج الشریعہ نے تصنیف کی تھی اور چونکہ یہ کتاب طویل تھی اور محفوظ نہ رہ سکتی تھی، اس لئے اُسے اُس کے پوتے صدرُ الشریعہ مذکور نے طوالت سے نکال کر مختصر کر دیا، تاکہ فقہ کے طلبا بطور متن اُسے زبانی یاد رکھ سکیں۔ مختصر وقایہ اور اُس کی شرح ہمیشہ سے ممالک حنفیہ میں طلبا کے لئے درسی کتاب رہی ہے اور اس وقت بھی ہے۔

مضمون فقہ (حنفی) زبان اصل کی عربی نثر، زبان ترجمہ کی فارسی نظم، ناظم جامی زمانۂ تالیف ۱۰۶۱ھ ہجری (۱۶۵۱ء)، کتاب شاہ ترکستان سبحان قلی خان بہادر خان جس کی تاریخ جلوس "ظلّ سبحانی" (۱۰۶۱ھ) ہے، کے نام معنون ہے۔ کاتب بابا محمد صابر، تاریخ کتابت ۲۰ ماہ رمضان المبارک ..... خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، اوراق ۲۲۲، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۱،۶ × ۶، ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : ای براہِ تو کفر و دین بامید سودۂ رخسارۂ سیاہ وسفید

اختتام :

نزد بعضی اشارتش نہ رواست بزبانِ قلم اگر داناست

کاتب کا اختتامیہ: قد وقعت الفراغ بفضل اللّٰہ وحسن عونہ من ہذہ النسخۃ الشریفۃ المسمی بالترجمۃ علی مختصر الوقایہ بید احقر عباد اللّٰہ بابا محمد صابر بجہت ...... (عبادت دانستہ مٹادی گئی ہے) مرقوم شد بتاریخ بیستم شہر رمضان المبارک (سنہ مرمت کے نیچے چلی گئی ہے)

---

455. 249

ضروریہ خورد منظوم

نماز اور اُس کے متعلقات میں منظوم مگر مختصر رسالہ ہے۔ اہم مضامین حسب ذیل ہیں:

فرائض وضو، مستحباتِ وضو، ارکان نماز، فرائض غسل، سنت غسل، موجبات غسل، تیمم، نجاستِ غلیظ و خفیفہ، فرائض نماز، مفسداتِ نماز، مکروہاتِ نماز، شرائط جمعہ، فرائض صوم، نواقض صوم وکفارہ۔

مضمون فقہ، زبان فارسی (نظم) شاعر ابوالفقراء بابا نصیب الدین غازی

زرنہ میر حسین رای متوفی ۱۳ محرم روز یک شنبہ ۱۰۴۷ھ ہجری (۲۸ مئی ۱۶۳۷ء) مدفون

رقصبۂ بیجبہارہ "شیخ مومن" تاریخ وفات ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

اسی کے ساتھ ملحق کلام شیخ نورالدین ولی کشمیری متوفی شب دوشنبہ بعد از نماز

عشا، ۲۶ ماہ رمضان المبارک ۸۴۲ھ ہجری (۱۲ مارچ ۱۴۳۹ء مطابق ۲۶ ماہ پوہ) مدفون

قصبۂ چرار شریف، فقرہ "شمس العارفین" تاریخ وفات ہے۔

مضمون فقہ و تصوف، زبان کشمیری و فارسی (نظم) مصنف کشمیری زبان کے شیخ

نورالدین ولی مذکور، فارسی نظم کا مصنف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق

اور کہیں کہیں نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق بالترتیب ۱۰ و ۱۱، تعداد اشعار صفحہ

مختلف، تقطیع : ۱۳٫۵ × ۲۱٫۶ سنٹی میٹر۔

آغاز : حمد بیحد مر خداوند ودود ذوالمنن

آنکہ ذاتش نے عرض نے جوہر و نے جان و تن

اختتام : از الجماعت بعضی کمر اطاعت خدمت شیخ العالم برمیان بستند و فرقہ

برہمونی وی گوشہ انزوا گرفتند و گروہی خورد و خواب برخود حرام ساختہ احرام بیت الحرم

بستند، قدست اسرارہم واللہ اعلم بالصواب والیہ المصیر والمآب۔

مخطوطہ کے عنوان کے صفحہ پر شاہی کی فارسی نعت محمد مصطفیٰؐ ہے۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

مفتیٔ اعظم یعنی کاشُر مسلہ کتاب

فقۂ حنفیہ کی معتبر کتابوں مثلاً شامی، دُرِّ مختار، ردّ المختار، بحرالرائق، مراقی لفلاح، جامع الرّموز، عالمگیری، مضمرات، قاضی خان، شرح وقایہ اور ہدایہ وغیرہ پر مبنی فقۂ حنفیہ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب جو در اصل نقل ہے، رفیق عام پریس لاہور کے لئے بغرض طباعت تیار کی گئی ہے۔ مخطوط مختلف مقامات پر مصنّف کے قلم سے تصحیح اور قلم زنی (کاٹ چھانٹ) کا حامل ہے۔ اصل مضمون سے قبل مخطوط کے آغاز میں مضامین کی ایک مُفصّل فہرست ہے۔ کاشُر مسلہ کتاب کا تعلق مسایل طہارت، نماز، جنازہ، مسائل صوم (روزہ) مسایل زکوٰۃ، مسایل حج اور مسایل نکاح و طلاق و عدّت وغیرہ سے ہے۔ دیگر معاملات یعنی بیع و شراء، صید و ذبائح، کفّارۂ یمین اور مسایل وراثت قطعاً نظر انداز کر دئے گئے ہیں۔

مضمون فقۂ حنفی، زبان کشمیری نثر بخطِ فارسی، مؤلف نورالدین متخلص بہ قاری کاشمیری (کشمیری) ولد علّامہ صدرالدین مرحوم وازہ پوری سرینگر کشمیر، تاریخ تصنیف ماہِ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ (ستمبر ۱۹۲۹ء) مؤلف کا خود نوشت، زشت خط، حد سے زیادہ کاٹ چھانٹ کا حامل، صفحات ۲۲۲، سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع ۲ء ۱۵ × ۳۴ء ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: دُبارہ سپُن چھاپ مسلہ کتاب سہ ٹھاہ گامژن اَمس نایاب پُخواب

اختتام: مسئلہ بیماری ہندِس حالس اندر وَنِن زنانہ اگر ژہ گرِ ذرا یکھ۔ طلاق ہنیکھ چھُے۔ تو پَتہ ذرا یہ سوہ نمبر ا پیوس طلاق اَکہ صورتس اندر تہ نہینہ حِصہ، تکیا زِ تمہ کرِ پانے سو کوم۔

نوٹ: پیش نظر مخطوط پریس کو جانے والی دوسری اشاعت کی کاپی (نقل) ہے
مولوی محمد نورالدین قاری کشمیری مصنف کتاب ہذا حکومت جموں و کشمیر کے مختلف سرکاری
اسکولوں میں معلمی کے فرائض انجام دے چکے تھے۔

---

159. 251

کتاب الفقہ (؟)

وضو، غسل، مسایل آب، نماز اور اس کی شرائط میں مختلف کتب فقہ پر مبنی
فقہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب کی تدوین و تالیف میں جن کتب سے امداد لی گئی ہے۔ ان میں سے
چند ایک یہ ہیں: سراج الوہاج، ظہیریہ، بدایع، البحر الرایق، جمع الجوامع، معراج الدرایہ،
مطلوب المومنین، ہدایہ، فتاوی قاضی خان، النھایۃ، الذخیرہ للبرہندی، زیلعی، زاہدی،
فتح القدیر، ینابیع، القدوری، فتح المذاہب الاربعہ للکاتب، العیون لشیخ ابن ہمام و ابن
نجیم، القنیہ فی شرح المینۃ المصلی، المحیط، الکافی والتبیین، المجتبیٰ، جواہر الفتاوی
امام بزدوی، الخزانۃ، شرح مجمع اور غیاثیہ وغیرہ۔

زیر بحث کتاب الفقہ اگرچہ وضو، غسل جنابت اور پانی کے مسایل پر مشتمل کتاب
ہے، لیکن نماز کی جزئیات بالتفصیل بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کا ہر ایک مسئلہ باقاعدہ مشہور
فقہ حنفیہ کی کتابوں پر مبنی ہے جیسا کہ ساتھ ساتھ کے حوالہ جات سے مفہوم ہوتا ہے۔

مضمون فقہ حنفی، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم، لیکن اغلب یہ ہے کہ ہندوستان
کے شہر برہانپور کا باشندہ تھا۔ سال کتابت نامعلوم، کاتب نامعلوم، اول و آخر سے ناقص،
خط نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۲۶۶، سطور فی صفحہ ۱۲،

تقطیع: ۱۱ × ۱۷½ سنٹی میٹر۔

شروع : بیان بیت اول بطریق اختصار آنست (الف) اندام پاک کردن از نجاست معنوی و صوری کہ بحدث و خبث و در عرف فقہا تعبیر ازیں ہر دو واقع می شود۔

اخیر : چنانکہ در بحرالرایق گفتہ کہ بعد از حدث مذکور ہمانوقت منصرف کرد ، اگر توقف کرد مقدار ادائے رکنی بغیر عذر نماز فاسد گردد و قسم دوم مفسد۔

---

479. 252

کتاب المسائل

معاملات (لین دین) کے سلسلے میں فقہ (دینیات) کی کتاب ہے۔ جن مسایل کا خاص طور پر بیان ہے۔ وہ ہیں نکاح، طلاق، مسایل ظہار، مسایل عنّین (نامرد)، عدت، چوری، احکام جنگ، احکام عشر و خراج، احکام جزیہ، احکام لقیط، احکام بندۂ گریختہ، مسایل احکام غائب، احکام شرکت، احکام وقف، مسایل خرید و فروخت، احکام ضمانگری، مسایل حوالہ گیری، احکام قضا، احکام وکالت و دعویٰ و اقرار، احکام صلح امانت، عاریت، بخشش، اُجرت، بندۂ مکاتب، اکراہ، غصب، حق شفعہ، زراعت، ذبح قربانی، شکار، مکروہ و مباح، کشتن و جراحت، احکام شراب اور خنثیٰ۔

مضمون فقہ (حنفی)، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم، کاتب نامعلوم، تاہم جس کے لئے لکھی گئی، اُس کا نام محمد سعید ولد بہادر روار ساکن موضع لوچہ، تاریخ کتابت ۲۷ شعبان المعظم ۱۱۲۴ہ ہجری (بیرہ ۱۸ ستمبر ۱۷۱۲ء) ناقص الاول، صفحہ ۱۹، ۶۲ اور ۶۳ پر کسی شخص محمد اکبر کی مہر، سال مہر ۱۱۹۱ھ (۱۷۷۶ء)، خط نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۶۳، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۴، ۱۰ × ۶، ۲۱ سنٹی میٹر۔

ابتداء : کہ شدم نکاح درست نباشد۔ اما اگر گفت کہ خویشتن را زن من گردانیدی۔

جواب داد کہ گردانیدم و مرد گفت کہ پذیرفتم بحضور دو گواہ درست است۔

اختتام: مسئلہ اگر کسی سوی ہدف یا بجانب شخصی بگمان صید تیر انداخت و آدمی را رسید کشتہ شد، دیت و کفارت واجب شود۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تحریرہ بجہت محمد سعید ولد بہادر وار ساکن موضع لوچہ نوشتہ، بتاریخ ۲۷ شہر شعبان المعظم ۱۱۲۴ھ ہجری۔

---

520 253

مجمع البحرین

تراسی صفحات پر مشتمل یہ رسالہ صرف سات صفحات کا حامل ہے۔ اول و آخر سے البتہ محفوظ ہے، لیکن اندر سے قطعی طور پر غیر محفوظ ہے۔ صفحہ ۲ کے بعد رکاب یعنی تسلسل ٹوٹتا ہے۔ پھر صفحہ ۷ اور صفحہ ۸ موجود ہے۔ بعد ازاں صفحہ ۸۰ تک صفحات غائب ہیں۔ پھر اخیر کے تین صفحات یعنی صفحہ ۸۱، ۸۲ اور ۸۳ برقرار ہیں۔ اور یہی آخری صفحہ کتاب کا نام مجمع البحرین ظاہر کرتا ہے۔

مجمع البحرین کا موجودہ انتہائی ناقص نسخہ اقوال نبیؐ کی روشنی میں فضیلت علم علماء اور طلبائے علوم دین کا مظہر ہے۔ اور آخری دو صفحات گویئے کو بخشش کی وعید ترک جماعت کے نقصانات، یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے کی ممانعت اور ان سے علم سیکھنے کی اجازت پر مشتمل ہیں۔ مضمون فقہ و دینیات، زبان عربی نثر، مؤلف نامعلوم، زمانہ تالیف نامعلوم، کاتب سیّد عبداللہ شاہ ولد سیّد بزرگ شاہ، مقام کتابت ڈڈیال، ملک پنجاب تاریخ کتابت پیر ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ ہجری (۶ جولائی ۱۸۸۵ء)، خط نسخ زشت کاغذ غیر کشمیری، صفحات ۷، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۴،۴ x ۲۴،۲ سنٹی میٹر۔

شروع: الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔

اخیر: وعند محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعود ملک البانی الی ورثتہ والفتوی علی قولہما، کما ذکر فی فصول عمادی، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کاتب کا اختتامیہ:

قد تمت ہذہ النسخۃ المبارک التی مسمی بمجمع البحرین من ید احقر العباد العبد سید عبد اللہ شاہ ولد سید بزرگ شاہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المومنین والمومنات برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت تمام شد این نسخہ بروز دوشنبہ در وقت چاشت برای مطالعۂ خود تحریر نمودہ شد در سنہ ۱۳۰۲ ہجری در رمضان المبارک بیست و دوم نوشتہ شد بعد سنہ ہجری سیزدہ صد و یک سال و ہفت (؟) در ملک پنجاب در دیہ ڈڈیال نوشتہ شد۔

---

422. 254

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے۔

۱۔ کتاب الفقہ، اوراق ۴۵، مصنف نامعلوم، زبان فارسی، یہ کتاب ایک مقدمہ اور دو باب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں پانچ ارکان اور دوسرا باب عبادات شرعیہ کے بیان میں ہے۔ کاغذ غیر کشمیری، تاریخ کتابت و ناقل غیر مذکور، تاہم دسویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کے اخیر کی تحریر۔ کتاب الفقہ فارسی فقہ شیعہ سے تعلق رکھتی ہے۔

۲۔ رسالۂ مختصر، اوراق ۵۲۔ اس فقہ کا تعلق بھی مذہب اثنا عشریہ (شیعہ) سے ہے۔

یہ رسالہ ۳۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنّف ضیاؤالدین بن سدید الجرجانی، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۷ (۲۷) ذی قعدہ ۹۹۶ھ ہجری (جمعرات ۱۵ اکتوبر ۱۵۸۸ء) جیسا کہ رسالہ کے اخیر پر اس عبارت سے مفہوم ہے: " وقع الفراغ تحریراً فی تاریخ ۲۷ ذی القعدہ ۹۹۶ھ ہجری"۔

۳۔ رسالہ در فقہ، ۶۵ اوراق۔ یہ رسالہ بھی فقہ شیعہ سے متعلق ہے اور بزبان فارسی ہے۔ اس میں از روئے فقہ جعفریّہ مسایل آب، وضو، جنابت، حیض، استحاضہ، غسل، تیمّم اور مسایل جنازہ وغیرہ کا مُفصّل بیان ہے۔ مُصنّف، کاتب اور تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم دستخط کی روشنی میں پہلے اور تیسرے رسالہ کا کاتب اور زمانۂ کتابت وہی ہے جو رسالۂ دوم مؤلفہ ضیاء الدین بن سدید جرجانی کا ہے۔

مضمون فقہ جعفریہ، زبان فارسی نثر، خطِ ثُلث، کاغذ غیر کشمیری،
تقطیع ۱۰ × ۲، ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد و بیحد و ثنائے بے عد، مرواجب الوجود یراست۔

اختتام: و در حصینین ہزار دینار بود۔

رسالۂ نمبر ۲ میں کاتب کا اختتامیہ:

وقع الفراغ تحریراً فی تاریخ ۲۷ (۲۷) ذی القعدہ ۹۹۶ھ ہجری۔

---

486. 255

مجموعہ غسلیۂ یوسف شاہی منظوم

بادشاہ کشمیر یوسف شاہ چک (۹۸۴ھ و ۹۸۹ھ - ۹۹۲ھ = ۱۵۷۹ء و ۱۵۸۱ - ۱۵۸۴ء) کے نام پر معنون غسل اور اُس کے فضائل میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ علاوہ بیان غسل کے یوسف شاہ چک کے عادات و خصایل اور احوال پر بھی

بطور قصیدہ حاوی ہے۔ قصیدۂ غسلیہ دو حصوں پر مشتمل ہے، حصّۂ اول نثر میں اور حصّۂ دوم نظم میں ہے۔ حصّۂ نثر دراصل غسل اور اُس کے متعلقات میں بطور مقدمہ کے ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے :

حمد باری تعالیٰ، اشارتی بتوجیہ تسمیۂ ایں رسالہ، اشارتی بہ بعضے فضیلت ہائے غسل، اشارتی بہ بیان فرض، واجب، سنت و مستحب غسل، ذکر غسل ہائے مجدّدہ کہ بعض سالکان بران مداومت می نمایند، بیان بعضے اوصاف مطلق آب مستفاد، اشارتی بذکر بعضے چشمہ ہائے عجیبۂ کشمیری کہ متصف اند بہ بعضے خوارق عادات و ذکر بعضے نہرھائے مبارکہ، مطہرۂ خوشگوار ایں دیار۔

مضمون فقہ (بطرز قصیدۂ فارسی)، ناظم بابا داؤد خاکی متوفی ۲ صفر ۹۹۴ھ (جمعرات ۱۳ جنوری ۱۵۸۶ء)، سال تصنیف ۹۸۸ھ (۱۵۸۰/۱۵۸۱ء)، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نسخ، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۲، ابیات فی صفحہ ساڑھے آٹھ۔

۲۔ قصیدہ مناجاتیہ عربی از حافظ ابوالقاسم سُہیلی ماخوذ از تذکرۂ ابن عراق ایک صفحہ (ص ۳۳)، ابیات ۱۶، خط نسخ مایل بہ نستعلیق۔

۳۔ قصیدہ بانت سعاد عربی (ص ۳۴-۳۶) شاعر کعب ابن زہیر متوفی ۲۴ھ (۶۴۴ء)

۴۔ حزب الشیخ محی الدین محمد العربی (۳۷-۳۹)

تقطیع (تمام کی) : ۱۰٫۶ × ۳ ، ۲۰ سنٹی میٹر

ابتداء : الحمد للّٰہ وسلام عبادہ الذین اصطفیٰ

اختتام : ولا حول ولا قوۃ إلّا باللّٰہ العظیم۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

نوٹ: قصیدۂ غسلیہ کا ایک عدد مخطوط محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں وکشمیر کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔

---

262. 256

مختصر الوقایہ

محمود بن صدر الشریعۃ کی مشہور فقہی کتاب الوقایہ جو مسایل ہدایہ پر مبنی ہے کا اختصار ہے اور اسی اعتبار سے مختصر الوقایہ کہلاتی ہے۔ محمود بن صدر الشریعۃ اکابر علمائے حنفیہ سے تھے۔ انہوں نے الوقایۃ اپنے پوتے عبید اللہ بن مسعود کے حفظ کیلئے لکھی تھی۔ محمود بن صدر الشریعہ کا لقب تاج الشریعہ تھا۔ عبید اللہ یعنی پوتے نے جب دیکھا کہ طلبا بوجہ طوالت وقایہ کے حفظ سے معذور و قاصر ہیں، تب انہوں نے الوقایۃ کا مختصر الوقایۃ کے عنوان سے خلاصہ کر دیا۔ صاحب مختصر الوقایہ عبید اللہ بن مسعود محبوبی حنفی ابن تاج الشریعۃ ۷۵۰ھ (۱۳۴۹ء) میں بخارا میں وفات پا گئے۔ مختصر الوقایہ کا ایک نسخہ مدرسہ سپہ سالار تہران کے کتاب گھر میں زیر نمبر ۲۳۰۷ محفوظ ہے۔ مختصر الوقایہ قازان، ہندوستان اور ترکی میں چھپ چکی ہے۔ اختصار کنندہ نے مختصر تمہید کے بعد فصول کے عنوان سے طہارت و عبادت کے مسایل شروع کر دئے ہیں۔ ہندوستان و کشمیر میں مختصر الوقایہ درسی کتاب رہ چکی ہے اور اب بھی ہے۔ اس لئے اس کے نسخے عام ہیں۔

مضمون فقۂ حنفی، زبان عربی نثر، اصل مصنف تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اختصار کنندہ اس کا پوتا عبید اللہ بن ابن مسعود، زمانۂ اختصار آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) خط نسخ (عربی)، کاغذ کشمیری، فولیو ۸۵، سطور فی

صفحہ ۱۳۱، عنوانات لال روشنائی سے، حواشی و بین السطور کی حامل،

تقطیع : ۷ء۱۴ × ۷ء۲۳ سنٹی میٹر

ابتداء : الحمد للّٰہ رافع اعلام الشریعۃ الغرّاء، جاعلہا شجرۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔

اختتام : وفی غنم مذبوحۃ فیہا میتۃ وھی اقل تحری واکل فی الاختیار۔

کاتب کے اختتامیہ میں نام کی جگہ دو مہریں تھیں، لیکن اُن کا نام دانستہ طور پر مٹا دیا گیا ہے، اس لئے کاتب اور تاریخ کتابت نامعلوم۔

539. 257

مفتاح الصلوۃ

مسایل نماز و طہارت، فرض، واجب، سنت اور مستحب وغیرہ کے بیان پر مشتمل، مفتاح الصلوۃ کا ایک اور نسخہ ہے۔ کتاب کا نام فولیو ۶۲ (ب) پر مندرج ہے۔ کتاب کے اخیر پر مصنّف کے بیان کے مطابق اس نسخہ کی تالیف اُس نے اپنے بھانجوں میں سے ایک بھانجے شیخ احمد بن سلیمان کے لئے کی تھی، تا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں مذکور مسایل پر کاربند ہونے کی توفیق عطا کرے۔ مفتاح الصلوۃ کتب فقہ کی متعدد کتابوں کو سامنے رکھکر تالیف کی گئی ہے جن کے اسماء مسایل کے بیان کے دوران مصنّف ساتھ کرتا گیا ہے۔

مضمون فقہ و دینیات (فقہ حنفی)، زبان فارسی، مصنّف نامعلوم، زمانہ تالیف نامعلوم، ناقل بابا نورالدین (فولیو ۶۵)، تاریخ نقل منگل، ربیع الاول سنہ ۱۲۶۴ھ (فروری ۱۸۴۸ء)، خط نستعلیق سادہ عام، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۶۶ (صفحات ۱۳۱)

اصل کتاب کے فولیو ۶۲، سطور فی صفحہ ۱۶، لوح سادہ، تقطیع ۱۸،۵ × ۲۷،۸ سنٹی میٹر۔

شروع: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والآخرین وعلی رسولہ محمد سیّد الاولین و الآخرین وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہم اجمعین۔

اختتام: ومجمل کار آنست کہ ہر کہ فرض از فرائیض نماز ترک آرد مثلاً روی از قبلہ گرداند یا بر نجاست مقدار بستجہ (؟) استقرار نماید یا پارچہ نجس آں مقدار در بدن پوشد، نماز فاسد گردد۔ وجز این مفسدات در کتب مبسوط مفصّلاً تفصیل یافتہ آنچہ کثیر الوقوع دیدہ شد بر آں اکتفا نمودہ، مفتاح الصلوۃ تمام ساخت۔

مصنّف کا اختتامیہ: ایں رسالہ بجہت شیخ احمد بن سلیمان کہ یکی از خواہرزادگان ایں فقیراست بواسطہ صلۃ الرحم تالیف نمودہ شد۔

کاتب کا اختتامیہ: قد وقع الفراغ من تحریر ھذہ النسخۃ الشریفۃ یوم الثلثۃ من شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۶۴ ہجری بید المذنب العاصی الراجی الی رحمۃ الباری بابا نور الدین طولہ لہ عمرہٗ ولوالدیہٖ ولاخوانہ ولجمیع المومنین والمومنات۔

نوٹ: مفتاح الصلوۃ قدیم زمانے میں کشمیر میں فارسی کے نصاب میں داخل رہی ہے۔

---

346. 258

مفتاح الصّلوٰۃ

مسایل نماز اور اُس کے متعلقات میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ایک مبسوط

رسالہ ہے، مصنّف نے یہ رسالہ اپنے بھانجے شیخ احمد بن سلیمان کی خاطر بجہت ثواب تصنیف کیاہے، تاہم امید رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت تمام فرزندوں، دوستوں، مخلصوں اور درویشوں کو توفیق عمل عطا کرے گا۔ مصنّف کے مطابق بجہت اختصار بہت سے مسایل ترک کئے گئے، کیونکہ عمل کے لئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ مفتاح الصلوٰۃ حمد و ثنا کے بعد بلا کسی ترتیب اور مقدمہ کے شروع کر دی گئی ہے۔ کسر نفسی کے سبب مصنّف نے اپنا نہیں بلکہ بھانجے کا جس کے لئے کتاب معرض وجود میں آئی ہے، نام درج کیا ہے۔ مخطوطہ کا نام مفتاح الصلوٰۃ کے کتاب کے باہر خارج ورق میں اس کے مالک احمد جیو کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے، ورنہ مصنّف نام سے خاموش ہے۔

مضمون فقہ (دینیات) حنفی، زبان فارسی نثر، مصنّف نامعلوم، سال تصنیف نامعلوم، سال تصنیف نامعلوم، کاتب صالح جیو اسلام آبادی، تاریخ کتابت ۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۶ ہجری (بدھ، اکتوبر ۹ سنہ ۱۸۵۰ء) خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۰، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۹٫۳ x ۱۶٫۰۶ سنٹی میٹر۔

آغاز : الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین

اختتام : بسیار از مسایل دریں رسالہ بجہت اختصار ترک نمودہ شد، اینقدر بجہتہ عمل کافی است واللہ الموفق والمعین الوافی۔

کاتب کا اختتامیہ : بدستخط صالح جیو اسلام آبادی بتاریخ دوم ماہ ذی حجہ سنہ ۱۲۶۶ھ یوم چہار شنبہ نوشتہ شد۔ الیٰ سنہ ۱۲۸۲ھ شانزدہ سال۔

الٰہی ہر آنکسکہ این خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت

نیز ملاحظہ ہو نمبر اندراج ۳۲۴۔

نجات المسلمین منظوم

بشکل قصیدہ یہ طویل نظم مختلف النوع مضامین کی حامل ہے، تاہم اکثر کا تعلق مسایل نماز، روزہ، حج اور زکواۃ سے ہے۔ حمد و نعت رسول اور منقبت چہار یار با صفا کے بعد یہ طویل قصیدۂ نونیہ ابو المظفر خسرو غازی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے نام پر معنون ہے۔ کتاب کے بعض اہم مضامین یہ ہیں:

دانستن احکام وارکان بعد از بلوغت، شرائطِ ایمان، واجبات اسلام، مسایل وضو، مسایل تیمم، مسایلِ غسل، مسایلِ نماز، مسایل زکواۃ، مسایل روزہ، فضایلِ علمِ دین، ولی، قطب، غوث، اوتاد، اور ابدال کا بیان، شیخ (مرشد) جاہل کی مذمت، اقسامِ متقی، فضیلتِ میہمان، اسباب افلاس و پیری، اسباب نسیان، مذاہب اربعہ، ملاعبت با زنِ خویش، اقسام زن، خلقتِ آدم صفی اللّٰہ، فضایلِ سُوَر، ہفت آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم میزان سزاے کُفّار و اجزائے مومناں۔

مضمون فقہ، عقاید و توحید بصورت نظم (قصیدہ) زبان فارسی، ناظم جلال الدین عبد النبی جامی، تاریخ تصنیف ۱۱۰۲ھ = ۱۶۹۱ / ۱۶۹۰ء جو اس شعر (فولیو ۲) میں مندرج ہے:

گفت تاریخش خرد چون خواندہ "زہ" بروی دوبار راقمش عبد النبی جامی جلال الدین بدان

کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، فولیو ۲۴ پر دو مہریں اور فولیو ۵۱ پر ایک مہر، سنہ مہر غالباً ۱۲۹۴ھ (۱۸۷۷ء)، خط نستعلیق سادہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۵۲، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۳ x ۲۰،۹ سنٹی میٹر۔

شروع :

حمد حق کو بہر آغاز کتاب ای نکتہ دان   تا شود این نامۂ نامی گرامی در جہان

اختتام :

گفت تاریخش خرد چون خوانده "زه" بروی دو بار

"راقمش عبدالنبی جامی جلال الدین بدان"

کاتب کا اختتامیہ ندارد ۔

---

466.   260

نصاب الاحتساب

فقہار کی کتب معتبرہ پر مبنی مسایل فقہیہ دینیہ کی کتاب ہے بتقسیم مطالب یہ ہے :

۱۔ باب الاول فی تفسیر اللفظین المتداولین فی ھذا الکتاب، احدھما الاحتساب والثانی الجستہ ۲۔ الباب الثانی فی الاحتساب۔

ان میں باب ثانی یعنی جستہ ۴۴ ابواب پر اور احتساب یعنی باب اوّل ۶۵ ابواب پر مشتمل ہے۔

مضمون فقہ حنفیہ، زبان عربی (نثر)، مصنف عمر بن محمد بن عوض سنامی، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب بابا یحییٰ بن بابا محمد خضر بن بابا عطاءُ اللہ بن بابا عبدالحکیم الجباری، تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم تیرھویں صدی ہجری (۱۸ ویں صدی عیسوی) کا وسط، خط نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۱۲۔ اسی کے ساتھ شروع میں ملحق ۴۸ فولیو کی فقہیہ حنفیہ کی ایک نامعلوم کتاب ہے۔ آغاز و انجام ندارد۔ خطِ نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، سطور دونوں

مخطوطوں کی فی صفحہ ۲۱، کاتب دونوں مخطوطوں کا ایک ہی شخص۔

تقطیع: ۱۶٫۵ × ۲۹٫۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: کتاب القسمۃ مناسبتہ ان احد الشریکین اذا اراد الافتراق باع فتجب الشفعۃ۔

اختتام: قال فیہ اختلاف مشائخنا قال بعضہم العلماء والفقہاء۔

کاتب کا نوٹ علیحدہ آخری ورق پر: ایں کتاب شریف بدستخط بابا محمد یحیا بن بابا محمد خضر بن بابا محمد عطا، بن بابا محمد حکیم ساکن ہجبہارڑہ تحصیل اسلام آباد۔

کتاب کے ٹائٹل (عنوان) کا صفحہ ایک عربی فتویٰ پر مشتمل ہے جس میں تمبا کو پینے اور اُس کے کاشت کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ کاتب بابا عطاؤاللہ بن بابا عبدالحکیم الجباری، تاریخ کتابتِ فتویٰ ۶ رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ ہجری (سنیچر ۲۴ جولائی ۱۷۸۱ء)۔

خط نسخ۔

مغازی النبی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن غزوات (حروب) کے بیان میں ہے جو آپ نے دینِ اسلام کی اشاعت کی غرض سے معاصر کفار سے کی تھیں آغاز مطلب سے قبل بطور تمہید آپ کے نور کی پیدائش کا بیان ہے جو بروایت احادیث مخلوقات میں سب سے پہلے عمل میں آیا تھا۔ بعد ازاں اُن صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے دینِ اسلام بزورِ شمشیر زندہ رکھا۔

رٹمو ژِنْدِہ از تیغ کوٗر دینِ پاک　　　بسختی کوٗرُکھ دُشمن دین ہلاک

کتاب مغازی النبی کی تحریر کا سبب بقول مصنّف یہ ہے کہ لوگوں پر غفلت کا پردہ پڑ گیا ہے۔ قرآن و حدیث کی تالیف کے موقعہ پر لوگ کونوں میں چھُپ جاتے ہیں۔ لیکن رُستم وسام کے قِصّہ کے وقت ناچنے لگتے ہیں۔ کتاب کا نام مغازی النبی اس شعر میں درج ہے:

ہُنا روز یُذ وسے لبکھنہ غبی　　　کنوٗ بوز کاٗ شرٗ مغازی النبی

مصنّف نے معانی پر نظر رکھتے ہوئے اسے بطور اختصار بیان کیا ہے۔

مضمون رزم نامہ بطرز مثنوی' زبان کشمیری' ناظم صدیق صاحب، سال تنظیم نامعلوم' لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز' کاتب و تاریخ کتابت مرمت کے نیچے چلی گئی ہے نستعلیق زشت خط، کہیں کہیں املا کی غلطیاں' کاغذ کشمیری صفحات ۵۲' ابیات فی صفحہ ۱۱۔

اسی کے ساتھ ملحق بزبانِ کشمیری وفات نامہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انداز بیان مثنوی' شاعر و کاتب و تاریخ نقل نامعلوم' اوّل و آخر سے ناقص۔ کاتب دونوں کا ایک ہی۔ نستعلیق

زشت خط، کاغذ کشمیری، صفحات ۱۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۱، تقطیع دونوں کی ۴ء۱۴×۲ء۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا خدائی سزاوار تو   پناہ دو کونین از جار تو

اختتام مخطوطۂ دوم:

روشن بر سر عرش اعظم مقام   علیہ الصلوۃ علیہ السلام

---

223.   262

نگارستان

مختلف النوع مضامین کا ضخیم مجموعہ ہے لیکن زیادہ تر تعلق فن تاریخ و سیر سے ہے۔ کتاب میں جا بجا مضمون کی وضاحت کے لئے رباعی، مثنوی، فرد اور قطعات سے کام لیا گیا ہے۔ درحقیقت نگارستان کتب معتبرہ کا جس کی طویل فہرست مقدمہ میں دیدی گئی ہے نچوڑ ہے۔ ان سے مؤلف نے نوادرات و حکایات، لطائف اور مضحکات کی تدوین میں مدد لی ہے۔ بقول مؤلف کتب مذکورہ کی نقل ہے اور امید ہے کہ اسے منقول عنہ (جس سے نقل کیا گیا) کے موافق پایا جائے گا۔

مضمون فن سیر و تواریخ، زبان فارسی نثر، مؤلف مجدؐ ابن محمد احمد، تاریخ تالیف رمضان ۹۵۹ھ (ملاحظہ ہو بیان مدت حکومت گورگانی) (اگست ستمبر ۱۵۵۲ء) "نگارستان واقع" مجموعہ کی بحساب جمل تاریخ ہے جیسا کہ اختتامیہ کے اس شعر سے مفہوم ہے:

چو در واقع نگارستان چنین شد   ازان آمد "نگارستان واقع"

کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن تقریباً ایک سو برس پہلے کی نقل، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیوز ۳۵۴، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۶ء۱۴×۱۷ء۲۴ سنٹی میٹر

آغاز : ای طرازندۂ بہارستان وی نگارندۂ نگارستان

اختتام : چو در واقع نگارستان چین شد

ازان آمد "نگارستانِ واقع"

144/الف 263

وقائع نعمت خان عالی

عہدِ اورنگ زیبی میں (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۷ء - ۱۷۰۶ء) اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی وقایع نگار نعمت خان عالی کے قلم سے دکن میں اُس کی فتوحات کا بیان ہے۔ ان فتوحات کا تعلق ۴ ارجب ۳۰ سنہ سنہ جلوس، ۵ ارجب ۳۰ سنہ سنہ جلوس، ۴ ارشعبان ۳۰ سنہ سنہ جلوس، ۱۹ ارشعبان ۳۰ سنہ سنہ جلوس اور ۱۸ ارشعبان ۳۰ سنہ سنہ جلوس سے ہے۔ وقایع نعمت خان عالی تاریخ کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کئے جانے کے بجائے انتہائی مکلّف اور مصنوعی زبان میں ہے۔ کہیں کہیں زور طبع دکھاتے ہوئے علم عروض کی بحور میں منظومات بیان کردی گئی ہیں۔ وقایع کی ابتداء میں قلعۂ فیروز جنگ بہادر کی فتح اور تخریب پر منظوم فتح نامہ ہے جو اورنگ زیب کو اُس وقت پیش کیا گیا جب وہ نماز کے سجادہ پر متمکن تھا اور فی الفور سجدۂ شکر بجالایا تھا۔ بعض قصاید میں مصنّف نے علم نحو سے بھی اپنی مہارت اور واقفیت کا اظہار کیا ہے۔ ورق ۱۱ پر ایک منظوم شہر آشوب بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ اورنگ زیبی کا مشہور شاعر اور پُر تکلّف نثر نگار تھا اور ساتھ ہی بادشاہ کی جانب شاہی فتوحات کی کیفیت نگاری پر جو اورنگ زیب کو دکن میں حاصل ہوئیں مامور تھا۔

مضمون تاریخ، زبان فارسی، مصنّف نعمت خان عالی، ناقل نامعلوم، تاریخ نقل ۱۳ ماہ چیت ۱۹۰۸ سنہ بکرمی (۱۸۵۱ء) درعمل راجہ صاحب (مہاراجہ گلاب سنگھ)، خطِ نستعلیق

متوسط، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۹۴، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۵ x ۲۴ ۲۶ سنٹی میٹر

آغاز : دمیکہ مدرس کشاف صبح بر صُفّۂ صدق و صفا چون قاضئ بیضا تفسیر والشمس والضحاها بخط شعاعی آفتاب بر صفحۂ روزگار نگاشت ۔

اختتام :

چو برہمن جز اسفندار مز ماہی نیفزاید اگرچہ عمر پیر افزود ، اما عقل او گم شد

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد وقایع نعمت خان عالی ، اجزاے خط بے ربط، تمت بالخیر والبرکت ، بیز دہم ماہ چہست ۱۹۰۸ تحریر یافت عمل راجہ صاحب ۔

۱۴۴/ب 264

مکاتیب شاہ عباس صفوی ثانی

غالباً شاہِ ایران شاہ عباس صفوی ثانی (۱۰۵۲ - ۱۰۷۸ھ = ۱۶۴۲ - ۱۶۶۷ء) کے اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو اُس نے میرزا محمد طاہر وحید قزوینی کے توسُّط سے ، معاصر مختلف والیانِ ممالک کو لکھے ۔ یہ والیانِ ممالک ہیں شاہ جہان پادشاہ ہندوستان ، سلطان دارا شکوہ خوندکارِ روم ، سلطان مراد بخش ، والئ بیجاپور ، والئ دکن ، عبد العزیز خان والئ بلخ ، والئ ملکِ روس ، ابو الغازی خان والئ اورگنج ، پادشاہ اورنگ زیب اور محمد قطب شاہ ۔ ان کے علاوہ دیگر دیباچے اور نگارشات ہیں ۔ علاوہ ادبی اور لسانی کے ان خطوط کی تاریخی اہمیت ہے ۔ ان خطوط کا مصنّف جیسا کہ مذکور ہوا غالباً میرزا محمد طاہر وحید قزوینی ہے جو شاہ عباس صفوی دوم کا منشی اور تاریخ نگار تھا ۔ ۱۱۲۰ھ (۱۷۰۸ء) میں بعمر ایک سو برس فوت ہوگیا ۔

مضمون تاریخ ، پیرایۂ بیان نثر فارسی ، مؤلف غالباً میرزا محمد طاہر وحید قزوینی زمانۂ تالیف سترھویں صدی عیسوی (گیارہویں صدی ہجری) ، ناقل و سال کتابت نا معلوم ،

تاہم انیسویں صدی عیسوی کے وسط کی تحریر، کاتب غالباً پنڈت برہمن کشمیری، خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۹۴، اوسط سطور فی صفحہ ۱۴ تقطیع ۱۶ × ۲۶½ سنٹی میٹر

ابتداء : ہوالفیاض۔ نامہ کہ در طلب قندھار بپادشاہ ہندوستان کہ عبارت از شاہ جہان باشد نوشتہ شد۔

اختتام : امید کہ پیوستہ منزویان کنج احزان را بہ تنسیم نسیم التفات چشم روشن نمایند، ایام عظمت و حشمت و جلالت و اُبہت و شوکت مُستدام باد۔

144/ج 265

بدیع النصاب

اوزان عربی کی مختلف بحور میں منظوم لغت کی کتاب ہے جو قدیم زمانہ میں طلبائے فارسی کے لئے مرتب کی گئی تھی۔ یہ نصاب اُس وقت کے مُروّجہ عربی اور ترکی الفاظ پر مشتمل ہے اور ان سب کے مترادف فارسی الفاظ میں دیدئے گئے ہیں۔ بدیع النصاب کی تسمیہ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ناظم نے پہلی بار یہ معانی عربی اوزان کی سولہ بحور میں بیان کئے ہیں۔ ابتداء بحرِ تقارب (بحرِ متقارب) سے کی گئی ہے اور اختتام بحرِ خفیف پر ہے جس کا وزن ہے فعلاتن، مفاعلن، فعلات۔ ان کے علاوہ دیگر صنایع و بدایع کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر علم عروض اور صنایع لفظی و معنوی سے جو قدیم زمانہ میں اہلِ فن کا طرّۂ امتیاز تھا کامل طور پر بہرہ ور تھا۔

مضمون لغت فارسی و عربی و ترکی، پیرایۂ بیان نظم فارسی، مصنّف نامعلوم، تاریخ کتابت و نقل نامعلوم، غالباً انیسویں صدی کا نصف اول، خطِ نستعلیق متوسط، کاتب غالباً کشمیری پنڈت، صفحات ۱۰۸، تعداد سطور فی صفحہ ۱۴، جابجا حواشی اور بین السطور،

اس کے علاوہ دیگر رسایل جو منظوم ہیں اور بدیع النصاب کے ساتھ ملحق ہیں اور اسی مطلب کے حامل ہیں یہ ہیں:

۱۔ قنیۃ الفنان از صدر بدر (۱۵ صفحات ۱۴ سطور فی صفحہ)

۲۔ نصیب اخوان (یہ منظوم رسالہ ابو النصر فراہی کے نصاب صبیان کے جواب میں لکھا گیا ہے جیسا کہ ناظم کا خود بیان ہے:

(نام آن گر نصاب صبیان بود — نام این را نصیب اخوان خوان)

صفحات ۱۶، سطور فی صفحہ ۱۳۔ مؤلف و ناظم مُظہر، سال تنظیم ۷۷۶ھ (۱۳۷۴ء)

تقطیع: ۱۶ × ۲۶½ سنٹی میٹر

ابتداء:

بہ بحر تقارب تقرّب نمائے — بدین وزن میزان طبع آزمائے

اختتام از نصیب اخوان:

سال شش بود ہفصد و ہفتاد — از مُظہر شد این نبشتہ عیان

یارب این نامہ را قبولی دہ — تا شود شستہ نامۂ عصیان

44.   266.

اساس بر حبیب السیر فی اخبار افراد بشر

غیاث الدین ابن ہمام الدین المدعو بہ خواند امیر کی تاریخ و سیرت میں اہم تصنیف ہے۔ ابتدائے آفرینش سے اپنے عہد کے بادشاہ تک کے چیدہ چیدہ تاریخی حالات و کوائف کا بیان ہے۔ جیسا کہ نام سے کتاب کی بنیاد مصنّف کی اپنی تصنیف حبیب السیر پر ہے۔ تاریخی حالات کے علاوہ نوادر حکایات اور بدیع روایات کا بھی بیان ہے۔ یہ نوادر و روایات بھی حبیب السیر ہی سے ماخوذ ہیں۔ خواند امیر نے یہ کتاب غیاث الدین امیر محمد الحسینی شہید کے ایماء اور ترغیب سے لکھی ہے۔ دورانِ تالیف میں اُسے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا ہے اور وہ اس طرح کہ مُصنّف مذکور جب کتاب کی تصنیف و تالیف میں ہمہ تن متوجہ ہوا، اُسی وقت خراسان (مشرقی ایران) ہرج و مرج کا شکار ہو گیا جس کے باعث مصنّف کو اپنا کام ادھورا چھوڑنا پڑا۔ خواند امیر نے یہ کتاب سنہ ۹۲۷ھ (۲۱/۱۵۲۰ء) کے شہور میں اُس وقت تالیف کی جب اُس کی عمر ۴۷ یا ۴۸ برس کی تھی۔ اس سے قبل وہ خلاصۃ الاخبار، مآثر الملوک اور دستور الوزراء قلمبند کر چکا تھا۔ اساس بر حبیب السیر فی اخبار افراد بشر اپنے عہد کے سلطان ابو منصور درمیش خان اور اُس کے وزیر اعظم خواجہ حبیب اللہ کے نام معنون ہے۔ دونوں کے نام بالترتیب فولیو ۹ اور ۱۰ پر تحریر ہیں۔ مُصنّف کا نام غیاث الدین خواند امیر فولیو ۵ پر دستیاب ہے۔

غیاث الدین خواند امیر ۱۴۷۵ء کے لگ بھگ ہرات یا بخارا میں پیدا ہوا، اور ۱۵۳۵ء میں دہلی میں فوت ہوا۔ ایرانی مورخ ہے۔ حبیب السیر اُس کی عام تاریخ ہے جو غالباً اس بات کو بتاتی ہے کہ اُس نے یہ کتاب خواجہ حبیب اللہ متذکرہ الصدر کے نام معنون

بکی تھی۔

مصنف کے قول کے مطابق حبیب السیر تین جلدوں پر منقسم ہے اور ہر جلد کی ترتیب چار اجزاء پر ہے۔ اصل حبیب السیر کا موجودہ مخطوطہ افتتاح، مجلّد اول اور اس کے پہلے دو جزوں پر ہے۔ افتتاحیہ خدا کی ابتدائی مخلوقات اور جلد اول اسلام سے قبل انبیاء، حکماء اور سلاطین عجم کے بیان میں ہے۔ اور اسی امر کا بیان جزء اول و دوم میں کیا گیا ہے۔

شروع: آغاز لطایف اخبار آل تبار انبیائے عالی مقدار و شرایف آثار معالی دثار سلاطین ذوی الاقتدار

اختتام: بیان نگویه شیمهٔ آن جناب خاتم ... شفیع زمرهٔ اولاد آدم

تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب۔

فولیو ۱-۳۰۱، تقطیع ۱۲×۲۲ سنٹی میٹر، ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم بارہویں صدی ہجری کی نقل، کاغذ غیر کشمیری، نستعلیق باریک، فی صفحہ ۱۵ سطور، آخری ورق کرم خوردہ، مگر متن بہت حد تک محفوظ، مجلّد چرم قدیم۔

297.

اقبال نامۂ جہانگیری

صاحب قران امیر تیمور گورگان سے لیکر وفات جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ ہند تک کی مفصل تاریخ ہے۔ اس میں بابر کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے اور بعد ازاں اس پر قبضہ کی پوری تفصیل بیان کی گئی ہے۔

اقبال نامۂ جہانگیری کا حصہ اول جلال الدین محمد اکبر کے احوال طفولیت کے بیان

میں ہے: ابتدا میں بادشاہ مولانا عصام الدین ابراہیم کے پاس بغرض تعلیم و تربیت روانہ کیا گیا، لیکن چونکہ روز ازل ہی سے علم سے محروم تھا، اسلئے استاد کے پاس روانگی بے سود ثابت ہوئی اور بلا کسی استاد ظاہری کے اکتساب فیض کرلیا۔

کتاب کا دوسرا حصہ اکبر بادشاہ کے آغاز جلوس سے لیکر اُس کے روز وفات تک ہے۔ اسی میں فتح کشمیر کا احوال ورق ۳۲۴ سے شروع ہوکر ورق ۳۴۰ تک درج ہے۔ شہر سرینگر اور ہیج برارہ کا نام ورق ۳۲۴ (الف) پر مندرج ہے۔ فتح کشمیر اکبر کی تخت نشینی کے ۳۱ ویں برس (۹۹۴ھ = ۱۵۸۶ء) عمل میں آئی۔ ورق ۳۴۰، ۳۴۱، و ۳۴۲ اکبر کے سیر کشمیر پر مشتمل ہیں۔ یہ سیر اکبر کی تخت نشینی کے چونتیسویں برس یعنی ۹۹۷ھ = ۱۵۸۹ء میں روبعمل آئی تھی۔ فارسی کا شاعر نامی ملّا عرفی شیرازی تخت نشینی کے ۳۶ ویں برس (۹۹۹ھ = ۱۵۹۰/۱۵۹۱ء) ورق ۳۵۰ پر فوت ہوا۔ نیز احوال کشمیر کے لئے ملاحظہ ہو ورق ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۶۲، ۳۶۳۔

مضمون تاریخ چغتائیان ہند، زبان فارسی نثر، مورخ محمد شریف مخاطب بہ معتمد خان، تاریخ تصنیف سنہ ۲۸ جلوس محمد شاہی ۲۹ ربیع الاول ۱۱۷۲ھ = (جمعرات ۳۰ نومبر ۱۷۵۸ء) کاتب سیوارام، تاریخ کتابت ۲۰ رجب المرجب ۱۱۸۸ھ (۲۶ ستمبر بروز دوشنبہ ۱۷۷۴ء) خط نستعلیق عمدہ و صاف، کاغذ غیر کشمیری، اوراق ۴۱۵ (صفحات ۸۳۰) سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع: ۲۰.۵ × ۳۳ سنٹی میٹر، ناقص الاول۔

شروع: میران شاہ ابن امیر تیمور صاحبقران بن امیر ترا غای بن امیر برکل بن امیر برکل بن النکر بہادر۔

اخیر: روز دیگر تجہیز و تکفین نمودہ وجود مظہر آن نور پرورد الٰہی را در باغ سکندر

بجوارِ رحمتِ ایزدی سپردند۔ ولادت گرامی در نہصد و چہل و نہ ہجری و جلوس اشرف در نہصد وشصت و سہ و شنقار شدن در یکہزار چہاردہ اتفاق افتاد و ازیں سہ تاریخ مستفاد می شود۔

کاتب کا اختتامیہ: نسخۂ اکبرنامہ تصنیف محمد شریف مخاطب معتمد خان بتاریخ بیست ونہم شہر ربیع الاول ۲۸ سنہ جلوس محمد شاہی۔ راقمہ الحروف بندۂ خاکپ سیوارام تحریر یافت، ۲۰ شہر رجب المرجب ۱۱۵۸ ہجری۔

---

130. 268

اکبر نامہ منظوم

محمد اکبر خان فرزند امیر دوست محمد خاں والئ کابل کے شجاعانہ کارناموں کا بیان ہے۔ یہ کارنامے اکبر خان نے پنجاب کے سکھوں کے خلاف انجام دئے۔ اکبر نامہ کا مصنف ملّا حمید اللہ شاہ آبادی ہے۔ ملّا حمید اللہ پرگنۂ کوٹھار میں سکونت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی کی کامل دستگاہ تھی۔ اخیر عمر میں قصبۂ اسلام آباد کو مسکن بنا لیا تھا اور تدریس میں مشغول ہو گیا تھا۔ ۱۲۶۴ھ = ۱۸۴۷ء میں فوت ہو گیا۔ "بخلد بریں شد" (خلد بریں میں گیا) تاریخ وفات ہے۔ اکبر نامہ کشمیر میں عہدِ افغانان اور سکھوں کے سلسلے میں ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے اور چھپ چکا ہے۔ فہرست مضامین یوں ہے:

۱۔ حمد و ثنا اور نعت نبی از فولیو اول تا ف ۵۔

۲۔ منقبت حضرت پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر (فولیو ۵-۹)

۳۔ در مدح حاکم معدلت آئین شیخ غلام محی الدین (فولیو ۹-۱۱)

۴۔ سبب تالیف ایں کتاب (فولیو ۱۱-۱۴)

۵۔ آغاز داستان در نزاع شہ شاہ شجاع با قوم پاینده خان

۶ - آمدن شہ شجاع بمعہ لشکر شاہ فرنگ از لدیانہ بکابل و منہزم شدن او (۱۸-۲۰)

۷ - مصاف نمودن محمد اکبر خان در پیشاور با لشکر سنگان و ہزیمت خوردن لشکر سنگ

و کشتہ شدن ہر سینگ (۲۰ - ۴۰)

۸ - واشدن ابواب رسل و رسایل میان امیر دوست محمد خان و رنجیت سنگھ

(۴۰-۴۳)۔

۹ - در عقد آوردن محمد اکبر خان دختر غلام محمد خان بامزئی (۴۳ - ۵۵)

۱۰ - رسیدن برنس در شہر کابل و تفرقہ انداختن او در لشکر دوست محمد خان

(۵۵ - ۵۹)

۱۱ - بیان کردن برنس حقیقت شہر کابل نزد شاہ فرنگ (۵۹ - ۶۴)

۱۲ - نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب فرزند خود محمد حیدر خان و جواب

دادن محمد حیدر خان قاصد شہ شجاع (۶۴ - ۷۵)

۱۳ - رسیدن محمد افضل خان در پیش پدر (۷۶ - ۸۱)

دیگر مضامین یہ ہیں: قرار گرفتن امیر در شہر خُلم (۸۱)، یاوہ گوئی کردن وزیران (ف ۸۵) رسیدن تاجر کبیر (۹۰)، فرستادن ڈاکٹر قاصد (ف ۹۷)، ترسیدن کوہیان از مرگ (ف ۱۰۳)، رفتن امیر بسبب روگردانی (ف ۱۰۶)، یاوہ گوئی کردن برنس (ف ۱۱۱) گرم ساختن گردان کابل (ف ۱۱۷)، مشورت نمودن اہل کابل (۱۲۲)، سردار نمودن مردم کابل (۱۲۶)، رفتن لاٹ (لاٹ) جنگی، زاری کردن محمد اکبر خان (ف ۱۳۸) آمدن قاصد لاٹ جنگی (ف ۱۴۵)، رفتن محمد اکبر خان (۱۵۰)، التماس نمودن لشکر محصور فرنگ (۱۵۶)، عہد بستن شہ شجاع (ف ۱۶۳)، بر تخت نشستن شہزادہ (۱۷۱)، بر تخت نشانیدن

محمد اکبر خان (ف ۱۸۴۷ء) پسر امیر دوست محمد خان (ف ۱۸۶۳ء) خاتمۂ کتاب (۱۹۴)

مضمون: منظوم تاریخ افغانستان، کشمیر و ہند، زبان: فارسی، مصنف: مُلّا حمید اللہ شاہ آبادی کشمیری، سال تصنیف سنہ ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) جیسا کہ اس مصرع سے مفہوم ہے:
"ز ہجرت ہزار و دو صد بود و شصت" (فولیو ۱۴۳) ناقل نامعلوم، تاریخ نقل دہم ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ بروز منگل ۱۷ مئی سنہ ۱۸۶۴ء، خطِ نستعلیق باریک، عنوانات لال روشنائی سے، پہلا فولیو منقش و ہر دو شوشیشی کی جدول کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، فولیوز ۱۹۶، اوسط سطور فی صفحہ ۱۹، جا بجا کرم خوردہ، مخطوط مصنف کی وفات کے بعد کی تحریر ہے۔

آغاز: بخدا یا جہانا بتدار اکبر توئی   کرم گستر و بندہ پرور توئی

اختتام: برحمت چو بنید ختم گفتار من   الٰہی برحمت بکن کار من

کرم خوردگی کے باعث ناقل کے نوٹ سے صرف اتنا پڑھا جا سکتا ہے:
اختتام این کتاب مسمّٰی بہ اکبر نامہ ماہ ذی الحجۃ الحرام میسر گردید۔

تقطیع ۲۱ × ۱۳ سنٹی میٹر۔

---

۶۹ ط

488.

اکبر نامہ منظوم

یہ طویل مثنوی امیر کابل اکبر خان (انیسویں صدی عیسوی کا وسط) کی ان حروب کے بیان میں ہے جو اسے پنجاب کے سکھوں اور بعد میں انگریزوں کے ساتھ پیش آئی تھیں۔ اکبر نامہ اگرچہ دیگر معاصر افغان سرداروں، سکھ حکام اور اُس وقت کے انگریزی حکومت کے احوال و کوائف پر حاوی ہے، تاہم زیادہ تر اکبر خان کی نجی زندگی اور معرکہ آرائیوں پر مشتمل ہے۔ حمد و ثنا، نعت رسول مقبول، مدحِ حضرات قادریہ اور مدحِ ناظم کشمیر شیخ غلام محی الدین

کے اکبرنامہ کی ترتیب مضمون یوں ہے

تمہید کتاب و سبب تالیف، آغاز داستان در بیان نزاع شاہ شجاع درانی با قوم با بیندہ خان بارک زئی، فرستادن والئ امرتسر رنجیت سنگ نام برادر ہری سنگ برای حکم نمودن صوبیداری شہر پیشاور، نامہ نوشتن ہری سنگھ صوبیدار پیشاور برای والی خطۂ کابل امیر دوست محمد خان، جواب نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب ہری سنگھ امرتسری، مصاف کردن ہری سنگھ با لشکر امیر دوست محمد خان و ہلاک شدن ہری سنگھ از دست محمد اکبر خان، نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان بجانب سردار پنجاب رنجیت سنگھ نکاح کردن محمد اکبر خان با دختر غلام محمد خان بامزئی، چارہ جستن پادشاہ فرنگ در تسخیر کردن شہر کابل، رسیدن سکندر برنس در لندن نزد پادشاہ فرنگ، نامہ نوشتن امیر دوست محمد خان برای فرزند خود محمد حیدر خان، رو گردانی امیران کابل با امیر دوست محمد خان و ہجرت کردن او، رفتن دوست محمد خان در شہر خلم، رشک کردن امیران شاہ بخارا از امیر دوست محمد خان، خلاص شدن امیر دوست محمد خان از شہر بخارا و گرفتار ماندن محمد اکبر خان[1] در بخارا، مصاف کردن امیر دوست محمد خان با ڈاکٹر مرتبۂ دوم، فتنہ انداختن لاٹ جنگی در میان سپاہ کوہیان، رفتن امیر دوست محمد خان نزد لاٹ جنگی، مصلحت ساختن سکندر برنس با شاہ شجاع الملک ......

مضمون تاریخ بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم ملا حمید اللہ اسلام آبادی متوفی ۱۲۶۴ھ = ۱۸۴۸ء، کاتب غلام محمد، تاریخ نقل ۲۵ ماہ جمید الثانی ۱۲۹۱ھ = اتوار، ۹ اگست ۱۸۷۴ء، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۳، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع : ۱۳.۵ × ۲۳.۳ سنٹی میٹر۔

شروع: خدایا جہاندار اکبر توئی کرم گستر و بندہ پرور توئی

خاتمہ: برحمت چو شد ختم گفتار من الٰہی برحمت بکن کار من

کاتب کا اختتامیہ: از دست بندہ ناتمام غلام محمد عرف کاکاپوری ساکن قصبہ تزال پرگنہ اولر بتاریخ بیست و پنجم جمیدالثانی سنہ ۱۲۹۱ ہجری۔

29/1 270

تاریخ ایران

شاہ عباس دوم (۱۶۳۲ء - ۱۶۶۷ء) والیٔ ایران کی تاریخ و تذکرہ ہے بشاہ عباس دوم ۱۰ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا اور ۳۴ برس کی عمر میں بحالتِ جوانی فوت ہو گیا۔ مخطوطہ چونکہ ابتداء اور اخیر سے نامکمل ہے، اس لئے بطور یقین نام متعین نہیں کیا جا سکتا۔ عنوانات کتاب جو مسلسل عبارت کے ساتھ مخلوطہ میں حسب ذیل ہیں:

۱۔ بلا عنوان (ف ۱ سے ۸ تک)۔

۲۔ شروع نمودن اعلیٰحضرت ظلّ الٰہی بخواندن و نوشتن (فولیو ۸)

۳۔ شروع نمودن اعلیحضرت ظلّ الٰہی بجماندازی و قبق اندازی (فولیو ۱۱)

۴۔ آمدن سلطنت پناہ امام قلی خان (فولیو ۱۶، ب)

۵۔ شکار قبال نمودن اعلیحضرت ظلّ الٰہی (فولیو ۲۴ ب)

۶۔ مناقشۂ رستم خان والیٔ گرجستان و طہمورث۔ (فولیو ۲۷ ب)

۷۔ آمدن ایلچی بادشاہ والاجاہ روم (فولیو ۳۳ الف)

۸۔ معزول شدن حیدر بیگ (فولیو ۳۷ ب)

۹۔ مقتول شدن میر فتاح اصفہانی بہ تفنگچی اقاشی (فولیو ۳۹ ب)

۱۰۔ آمدن زال ارسطا و قزاقلیخان (فولیو ۴۳، ب)

۱۱۔ بیان نسب والائے اعلیحضرت ظل الٰہی (فولیو ۸۰، الف)

آغاز اس طرح سے ہوتا ہے:

امکان چاشنیٔ اعتدال داده بید مشک لب را در تنگ نائیٔ شیشہ ...... اور

انجام اس سطر پر:

شعلۂ آتش ذوق نکہت گلشن شوق، معتکف کوئے بیقراری، مقیم کمین گاہ

مطلب شکاری۔

مضمون تاریخ زبان فارسی، فولیو ۸۲، تقطیع ۱۱ × ۲۲½ سنٹی میٹر، خط نستعلیق

ایرانی، سطور فی صفحہ ۱۳، مجلد، حالت درست، کاغذ غیر کشمیری۔

271

29/2

مکاتبات علامی

انشائے ابوالفضل یا دفتر ابوالفضل کا حصۂ اول ہے۔ اس میں جلال الدین محمد اکبر کے وزیر اعظم علامی ابوالفضل کے قلم سے اکبر کی طرف سے ایران و توران کی اہم شخصیتوں کے نام طویل خطوط ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ عبداللہ خان سپہ سالار توران (فولیو ۱ - ۱۷)

۲۔ ایضاً عبداللہ خان (۱۷ - ۲۸)

۳۔ شاہ عباس سپہ سالار ملکِ توران (۲۸ - ۳۸)

۴۔ والیٔ کاشغر (۳۸ - ۴۰)

ابتداء: آنچناں تصور نمودند و آنکہ بمقتضائے محبت و یگانگی تفصیل

صوبغات رقم پذیر خامہ موافقات شمائمہ ....

مخطوطے کی آخری عبارات یہ ہیں :

برخی از سخنان دلاویز را بزبان نیز گذارش نماید

خوشخط ۔ تقطیع ۱۱ × ۲۲ سینٹی میٹر ، نستعلیق ، ناقص از اول و آخر ،

کاغذ غیر کشمیری ، مجلّد ، حالت درست ۔

272

51.

تیمور نامہ منظوم

امیر تیمور لنگ کے محاربات اور فتوحات اور اس کے خاندان کے تاریخی احوال پر مبنی ایک مفصّل اور طویل مثنوی ہے تیمور نامہ جسے بطور تخفیف تمر نامہ بھی کہا جاتا ہے ، نظامی گنجوی کے اسکندر نامہ کے تتبّع (پیروی) میں لکھا گیا ہے ۔ مثنوی تیمور نامہ چونکہ ظفر نامہ شرف الدین علی یزدی متوفی ۸۳۱ ھ (۱۴۲۸ء / ۱۴۲۷ء) کا منظوم فارسی ترجمہ ہے ، اسلئے ظفر نامہ بھی کہا جاتا ہے ۔ تیمور نامہ ۱۸۶۹ء میں لکھنؤ میں طبع ہو چکا ہے ۔ اس کا ایک مخطوط زیر نمبر ۳۴۹۳ و زیر نمبر ۱۵۰۲ مدرسہ سپہ سالار جدید طہران (ایران) اور ایک نسخہ لیلیٰ مجنون اور ہفت منظر کے ساتھ اسی مدرسہ کے کتاب گھر میں زیر نمبر ۲۸ محفوظ ہے ۔

مضمون تاریخ تیمور لنگ (مثنوی) ، زبان فارسی ، مثنوی نگار ملّا عبد اللہ (عبد الحیّ) ہاتفی خبوشانی جامی ، خواہرزادہ مولانا نور الدین عبد الرحمان جامی ، متوفی ۹۱۸ ہجری یا ۹۲۷ ہجری (۱۵۱۲ء یا ۱۵۲۱ء) " شاعر شہان " اور " شہ شاعران " بالترتیب ملّا عبد اللہ ہاتفی مادۂ تاریخ ہے ۔ ناقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص الآخر غیر مذکور ، تاہم طرز کتابت کے پیش نظر تین سو برس پرانا ، ابتدائی پانچ صفحات مخطوط کے اجیر پر مجلّد ، خط نستعلیق خفی

اُستادانہ، لوح (سرورق) مزین مگر مرمت کے کاغذ کے نیچے پوشیدہ، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۵۰ (صفحات ۲۹۹)، دو کالمی تحریر، ابیات فی صفحہ ۱۹، تقطیع ۵ء۱۲ × ۵ء۲۵ سنٹی میٹر

شروع: ... بنام خدای کہ فکر خرد ... نیارد کہ ... کنہ او پی برد

آخر کا شعر: ... آنکہ آخر ... بخود ... مثنوی تیمور نامہ احوال تیمور لنگ پر سند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس لحاظ سے مخطوطہ نایاب ہے۔

---

273 ... **3818**

جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب

حسب ذیل سترہ ابواب پر مشتمل مدینہ منورہ کی تاریخ پر ایک ضخیم کتاب ہے۔ یہ مجموعہ علی بن سید شریف عفیف الدین عبد اللہ ابن احمد الحسنی السمہودی المدنی متوفی ۲۴ یا ۲۵ ذی قعدہ ۹۱۱ھ (اتوار ۱۹ اپریل ۱۵۰۶ء) کی تالیف وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ جس کا اختصار "خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ" کی شکل میں ہے، پر مبنی ہے۔ کتاب "جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب" کے سترہ ابواب ہیں:

۱۔ در عدد اسماء این بلدہ ۲۔ ذکر فضایل و محامد وی۔ ۳۔ در اخبار ساکنان این بقعہ ۴۔ در انبعاث باعثہ قدوم سید کائنات ۵۔ در ہجرت سید المرسلین ۶۔ کیفیت عمارت مسجد شریف نبوی ۷۔ بیان مجملی از تغیرات ۸۔ بعضی از فضایل مسجد شریف ۹۔ ذکر عمارت مسجد قبا ۱۰۔ ذکر بعضی آثار متبرکہ ۱۱۔ در ذکر بعضی اماکن شریفہ ۱۲۔ در ذکر فضایل مقبرہ بقیع ۱۳۔ فضایل جبل احد ۱۴۔ زیارت سید الانام و اثبات حیات انبیاء ۱۵۔ حکم زیارت قبر شریف و بیان توسل و استمداد از آنجناب جنت مآب ۱۶۔ آداب زیارت سید

انام ۱۷- فضایل آداب صلوات بر سیّد کائنات۔

مضمون تاریخ (مدینہ) زبان فارسی نثر، مؤلف عبدالحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری ابتداء تالیف مسودہ مدینہ میں ۹۹۸ھ (۱۵۹۰ء) توفیق تبییض (صاف کرکے لکھنے کی توفیق) شہر دہلی میں ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۳/۱۵۹۲ء) میں کاتب میر احمد شاہ بن سیّد علی شاہ، تاریخ کتابت ۷ ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۷ ہجری (جمعرات ۷ جولائی ۱۸۷۰ء) خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۰ (صفحات ۳۲۰) سطور فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۲۳ × ۱۲½ سنٹی میٹر، چند صفحات سے شروع میں ناقص۔

آغاز: بصد ہزار زبان گر کنند ممکن نیست۔

اختتام: وسلام علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العالمین۔

کاتب کا اختتامیہ: قد وقع الفراغ من تسوید ہذہ النسخۃ متبرکہ جذب القلوب الی دیار المحبوب این نسخۂ متبرکہ بتاریخ ہفتم ماہِ ربیع الثانی ۱۲۸۷ ہجری بردست احقر خلق اللہ میر احمد شاہ بن سیّد علی شاہ صورتِ اتمام تحریر و تسوید پذیرفت۔

---

143. 274

عالمگیر نامہ

شہنشاہِ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۷ — ۱۷۰۶ء) کے اٹھارہ سال کے اُن واقعات کی تاریخ ہے، جو اس پادشاہ کے ابتدائی دورِ حکومت میں پیش آئے۔ مؤلف منشی محمد کاظم ابن محمد امین منشی ہے جو اورنگ زیب کا سرکاری وقائع نگار تھا۔ مؤلف چاہتا تھا کہ اس میں اورنگ زیب کے ایام طفولیت کے حالات بھی قلمبند کرے لیکن اس خیال سے رُک گیا کہ مُلّا عبدالحمید لاہوری کے "بادشاہ نامہ"

ہیں یہ حالات درج ہیں۔ اس لئے زیادہ تر اورنگ زیب کے عہد سلطنت کے صرف تاریخی واقعات درج ہیں۔ یہ تاریخی واقعات ۱۰۶۸ھ سے ۱۰۸۶ھ تک کے احوال وکوائف پر مشتمل ہیں عالمگیر نامہ شہزادہ محمد داراشکوہ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے محاربات کی معتبر تاریخ ہے، البتہ سلطنت کا مدعی ہونے کے باعث داراشکوہ کو بُرے حالات میں پیش کیا گیا ہے اورنگ زیب یکم ذی قعدہ روز جمعہ ۱۰۶۸ھ (۲۳ جولائی ۱۶۵۸ء) کو تخت نشین ہوا تھا مقدمہ میں عالمگیرنامہ کی "تالیف کی وجوہات لکھنے کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں واقع ہونے والے سال بسال تواریخی واقعات کا حال مفصل درج ہے۔ عالمگیر نامہ رایل ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال، کلکتہ کے اہتمام سے شایع ہو چکا ہے۔ اور عالمگیری عہد حکومت پر سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

مضمون مغل تاریخ، زبان فارسی نثر، مؤلف منشی محمد کاظم ابن محمد امین منشی، زمانۂ تالیف سترھویں صدی کا نصف آخر، کاتب وناقل نامعلوم، ناقص الاخیر، خط شکستہ نستعلیق، صفحات ۱۰۱۸، سطور فی صفحہ ۱۵، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۱ × ۲۱½ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای دادہ بعقل پرتو آگاہی شاہان ز تو کامیاب شاہنشاہی
آنرا کہ ز کانیان برتر خواہی بر سر نہی افسر ظل الہی

آخری الفاظ: و شکرانۂ ایزد یگانہ را دوگانہ ادا کردہ سلامت ذات اقدس حضرت شاہنشاہی کہ این فتوحات والا و نصرت ہاے سترگ نیروے تخت جہان افروز یاوری تخت شاہنشاہی را کہ این فتوحات۔

438.

فتوح الحرمین با تصویر

نمبر ۴۳۶ کے تحت مذکور فتوح الحرمین کا دوسرا مخطوطہ ہے۔ یہ مخطوطہ پہلے کے مقابلے میں اگرچہ آغاز و اختتام کے اعتبار سے ناقص ہے، تاہم کتابت کے لحاظ سے اس سے قدیم ہے۔

مضمون مثنوی (سفرنامۂ مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ)، زبان فارسی، ناظم محی لاری شاگرد ملّا جلال الدین دوّانی صاحب اخلاق جلالی، سال تصنیف ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) ناقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص اوّل و آخر ہونے کے نامعلوم، تاہم دسویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کا مخطوطہ، خط نستعلیق خفی، عنوانات لال روشنائی سے اوراق ۱۶، اوسط ابیات فی صفحہ ۱۶، تقطیع: ۱۱٫۵ × ۱۹٫۶ سنٹی میٹر
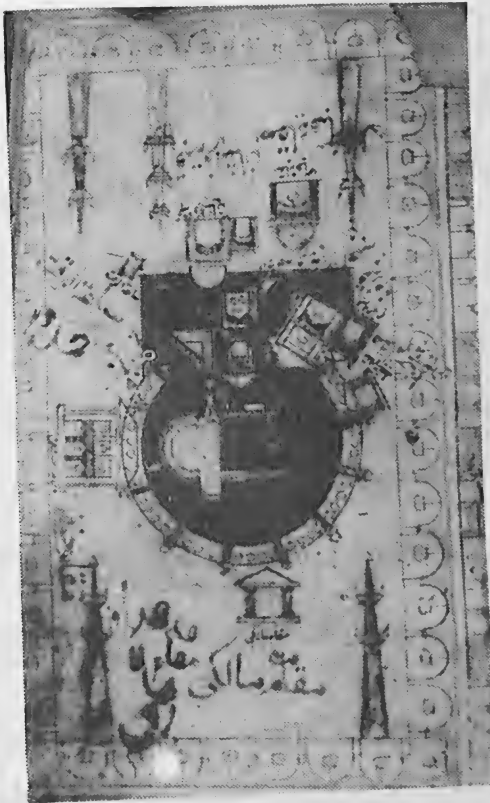
ابتداء:

بستہ دہان دگرانرا بگفت
غنچہ شدند آں ہمہ واشگفت

اختتام: دوسرا مصرعہ:

شیخ علاؤ الحق کرمانی است

فتوح الحرمین کا ایک نسخہ انڈیا آفس لایبریری، لندن میں

زیر نمبر ۲۴۲ محفوظ ہے۔ لیکن پیشِ نظر نسخہ بلحاظِ کتابت و نقل سب سے زیادہ قدیم یعنی کم و بیش مصنّف کے وقت کی تحریر۔

---

436. 276

فتوح الحرمین با تصویر

مکّۂ معظّمہ اور مدینۂ منوّرہ کا سفرنامہ ہے۔ یہ سفرنامہ مصنّف نے بیت اللہ الحرام کی زیارت سے واپسی پر منظوم کیا تھا۔ حج سعید پر جانے سے ایک سال قبل دل میں ایک اضطراب برپا ہوا، اور تبھی سے حرم کی جانب تیاری شروع کر دی۔ یہ مجموعہ جا بجا مقابر اور قبّہ جات اور دیگر مقاماتِ مقدّسہ کی قلمی تصاویر کا حامل ہے۔ کتاب کے اہم مطالب یہ ہیں:

تمہید در حمد باری تعالیٰ، نعت حبیبؐ، منقبت خلفائے راشدینؓ، آغاز کتاب، حسب حال مصنّف، نیّت احرام، طریق احرام بستن و قلبیہ گفتن، حکایتِ بیخودیٔ امام زین العابدین، تضمین حضرت مولانا عبد الرحمان جامی، در ترتیب این بنائے عالی، در اظہار اسرار این بیت عالی شان، در بیان ارکان طواف، حکایت ابن موفق در بیان نماز سنّت طواف، در طریق

سعی میان صفا و مروہ و آداب آن، در تعریف مکۂ معظمہ و جبل بو قبیس، تعریف مقبرۂ معلّا تعریف جبل نور، تعریف جبل ثور، در بیان افاضہ از عرفات بمزدلفہ، آمدن از طواف افاضہ، طواف وداع، توجہ بزیارت روضۂ سید المرسلین و خاتم النبیین۔

مصنّف اور کتاب کا نام بالترتیب فولیو ۳ اور فولیو ۶ پر مندرج ہے۔

مضمون سفرنامہ و آداب حج منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، شاعر محی لاری متوفی ۹۳۳ ہجری (ریو، ص ۶۵۵)، سال تصنیف ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء)، لفظ "اصنیق" (۹۱۱) تاریخ ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، تاہم گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کے اخیر کی تحریر، عنوان کے صفحہ کے مطابق مخطوط فتوح الحرمین کسی شخص سبحان شاہ درویش کے قبضہ میں رہ چکا ہے۔ خط نستعلیق باریک، دو کالمی لکیروں کے مابین تحریر، کاغذ دیسی (کشمیری باریک) فولیو ۴۳، تقطیع: ۱۰٫۵ × ۲۰٫۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای دو جہان غرقۂ آلائی تو　　کون و مکان قطرۂ دریائی تو

اختتام: صلّ علیٰ روضۂ خیر الانام　　خاتمۂ نسخہ بریں شد تمام

فتوح الحرمین کا ایک نسخہ فہرست انڈیا آفس مرتبہ ایتھے میں زیر شمارہ ۲۰۴ محفوظ ہے۔ اس مخطوطہ کی شروع کی عبارت اسی نسخہ کی عبارت کے مطابق ہے۔

مثنوی فتوح الحرمین کا مصنّف محی لاری ایران کے شہر لار سے تعلق رکھتا تھا۔ مُلّا جلال الدین　　متوفی ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) کا شاگرد تھا۔ محی لاری نے شاہ تہماسپ صفوی (۹۳۰ھ - ۹۸۴ھ) کا ابتدائی زمانہ بھی دیکھا تھا۔

فتوح الشام

واقدی (محمد بن عمر) کی عربی تاریخ "فتوح الشام" کا فارسی ترجمہ ہے۔ واقدی جن کا زمانہ ۷۴۷ء سے ۸۲۲ء تک کا ہے، وقت کے مورخ، فقیہ اور مُفسِّر تھے۔ مدینے میں پیدا ہوئے اور بغداد میں اقامت اختیار کی، وہیں پر قاضی ہوئے اور وفات بھی پائی۔ فتوح الشام کلکتہ میں ۱۸۵۴ء میں اور بولاق (ترکی) میں ۱۸۹۵ء میں چھپ چکی ہے۔

فتوح الشام کا پیشِ نظر فارسی ترجمہ عزیز پیر حقانی کشمیری المتخلص بہ حقانی کا ہے۔ انہوں نے یہ ترجمہ خواجہ سیف الدین صاحب شال متخلص بہ ارجمند کی تحریک و تشویق سے کیا تھا۔ ترجمہ غالباً ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) اور ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) کے سالوں کے درمیان کیا گیا ہے۔ تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں ہے، لیکن کتاب کے اخیر پر کسی شخص غلام محمد کے نوٹ سے جو ربیع الاول ۱۳۵۹ھ (اپریل ۱۹۴۰ء) میں تحریر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط کا کاتب غلام احمد حبیب (برادر پیرزادہ غلام حسن کھویہامی مورخ کشمیر) امام زیارت حضرت نقشبندیہ ہے اور تاریخ کتابت بطور قیاس ۱۳۲۲ (۱۹۰۴ء) ہے۔ نسخہ کا نام ترجمہ فتوح الشام بھی اسی یادداشت سے معلوم ہوتا ہے۔

زیر بحث مخطوط ابتداء میں چند اوراق سے نامکمل ہے۔ اس کی ابتداء خلافتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول کے بیان سے ہوتی ہے۔ البتہ یہ امر کہ مخطوط کا مترجم پیر عبد العزیز حقانی المعروف بہ عزیز پیر ہے۔ متعدد مقامات پر اندرونی شہادت سے معلوم ہوتا ہے فتوح الشام فارسی کا آزاد ترجمہ ہے اور بعض مقامات پر مترجم نے دلچسپی کے پیش نظر اپنا فارسی کلام بھی بطور استشہاد پیش کر دیا ہے۔ وہ مقامات جہاں مترجم کا فارسی کلام اور تخلص

درج ہے، یہ ہیں: فولیو ۳۹، فولیو ۹۵، فولیو ۱۱۰، فولیو ۱۱۲، فولیو ۱۶۳، فولیو ۱۶۵ اور فولیو ۱۶۸ — ان کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر فارسی کے اشعار آبدار مذکور ہیں، لیکن تخلص نہ ہونے کے باعث یقینی طور پر انہیں عزیز بیر کی تخلیق نہیں کہا جاسکتا۔

تعداد فولیو ۱۷۲، تقطیع ۱۷ × ۲۵ سنٹی میٹر، کاغذ کشمیری، خط نہایت عمدہ نستعلیق

فولیو ۲۵ تک کتاب کے عنوانات سرخ روشنائی سے تحریر ہیں اور مابقی عنوانات کے لئے جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ تعداد سطور فی صفحہ اوسطاً ۱۵۔ بلا جدول۔ مخطوط دہم ماہ رجب ۱۹ ہجری (۶ جولائی، روز پنجشنبہ ۶۴۰ء) کے حالات تک ہے جس میں عمرو بن العاص کے ہاتھوں بیروت وشام کے شہر قیساریہ کی فتح کا بیان ہے۔ مخطوط غیر مطبوعہ ہے اور مترجم کشمیری ہونے کے ناتے اس قابل ہے کہ چھاپ کر شایع کیا جائے۔ نایاب

ابتداء:

۰۰۰۰ چون بعد انتقال سرور انبیاء احمد مجتبیٰ و محمد الرسول اللہ صلی اللہ

مجمل فرار یافتہ بطرف قسطنطنیہ مفرور شد چون اہل شہر قیساریہ
از طرف بادشاہ شستی یافتند وکلہم پیش عمرو بن العاص حاضر
گشتہ بر یک لک درم وخزاین قسطنطین صلحنامہ حاصل نمودند
و بر ہر فرد نفر در سال چہار درم خراج مقرر شدہ و عمرو بن العاص
تمام ماجرا التحریر ساختہ بصحابت یزید بن ابی سفیان و عماد بن
یاسر بجانب امیر اسلام روانہ نمود و عمرو بن العاص بتاریخ دہم
ماہ رجب نوزدہم سال ہجرت در شہر صور در آمدہ و این ہمہ بطرف
شہر ابلہ وعکہ وعسقلان ونابلس وطبریہ وبیروت وجبلہ ولاذقیہ
رسیدہ خود مطیع اسلام شدند و در تمام بلاد شام لشکر اسلام
متصرف گردید الحمد للہ رب
العالمین
تمام شد

علیہ وسلم خلعت خلافت بامیرالمومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسلّم شد.....

اختتام :

وعمرو بن العاص بتاریخ دہم ماہِ رجب نوزدہم سال ہجرت در شہر صور در آمدہ
و ایں خبر بطرف شہر ایلہ و عکّہ و عسقلان و نابلس وطبریہ و بیروت و جبلہ و لاذقیہ رسیدہ
خود مطیع اسلام شدند و در تمام بلاد شام لشکر اسلام متصرّف گردید۔ الحمد للہ رب العالمین۔

کاتب کا اختتامیہ (Colophon) : تمام شد۔

---

302. 278

قران الامیرین منظوم

والیٔ کابل امیر زمان خان اور وائسرائے ہند کی ملاقات کا منظوم بیان ہے
یہ ملاقات ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) میں واقع ہوئی۔ ضمن میں شمالی ہند بالخصوص پنجاب اور
صوبۂ سرحد کے اُن اہم شہروں کا تذکرہ آگیا ہے۔ جہاں جہاں کا امیر کابل نے دورہ کیا تھا،
کتاب کے مضامین میں غالباً جلد ساز کی طرف سے بے ترتیبی پیدا کردی گئی ہے، تاہم موجودہ
مخطوطہ کے مطابق ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ ناقص الاوّل ہونے کے باعث مخطوط کے پہلے پانچ فولیو بلا عنوان۔

۲۔ رسیدن امیر بہ انبالہ (۵ - ۸)

۳۔ احوال دربار انبالہ و ملاقاتِ امیرین (۸ - ۱۴)

۴۔ واپسی امیر از انبالہ بسوارئ ریل۔ (۱۴ - ۱۷)

۵۔ خاتمۂ کتاب (۱۷ - ۱۹)

۶۔ مناجات (۱۹ - ۲۲)

۷- رسیدن امیر در لاہور
احوال دربار لاہور (۱۹-۳۲)

۸- روانہ شدنِ امیر از جہلم
روانہ شدنِ امیر از لاہور بسوی ریل (۳۲-۴۰)

۹- در نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰-۴۱)

۱۰- سبب تالیفِ قران الامیرین (دو امیروں کی ملاقات میگوید (۴۱-۴۲)۔

۱۱- آغازِ داستان (۴۲-۴۴)۔

۱۲- برآمدنِ امیرِ کابل و زابل از کابل و رسیدنِ او در شہرِ پشاور بصد تفاخر (۴۴-۴۷)

۱۳- برآمدن از پشاور بسوی پنجاب (۴۷-۴۹)

مضمون مثنوی تاریخی، زبان فارسی، ناظم حافظ محمد یحییٰ رفیقی کشمیری، سال تنظیم ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء)، "بگو نظم بزم امیر" تاریخ تالیف ہے، کاتب غلام الدین، مقام کتابت بلدۂ کشمیر (سرینگر)، تاریخ کتابت جمعہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۹ھ ہجری (۹ اگست ۱۹۰۱ء) خطِ نستعلیق خفی سادہ، خوشخطی کی جداول کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۹، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۳،۱ × ۱۹،۶۔
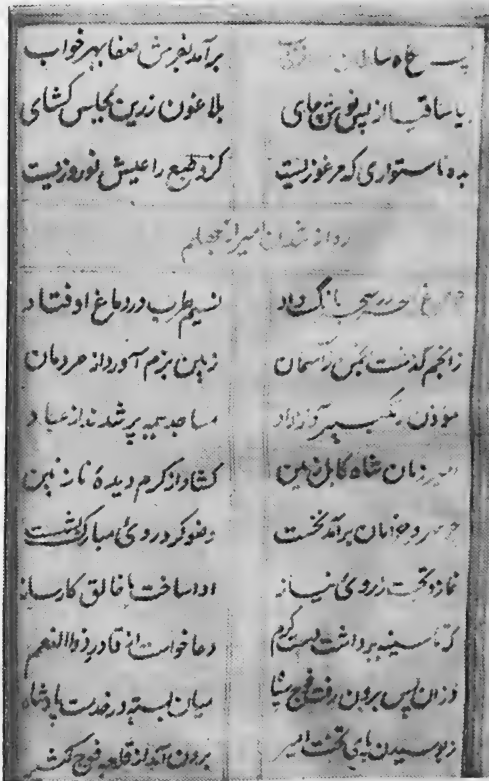
آغاز: سواریٔ شکرم بقصد عزّ وجاہ نمودند حاضر بر ریل گاہ

اختتام: بقولِ صوابم بکن ختم کار۔

کاتب کا اختتامیہ: الحمد للّٰہ علیٰ کل حال کہ تمام شد کتاب قران الامیرین از تصنیفات حافظ محمد یحییٰ رفیقی غفر اللّٰہ لہ بید الراجی الی رحمت رب العالمین غلام الدین عفی عنہ بتاریخ ۲۳ شہر ربیع الآخر ۱۳۱۹ھ یوم جمعہ وقت فی بلدۃ الکشمیر

(نوٹ) مخطوطہ نایاب ہے اور ماسوائے کلچرل اکادمی کے اور کہیں دستیاب نہیں ہے اور تاریخی نوعیت کا ہے۔

440.

۲۷۹م

مجموعۂ مسافر نامہ وخدیجہ نامہ

پہلا مخطوطہ مخدوم جہانیاں امیر کبیر سیّد جلال الدین حسین الحسنی بخاری کا سفرنامہ ہے۔ انہوں نے عالم طیر وسیر میں بحر وبر (دُنیا) کے چالیس سفر کئے تھے۔ اور روضۂ مطہرہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی تھی، اور سلام کرنے پر جواب سلام بھی پایا تھا۔ موجودہ سفرنامہ بلا ترتیب ہے۔ تاہم آغاز مدینہ منوّرہ اور اُس کے بعد بیت المقدس سے ہوتا ہے۔ مسافر نامۂ مخدوم جہانیاں حقیقت سے زیادہ عالم مثال پر مبنی ہے۔ سفرنامہ ناقص ہے اور فولیو سات پر رکاب ٹوٹتی ہے، فولیو ۱۷۔

مخطوطہ دوم خدیجہ نامہ ہے۔ یہ اُم المومنین خدیجۃ الکبرا بنت خویلد رضی اللّٰہ عنہا کی سوانح حیات ہے۔ آغاز میں انہیں بادشاہ کی بیٹی بتایا گیا ہے، اور اسی طرح اُن کے شوہر کو بھی۔ بی بی خدیجہ انتہائی سخی تھیں، ۲۴ برس کی عمر میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ کتاب بیانیہ انداز میں بلا ترتیب یعنی عنوانات کے بنا ہے۔

مضمون بالترتیب۔ سفرنامہ و سوانح حیات، زبان فارسی نثر، اوّل کے مصنّف سیّد جلال الدین بخاری المعروف بہ جہانگرد، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب کمال شاہ، تاریخ نقل غرّۂ رجب المرجب ۱۲۹ سنہ (غالباً ۱۲۰۹ سنہ ھ = جمعرات جنوری ۲۲ ۱۷۹۵ء) خطّ نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، کُل فولیو ۷۵، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۵ء۱۱ × ۷ء۱۷ سنٹی میٹر۔

آغاز: مسافرنامہ بندگی قطب الاقطاب حضرت مخدوم جہانیاں امیر کبیر سیّد جلال الحق والشرع والدین۔

اختتام: این تو یہ از بیم من بود اگر از ترس خدا بودی از نہ آسمان نظر تو بالا میگذشت والله اعلم بالصواب۔

کاتب کا اختتامیہ: از دست عاصی پرگناہ کمال شاہ غُرّہ رجب المرجب ۱۲۹ سنہ ھ (سنہ ۱۲۰۹ھ)

---

285. 280

مختصر تاریخ اعلیٰ حضرت نپولین

اُنیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں سرزمین فرانس کے نامور اور جلیل القدر فاتح نپولین اعظم (وفات ۱۸۲۱ء) کی فتوحات و شکست کی تاریخ ہے۔ کتاب مذکور ۱۸ فصول میں جن کی فہرست مخطوطہ کے شروع میں دیدی گئی ہے منقسم ہے۔ اصل تاریخ فرانسیسی زبان میں تھی۔ اور یہ اُس کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم نے یہ ترجمہ ناصرالدین شاہ قاچار بادشاہ ایران اور بعد ازاں اُس کے فرزند علی قلی میرزا کے نام معنون کر کے شرف آستان بوسی حاصل کیا ہے۔ موجودہ نسخہ مختصر تاریخ اعلیٰ حضرت نپولین کی جلد اول ہے۔ اس میں نپولین

بوناپارٹ کی پیدائش سے لیکر جو ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء مطابق ۱۱۸۳ھ میں واقع ہوئی، وفات تک کے تمام حالات درج ہیں۔ نپولین کی وفات ۸ مئی ۱۸۲۱ء سینٹ ہلینا میں واقع ہوئی۔

مضمون تاریخ، زبان فارسی مترجمہ از زبان فرانسیسی، اصل کا مصنف نامعلوم، مترجم میرزا رضائے ایرانی اُستاد زبانِ فرانسیسی و انگریزی در مدرسۂ شاہ ایران (ناصر الدین شاہ قاچار) کا مخصوص مترجم، تاریخ کتابت جمعرات ۱۵ رمضان المبارک بمقام کراچی بندر ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء خط نستعلیق جلی، کاغذ مشینی صفحات ۱۹۱، سطور فی صفحہ ۱۰، تقطیع: ۱۰½ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف العباد محمد الیٰ یوم المیعاد۔

اختتام: چنانچہ خاک نپولین را آں شمشیر یکہ باعث او شدہ بود۔ واو را بدرجۂ شہنشاہی رسانیدہ بود، دفن کردند۔

(نوٹ) فارسی زبان میں تاریخ نپولین ایک اہم دریافت ہے اور اس قابل ہے کہ اردو میں اس کا ترجمہ کر کے شایع کیا جائے۔

کاتب کا اختتامیہ (صفحہ ۱۸۲ پر): تمام شد تاریخ نپولین یوم پنجشنبہ پانزدہم شہر رمضان المبارک در کراچی بسنہ ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء عیسوی۔

---

439. 281

مرأة الفتوح

منشیانہ انداز میں سلطان مراد بخش فرزند شاہ جہاں کی اُن فتوحات کا بیان ہے جو اُسے بدخشاں اور دیار بلخ میں حاصل ہوئی تھیں۔ ان واقعات کا آغاز سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۹ جلوس شاہ جہانی (جمعرات ۵ فروری ۱۶۴۶ء) کو ہوا تھا۔ اس مہم کے دوران پنجاب اور کابل کے اُن شہروں کا بیان بھی ہے جہاں سے مراد بخش کی فوج ظفر موج کا گذر ہوا تھا روایت کے مطابق خان بلخ بلا مقابلہ منہزم ہو گیا اور بعض سپاہی مہرۂ شطرنج کی طرح خوب پٹے اور دستگیر ہوئے تھے۔ واقعہ نگار کے مطابق سلطان مراد بخش کا نزول شہر بلخ میں صبح پنجشنبہ ۲۱ ماہ الٰہی (اکبر کے جاری کردہ سال کے مہینے) کو ہوا تھا۔

مضمون تاریخ ہند بہ عہد مغول بطرز منشیانہ، زبان فارسی نثر، مورخ و انشاء پرداز طغرائے مشہدی، زمانۂ تالیف گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) ناقل و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الآخر نامعلوم، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری) شمارۂ صفحات غیر مذکور، تاہم یہ کام پاورقی رکاب سے لیا گیا ہے، فولیو ۱۹ سطور فی صفحہ، تقطیع ۱۳٫۵ × ۱۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: یکہ تازانِ میدان تقریر از دولت ستایش ناصری دلیر گفتار اند کہ بمدد کاری

فوج مکرمتش اقلیم کشایان را فتح و نصرت روی نموده و می نماید۔

اختتام : سپاهش بعضے چون مہرۂ شطرنج مضروب دستگیر گشتند و جمعی مانند آتش طرح داده بعجز...... اخیر پر خلاص کی رکاب ہے۔

مُلّا طغرائے مشہدی شہزادہ مراد بخش کے مصاحبین میں سے تھا۔ اخیر عمر میں میرزا ابوالقاسم دیوان کی تحریک سے کشمیر آیا تھا۔ محلہ نایدیار، رعناواری سرینگر کشمیر میں ایک دکان میں سکونت تھی۔ یہیں پر رحلت کر کے مزار شاعران واقع محلہ درگجن میں مدفون ہوا۔ سال وفات دستیاب نہ ہو سکا۔

---

157. 282

مغازی النبی

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حروب و غزوات کی منظوم مثنوی ہے۔ یہ وہ حروب و غزوات ہیں جو حضرت صلعم کو دوران حیات میں معاصر کفّار اور یہودیوں کے ساتھ پیش آئے تھے۔ ضمن میں آنحضرتؐ کی ولادت و تزویج اور دیگر سوانح حیات کا بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ مثنوی مغازی نبیؐ کے ناظم شیخ یعقوب صرفی کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ (۱۵۹۴ یا ۱۵۹۵ء) ہیں۔ شیخ یعقوب صرفی کشمیری نے یہ مثنوی وفات سے تین سال قبل یعنی ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۲ / ۱۵۹۱ء) میں لکھی تھی۔ شیخ کی ولادت ۹۲۸ھ (۱۵۲۲ / ۱۵۲۱ء) میں ہوئی تھی۔ مغازی النبی شیخ کی پانچ مثنویوں میں چوتھی مثنوی ہے یہ پانچ مثنویاں پنج گنج کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نام میں شیخ نے نظامی گنجوی کی اسی نام کی پانچ مثنویوں کا تتبع کیا ہے۔ شیخ کی باقی چار مثنویوں کے نام یہ ہیں : مسلک الاخیار[۱] وامق عذرا[۲]، لیلیٰ مجنون[۳] اور مقامات حضرت مخدوم۔

حمد و ثنا اور نعت رسول کے بعد مغازی النبیؐ کی ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ منقبت بانیٔ مسلمانی علیؑ ثانی میر سیّد علی ہمدانی۔

۲۔ مدح شیخ کمال الدین خوارزمی۔

۳۔ در بیان حسب حال خود و قیل و قال بزرگان والاشان۔

۴۔ در بیان تعریف مکّہ معظمہ و مدینۂ منوّرہ۔

۵۔ سبب تالیف کتاب شریف المسمّیٰ بمغازی النبی۔

۶۔ در بیان تفسیر اوّل ما خلق اللّٰہ نوری۔ اسی سلسلے کے دیگر مضامین یہ ہیں : انتقال نور محمدی، آمدن اخبار بہ قتل عبداللّٰہ ابن عبدالمطلب، رسیدن نور پاک در بطن والدہ، عدم احساس حمل آمنہ، تولّد آنسرور، مشرف شدن ثویبہ بارضاع، شق صدر و بردن حلیمہ آنسرور را۔ اس کے بعد سے زندگی کے دیگر حالات کا مفصّل بیان ہے۔

۷۔ بیانِ غزوات رسولؐ تا آخر کتاب۔

مضمون سوانح حیات، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نظم بشکل مثنوی، ناظم و شاعر شیخ یعقوب صرفی کشمیری، سال تصنیف ۱۰۰۰ھ (۹۹۸ھ/۱۵۹۱ء) (واضح رہے کہ مغازی النبی کا حرف "غ" بحساب ابجد جس کے اعداد ایک ہزار ہیں، کتاب کا سال تصنیف ہے) ناقل غلام محمد، تاریخ نقل ۷، ارجمید الاُخری ۱۲۹۰ھ (۱۳، اگست، بدھ ۱۸۷۳ء) ۱۳رجب کو ناقل مقابلۂ کتاب سے فارغ ہوا تھا۔ خطِ نستعلیق متوسّط، صفحہ اول کا نصف پیپر ماشی کی نقاشی کا حامل، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۱۳، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع : ۲۷٫۵×۱۶٫۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : خدایا خدائی مسلّم تراست ؎ خداوندیٔ ہر دو عالم تراست

اختتام: اجب دعوتی ہذہ یا مجیب بنصر قوی و فتح قریب
بنامت سخن یافتہ اختتام بتوفیقک الآن، تم الکلام

ناقل کا اختتامیہ:

الحمد للہ والمنۃ قد فرغت من تحریر ہذا الکتاب المستطاب الواقی الوفی المسمیٰ بمغازی النبی علیٰ صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیات فی یوم الاربعاء الضحی فی التاریخ سبع عشر من الشہر الجمیدی الأخریٰ ۱۲۹۰ سنہ الف و مائتان وتسعون من ہجرۃ النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حررہ غلام محمد عفی عنہ کتبہ بنفسہ اللہم اغفر لہ ولوالدیہ ولاستاذیہ۔ رجا از خوانندگان آنکہ ہر جا سہوی و خطائے در تحریر واقع شدہ باشد بذیل کرم بپوشند و قلم اصلاح بر آں جاری دارند کہ نقل کتاب بسیار و زشت بود۔

کاتب کے دوسرے فارسی نوٹ سے جو حاشیہ پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے مغازی النبی کی نقل اُس وقت شروع کی، جب شہر سرینگر بلا میں مبتلا تھا روزانہ لوگ لقمۂ اجل ہو رہے تھے۔ ساتھ ہی شیعہ سُنّی فتنہ بھی برپا تھا۔ کاتب کے مطابق خدا نے اس کتاب کی نقل کی

بدولت ان دونوں مصیبتوں سے محفوظ رکھا تھا۔

32. 283

مغازی النبی

جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی ؒ عاصمی کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ = ۱۵۹۴/۹۵ کی منظوم فارسی مثنوی ہے جس میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا تفصیلی بیان ہے۔ مصنف نے یہ کتاب ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۱/۹۲ء) میں لکھی جیسا کہ کتاب کے آخر میں (فولیو ۲۸ ' الف) دئے گئے اس تاریخی قطعہ سے معلوم ہوتا ہے اس میں "مغازی النبی" کا دوسرا حرف "غ" تاریخ تصنیف ہے اور ابجد کے لحاظ سے "غ" کی قیمت ۱۰۰۰ ہے جو اس کے تاریخ تصنیف کی علامت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس ترکیب سے کتاب کا نام بھی "مغازی النبی" مفہوم ہوتا ہے۔

شیخ یعقوب صرفی کشمیری شیخ حسن گنائی کے فرزند تھے۔ ۹۲۸ھ (۱۵۲۱/۲۲ء) کے شہور (مہینوں) میں سرینگر کشمیر میں پیدا ہوئے۔ وقت کے بہت بڑے عالم اور شاعر شیریں مقال تھے۔ عربی و فارسی میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۲ ذی قعدہ ۱۰۰۳ھ مطابق ۹ جولائی ، بدھ ۱۵۹۵ء کو بعمر ۷۵ برس فوت ہوگئے۔ "شیخ اہل مجد" اور "فخر الانام" تاریخ وفات ہے۔

حضرت شیخ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ مولینا عبدالرحمن جامی کے شاگرد مولینا محمد آنی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اُستاد کے اُستاد سے "پنج گنج" کا نام مستعار لیا۔

"مغازی النبی" کے مضامین کی تقسیم حسب ذیل ہے:

۱۔ حمد اول (فولیو ا سے ۳ تک)

۲۔ حمد ثانی فی العجز و ابتہال (۳ - ۵)

۳۔ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات (۵ - ۷)

۴۔ در نعت سید المرسلین و معراج سید کائنات۔ (۷ - ۱۱)

۵۔ در منقبت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی (فولیو ۱۱، الف و ب)

۶۔ در صفت مولانا و مرشدنا شیخ کمال الدین حسین خوارزمی (۱۲ الف سے ۱۲ الف تک)

۷۔ در بیان سفر و سیاحت خود (۱۳ — ۲۷)

۸۔ در بیان شرف و اختصاص حرمین شریفین (۲۸ - ۲۹)

۹۔ در تمہید کتاب مغازی النبی و سبب تالیف آں (۲۹ - ۳۱)

۱۰۔ در بیان آنکہ اوّل مخلوقات نور محمدی است (۳۲ - ۳۳)

۱۱۔ در انتقال نور محمد (۳۳ و ۳۴) در بیان قصد احبار بقتل عبد اللہ (۳۴ و ۳۵) در انتقال نور محمدی از عبد اللہ بآمنہ (۳۵ - ۳۷)، در بیان مدت حمل بہ آمنہ (۳۷) در بیان تولّد شدن (۳۸)، در بیان نگون شدن و افتادن بُتہا (۳۸ و ۳۹)، در بیان آنکہ اوّلا ثویبہ کہ خادمہ ابولہب بود (۳۹ - ۴۳) شقّ صدر (۴۳ و ۴۴)، بُردنِ حلیمہ آنسرور را (۴۴ - ۴۶) سپردن حلیمہ آنسرور را (۴۶ و ۴۷)، سفر سرور عالم (۴۷ - ۴۹)، در بیان وقائع بیست و پنج سالگی (۴۹ - ۵۱)، در تزویج ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ (۵۱ و ۵۲)، بعثت سرور عالم، فتور وحی و مدت فتور، و اوّل کسیکہ بشرف ایمان مشرف شد۔ (۵۲ - ۵۵)

مغازی النبی کے باقی عنوانات یہ ہیں :

۲۸ - در ذکر پند و نصائح کہ خطاب بخود کند، در بیانِ شروط مرشد کامل، در بیان سیر الی اللہ، در بیان طور غالب، حکایت شیخ نظام الدین، در بیان طور قالب، ذکر باہل تذکرہ توحید، ربط قلب، خواطر اربعہ، سید محمد امین خاموش، در بیان رضا، عزلت و انزوا، در بیان جوع، در بیان کم خوابی، حکایت حضرت عثمان، تصوّر صورتِ مرشد، حکایت حضرت ہری، در بیان تجلیات اربعہ (۲۴۶ - ۲۶۳)

۲۹- در اختتام کتاب مغازی النبی و تاریخ آں الی آخرہ (۲۶۴ الف و ب)

آغاز :

خدایا خدائی مسلّم تراست　　　خداوندی ہر دو عالم تراست

اختتام :

اجب دعوتی ہذہ یا مجیب　　　بنصر قوی و فتح قریب

بنامت سخن یافتہ اختتام　　　بتوفیقک الآن تم الکلام

کاتب کا اختتامیہ :

تمت الکتاب مبارکہ مغازی النبی۔

فولیو ۲۶۴، تقطیع ۱۴ × ۲۴ سنٹی میٹر، صاف، لیکن باریک نستعلیق میں تحریر، حواشی پر دوہری جدول، سطور فی صفحہ ۱۴، عنوانات سرخ روشنائی سے، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، حالت عمدہ، مجلد، مکمل۔

قصۂ دار الطناب

فارسی زبان کی مختصر مثنوی ہے جس میں منصور حلاّج اور اُس کے دار پر چڑھائے جانے کو بطور قصّہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنّف اور کاتب کا نام معلوم نہیں، البتہ آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی کا نام "قصّہ دار الطناب" ہے۔ مثنوی مذکور حسب ذیل عنوانات میں جو لال روشنائی میں ہیں منقسم ہیں:

آغاز قصّہ انا الحق گفتن منصور، آمدن مردماں نزد خلیفہ، بردن منصور در زندان، آزاد کردن منصور زندانیاں را، مناجات منصور بخدا، آمدن حضرت جنید پیش منصور، گفتار حضرت جنید بغدادی با منصور، جواب منصور باو، بیرون آمدن جنید از منصور، آمدن شیخ شبلی پیش منصور، گفتار منصور با شیخ شبلی، آمدن شیخ کبیر از شیراز نزد منصور، و گفتار او باو، جواب منصور مر شیخ کبیر را، بیرون آمدن شیخ کبیر از پیش منصور بردار کشیدن منصور، سنگسار کردن منصور، سوار شدن منصور بردار پرسیدن شیخ شبلی از منصور، سر بریدہ سوختن منصور را، بردن مولوی روم اندک خاکستر منصور بخانۂ خود پنہانی و سپردن بدختر خود، خوردن دختر ذرّۂ خاکستر و حامل شدن او، زادن پسری از دختر دوشیزہ مولوی روم و در صحرا انداختن او پنہانی، برداشتن شخصی آں طفل را و پروردن او و شمس تبریزی نام نہادن، آمدن شمس تبریزی در بغداد پیش مولوی روم و کوائف آں، مرید شدن مولوی روم بہ شمس تبریزی۔

مثنوی کے اخیر میں (فولیو ۱۰ - ۱۲) پند و نصایح کے متعلق ایک حکایت ہے جس کا مقصد فنا فی اللہ ہونا ہے اور یہ عشق کے بنا ناممکن ہے۔ اس سے خدا اور بندہ کے

مابین حجاب قطعاً اُٹھ جاتا ہے۔

آغاز : بود منصور عجب شوریدہ حال   در رہِ تحقیق او را صد کمال

اختتام : ختم شد پس قصّۂ دار الطناب   از کرم واللّٰہ اعلم بالصواب

فولیو ۱۲، تقطیع ۱۴ × ۲۴ سنٹی میٹر، باریک نستعلیق میں تحریر، فی صفحہ ۱۴، ۲۸ سطور، عنوانات لال روشنائی سے، تاریخ کتابت نامعلوم تاہم انیسویں صدی کا وسط، تین طرف دوہری جدولوں کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، حالت اچھی، جلد شکستہ۔ مکمل۔
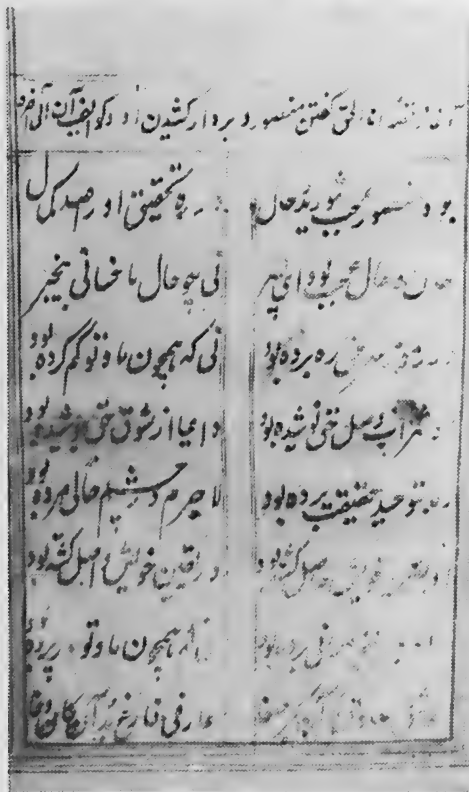
سوانح حیات

اخبار الاکابر

اوّل و آخر سے ناقص یہ کتاب بالترتیب حسب ذیل اشخاص کے مختصر حالات و کوایف کی حامل ہے۔

فخرالدین عراقی (اوّل سے ناتمام)، امیر حسینی، شیخ اوحدی اصفہانی، افضل الدین خاقانی، شیخ نظامی، خسرو دہلوی، حسن دہلوی، شیخ کمال خجندی، مولانا محمد شیرین مشہور المغربی، شمس الدین محمد حافظ الشیرازی۔

فی ذکر النساء العارفات الواصلات:

رابعہ عدویہ، لبانۃ المتعبدہ، ریحانہ، معاذۃ اللہ العدویہ، عنیزہ العابدہ، شعوانۃ کردیۃ، حفصہ بنت سیرین، رابعہ شامیہ، حکیمہ دمشقیہ، ام حسان، فاطمہ نیشاپوریۃ زیتونہ، فاطمۃ الردعیۃ، ام علی زوجہ احمد بن خضرویہ، ام احمد والدہ شیخ ابو عبداللہ خفیف، فاطمہ بنت ابی بکر الکتابی، فضّۃ تلمیذۂ سری سقطی، تحفہ، ام محمد، بیبک مروّیۃ دختر کعب، فاطمہ بنت مثنیٰ، جاریۂ اسود، امرأۃ مجہولۃ، جاریہ مجہولۃ، امرأۃ مصریۃ، امرأۃ خوارزمی، جاریہ حبشیہ،

مضمون تذکرہ، زبان فارسی نثر، مؤلف نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم کم و بیش تین سو برس پرانا نسخہ، اوّل و آخر سے ناقص، خط نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۹ (صفحات ۱۸)، سطور فی صفحہ ۲۳،

تقطیع: ۱۴٫۹ × ۲۲٫۳ سنٹی میٹر۔

شروع کے الفاظ: بر در دکان کفشگر بنشستی و فارغ البال در روی او نظر

کردی۔

آخر کے الفاظ: الحمد للّٰہ الذی اکرمنی واکرم ضیفی ہر شب برمن

.....

237

اسرار العارفین

ہندوستان کے نامور عرفاؤ صلحا کے احوال و کرامات کا تذکرہ ہے جو مؤلف نے ترکستان گیلان و ماژندران اور خراسان کے سفر کے بعد دار الخلافۂ ہند شہر دہلی میں قلمبند کیا ہے۔ یہ تذکرہ اپنے پیر دستگیر شیخ سماء الملتہ کے ایماء و اشارہ سے لکھا گیا ہے۔ اس کی تحریر و نگارش میں دوست و احباب کے الحاح و اصرار کو بھی دخل حاصل رہا ہے۔ اسرار العارفین محمد ہمایوں بادشاہ غازی کے نام معنون ہے، اور اس سے مصنّف کے زمانے کا علم ہوتا ہے ترتیب کتاب حسب ذیل فصول پر مبنی ہے:

فصل اوّل در ذکر سلطان المشایخ خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ ورق ۴ (ب) سے ورق ۲۳ (ب) تک۔

ذکر بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، ورق ۲۴ سے ورق ۶۱ تک۔

ذکر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ورق ۶۱ سے ورق ۸۵ تک۔

ذکر خواجہ فرید الدین مسعود المعروف بہ گنج شکر ورق ۸۴ (ب) سے ورق ۱۳۰ (ب) تک۔

ذکر شیخ صدر الدین عارف ورق ۱۳۱ سے ورق ۱۵۰ تک۔

ذکر سلطان الاولیاء نظام الدین محمد (المعروف بہ خواجہ نظام الدین اولیائؒ

ورق ۱۵۰ (ب) سے ورق ۱۹۵ (ب) تک۔

ذکر شیخ المشایخ ابو الفتح رکن الدین ورق ۱۹۶ سے ورق ۲۰۶ تک۔

ذکر حضرت ملک المشایخ شیخ حمید الدین ناگوری قدس سرہ، ورق ۲۰۶ سے ورق ۲۱۸ تک۔

ذکر سلطان المشایخ نجیب الدین متوکل رحمہ اللہ ورق ۲۱۸ سے ورق ۲۲۶ (ب) تک۔

ذکر حضرت سلطان المشایخ نصر الدین محمد بداؤنی رحمہ اللہ ورق ۲۴۰ سے ورق ۲۴۷ (ب) تک۔

ذکر جلال الملتہ والدین مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہ ورق ۲۴۷ سے ورق ۲۶۲ تک۔

ذکر سلطان المحققین و برہان العارفین سلطان المشایخ شیخ سماء الملتہ والدین قدس سرہ ورق ۲۶۲ سے ورق ۲۷۵ تک (نامکمل)

مضمون تذکرۂ عرفا، زبان فارسی نثر، مؤلف نامعلوم، زمانۂ تالیف دسویں صدی ہجری کا نصف اوّل (نصف اول سولہویں صدی)، بوجہ عدم تکمیل کاتب و ناقل نامعلوم تاہم گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی کی تحریر) خط نستعلیق، کاغذ غیر کشمیری فولیو ۲۷۵، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۳ × ۲۰ سنٹی میٹر۔

ابتداء: حمداً للہ ثم حمداً للہ کہ حق تعالیٰ از محض افضال و نعم۔

اختتام: بہمان زمان حضور ایشان حضرت مخدوم زادہ برجادہ۔

آئینۂ قدرت

عربی تصنیف زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کا دوسرا نام "دُرجِ دُرِ معرفت" بھی ہے۔ ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۳-۱۷۶۲ء) میں تکمیل پذیر ہوا۔ زبدۃ الآثار محی الدین الشیخ سید عبدالقادر جیلانی (۴۷۰ھ-۵۶۰ھ = ۱۰۷۷ء-۱۱۶۵ء) کے حالات و کوائف میں ہے۔ فارسی مترجم کتاب شیخ محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ المشائخ وقت شیخ محمد چشتی کشمیری ہے۔ آئینۂ قدرت بقول مترجم احمد شاہ دُرّانی کے عہد میں جب وہ کشمیر پر حکمران تھا بلند خان سدوزئی کے ایماء اور اشارہ سے زبدۃ الآثار سے ترجمہ ہوئی۔ بلند خان چونکہ سلسلۂ قادریہ کا مُرید تھا، اس لئے چاہا کہ آسان اور با محاورہ فارسی میں عربی سے فارسی کے قالب میں ڈھالی جائے۔ یہ کام بقولِ مترجم ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۳-۱۷۶۲ء) میں اتمام کو پہنچا۔

ترجمہ سے قبل مترجم کا فارسی مقدمہ یا پیشِ لفظ ہے۔ اس میں ان وجوہات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے باعث مترجم نے ترجمہ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ مقدمہ کے اخیر پر چند فارسی ابیات ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ ہر مصرعہ کے پہلے حرف کے اعداد کے اجتماع سے ۱۱۷۶ کا عدد نکلتا ہے جو ترجمہ کی تاریخ تکمیل ہے۔

مضمون سوانح مع چاشنئ تصوّف، زبدۃ الآثار کا عربی متن سرخ روشنائی سے خط کشیدہ سطور میں ہے۔

مترجم شیخ محمد عثمان، تاریخ ترجمہ ۱۱۷۶ھ، زبدۃ الآثار کا مؤلف نامعلوم، ناقل یا کاتب نامعلوم، لیکن اغلب یہ ہے کہ مترجم کا خود نگاشتہ ہے۔ مخطوطہ ورق ۲۴۶ (ب)

پر ختم ہو چکا ہے۔ باقی کے تین صفحات شاہ ولی اللہ دہلوی فاروقی سے ماخوذ ہیں جو تصوف کی چار ضربوں اور اُس کے طریقے پر مشتمل ہیں۔ خط نستعلیق عمدہ، خوانا، مگر سادہ، کاغذ کشمیری عمدہ، سطور فی صفحہ ۱۴۔ دوہری جداول کے مابین تحریر، تقطیع ۱۳×۲۳ سنٹی میٹر کشمیری مترجم کا ترجمہ کردہ ہے۔ حالت نہایت درست۔ آغاز میں سنہری پھولوں سے نقاشی و تہذیب کاری۔

ابتدا:

بنام منعم مطلق کہ نامش　　　بلند آمد چو عرش احتشامش

اختتام: وھذا آخر ما اھدنا ایرادہ فی ھذا الباب

ماسوائے کلچرل اکادمی کے آئینۂ قدرت کا قلمی یا مطبوعہ نسخہ ہند و پاکستان کی کسی دوسری لائبریری میں موجود نہیں ہے اور انتہائی نادر و نایاب ہے۔

مترجم اور مخطوطہ کا نام بالترتیب ورق دوم (الف) اور ورق ۴ (ب) پر مندرج ہے۔ مترجم نے ترجمہ کا کام اُس وقت شروع کیا جب نواب منعم الدولہ بلند خان سدوزئی گلشنِ کشمیر کا حاکم تھا۔

بھاگوت منظوم

اہلِ ہنود کے مشہور اوتار شری کرشن جی مہاراج کے کلام و اقوال کا مجموعہ ہے۔ بہ الفاظ دیگر بھاگوت شری کرشن جی کے احوالِ زندگی اور اُن کے کوائف کی طویل داستان ہے۔ ہندو شری کرشن جی کو ایک طرف انسانی اوصاف کا حامل اور دوسری جانب اُسے بھگوان یا خالق کائنات خیال کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں شری کرشن جی بھگوان تھے جو انسانی جسم میں اوتار لے کر آئے تھے۔ بھاگوت کا دوسرا نام "لیلائے شری کرشن" (شری کرشن کی شان اور وصف) بھی ہے شاعر چاہتا تھا کہ اسے سنسکرت میں اپنے الفاظ میں قلمبند کرے، لیکن اُسے وقوف نہ تھا، ادھر فارسی میں بھی اُس کا سونا نخالص نہ تھا، اسی لئے اس کا انتقال فارسی میں ضروری سمجھا، تاکہ دیگر اہلِ سخن پر بھی طبیعت کا جوہر کھُل سکے۔ شری کرشن جی کی لیلا کی ترتیب مضامین یوں ہے:

حمد و ثنا برہما، وشن اور مہیش، مناجات شری نراین جو، بیانِ کیفیتِ حالِ خود، اسکندو شم کہ آنرا دشمس کنند گویند در لیلا ھائے شری کرشن از کتاب بھاگوت، ادھیائے دوم شروع کتھائے شری کرشن مہاراج و کدخدائی واسدیو راجہ و دیوکی ماتا، ادھیائے سوم در بیان گشتہ شدن پسران دیوکی ماتا از دست کنش، ادھیائے چہارم در بیان تولدِ شری کرشن و بُردن راجہ وسدیو ایشاں را بہ گوکل، ادھیائے پنجم در بیانِ رسیدن شری کرشن مہاراج بخانہ نند مہر ادھیائے ششم در بیان رسیدن تونیا نام زن و کشتہ شدن او از دست شری کرشن، ادھیائے ہفتم شکستن آروبہ از دست شری کرشن مہاراج، ادھیائے ہشتم در بیان رسیدن گرگ پروہت در گوکل، ادھیائے نہم بستن یشودا ماتا سر کرشن بہ ھاون، ادھیائے دہم

دربیان احوال نل وکوبرمنی، ادھیاے یازدہم دررفتن نندجی مہاراز گوکل بہ بندرابن، ادھیاے
دوازدہم در ظاہر شدن اکاسرویت بصورت اژدھا، ادھیائے سیزدہم درواہمہ کردن
شری برہماجی وبردن گوسالہ ھا وگوالان، ادھیائے چہاردہم در مدح وثنائے شری برہماجی
وکتاب قدسی شری کرشن مہاراج، ادھیاے پانزدہم کشتہ شدن ونیک نام دیٹ از
دست شری کرشن، ادھیائے شانزدہم دربیان گرفتن سری کرشن مہاراج کالی مار را، ادھیاے
ہفتدہم دربیان پرسیدن راجہ پریچھت حقیقت کالی مار از سوامی شکھدیو، ادھیائے
ہژدہم دراشول سری کرشن، ادھیائے نوزدہم دربازی کردن شری کرشن باگوالان وآتش
گرفتن درجنگل، ادھیاے بیستم
دربیان فصل بہار وعیش وعشرت
شری کرشن مہاراج ہمراہ گوپیان و
گوالان، ادھیاے بیست ویکم
در توصیف شری کرشن از زبان
گوپی ھا، ادھیاے بیست و
دوم رفتن گوپی ھا بابت غسل
کردن وبردن سری کرشن جو
پوشاک ھاے ایشان، ادھیاے
بیست وسوم طلب کردن سری کرشن
مہاراج طعام، ادھیائے بست
وچہارم موقوف کردن جگ ایندر

راجہ بحکم کرشن مہاراج، ادھیائے بیست و پنجم گریختن گوالہا، ادھیائے بیست و ششم ستایش کردن گوالہ ھا در صفت شری کرشن، ادھیائے بیست و ہفتم شرمندہ شدن ایندر راجہ، ادھیائے بیست و ہشتم در بیان بردن نند کوٹ کسان ورن کو کپال، ادھیائے بیست و نہم در بیان بانسری نواختن شری کرشن و جمع شدن گوپیاں، ادھیائے سی ام در گریختن شری کرشن مہاراج از نظر گوپیاں، ادھیائے سی و یکم در زاری کردن گوپیاں بابت شری کرشن، ادھیائے سی و دوم در بازی راست منڈل ہمراہ گوپیاں۔

زیر بحث لیلائے شری کرشن ۸۹ ادھیائے پر مشتمل ہے۔ باقی کی تفصیل کے لئے خود مخطوطہ ملاحظہ ہو۔
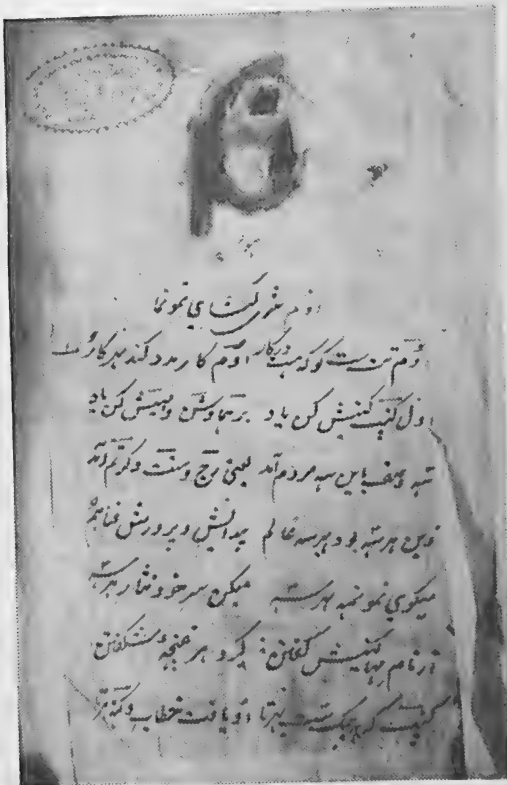
مضمون سوانح حیات شری کرشن جی مہاراج، بپیرایہ بیان مثنوی، زبان فارسی، شاعر و ناظم گوپال پنڈت بخشی، تاریخ تصنیف ماہ ماگھ سنہ ۱۹۴۶ء در عمل شری مہاراج پرتاپ سنگھ ولد رنبیر سنگھ = سنہ ۱۸۸۹ء، مخطوطہ شاعر کا خود نوشت، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۵۴، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۶×۲۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء : اوم تت است کو کہ ہست درکار اوم کار مدد کند بہر کار

اختتام : الاکہ انو کرہ از تو باشد یعنی کہ تو جہہ از تو باشد

مخطوط کے اخیر پر مصنّف کے بیٹے بشمبر بخشی کا ملکیتی نوٹ بزبان فارسی یوں ہے:

" ایں ذکر و کلام شری کرشن مہاراج صاحب یعنی شری بھاگوت از دست بندہ سراپا آثام گوپال نام عرف بخشی در عمل شری مہاراج پرتاپ سنگھ ولد رنبیر سنگھ در ماہ ماگھ سنہ ۱۹۴۶ بکرمی تحریر یافت "

مخطوط کا مصنّف کشمیری پنڈت ہے، اور غیر مطبوعہ ہے۔

---

499. **289**

تاریخ الائمہ

اوّل و آخر سے ناقص یہ کتاب بالترتیب مندرجہ ذیل اشخاص کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے:

ابو عمران ابراہیم بن یزید، الامام ابو عبداللہ، ابو الفتوح احمد بن محمد بن محمد الغزالی الطوسی، ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم المعروف بذی النون، ابو عبداللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر، ابو سعید الحسن البصری، ابو اسماعیل حماد ابن الامام ابی حنیفہ النعمان، خیر بن عبداللہ ابو الحسن النساج الصوفی، ابو سلیمان داؤد بن نصر الطائی الکوفی ابو مغیث الحسین بن منصور الحلاج الزاہد، رابعۃ العدویہ، الامام زید بن علی زین العابدین سری السقطی، سعید بن جبیر، سفیان الثوری، سہل بن عبداللہ التستری، ابو یزید البسطامی عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ابو عبدالرحمان عبداللہ بن المبارک الواضح المروزی، ابو عبداللہ عروہ بن الزبیر، الامام زین العابدین، ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا، الامام ابو الحسن علی بن

محمد بن علی موسیٰ رضا، ابو محمد علی ابن عبداللہ بن العباس۔

مضمون تاریخ و تذکرہ، زبان عربی نثر، مؤلف نامعلوم، اوّل و آخر سے ناقص ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق ۱۳ (صفحات ۲۶)، آخری صفحہ کی سطور ۳۱، تقطیع ۱۸٫۵ × ۲۷٫۵ سنٹی میٹر۔

شروع کے الفاظ:

ابو عمران ابراہیم بن یزید ویکنی اباعمارہ بن الاسود بن عمرو بن ربیعہ۔

آخر کے الفاظ:

فقالت لبابة للجارية هاشمى اقرع احب الينا من اموى انجز، واما ضربه۔ فى المرة الثانية فقد حدث ابو عبد۔

---

500 290

تتمّہ صوان الحکمۃ

حکماء و فلاسفہ کے حالات پر مشتمل ایک قیمتی رسالہ ہے۔ یہ حالات و کوائف انتہائی مختصر لیکن جامع ہیں۔ دراصل "تتمہ صوان الحکمۃ" کا موجودہ مخطوطہ ضخیم تتمّہ کا انتخاب ہے جو پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۹۴۷ء کی تقسیمِ ہند سے قبل) کے امتحان مولوی فاضل کے نصاب میں داخل رہا ہے۔ صوان الحکمۃ دراصل خود مصنّف کی تدوین نہیں، بلکہ اُس کے بعد کے شخص امام ظہیر الدین ابو الحسن علی بن ابی القاسم زید البیہقی متوفی ۵۶۵ھ (۱۱۶۹/۱۱۷۰) کی تدوین ہے۔ مدوّن نے وفاداری سے اصل مصنّف کا نام اور ترتیب برقرار رکھی ہے۔ تتمّہ قدیم فلاسفۂ اسلام کے حالات و واقعات میں سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

مضمون تذکرہ و تواریخ، زبان عربی نثر، اصل مصنّف ابو سلیمان محمد بن طاہر

بن بہرام السنجری (سجستانی یا سیستانی)' مدوّن و مُرتّب امام ظہیرالدین ابوالحسن بن امام ابن الامام ابی القاسم البیہقی' زمانہ تدوین و ترتیب چھٹی صدی ہجری (بارھویں صدی عیسوی)' ناقل حافظ عبدالرحمٰن وفائی خانیاری مولوی فاضل ولد مولوی حسن صاحب وفائیؔ مرحوم (۱۹۴۴ء)' سال کتابت ۱۳۵۹ھ (۱۹۴۰ء)' مقامِ کتابت وفائی منزل خانیار' سرینگر کشمیر' خطِ نسخ معمولی' کاغذ مشینی (مل کا)' اوراق ۵۳ (صفحات ۱۰۶) اوسط سطور فی صفحہ ۱۳' تقطیع: ۱۳٫۵ × ۱۹٫۲ سنٹی میٹر

آغاز: الحمد للّٰہ المنعم الذی لہ نعم انت اوضاحہا إلا امتدادا وامدادها الا ازیاداً۔

خاتمہ: فان رأیت ان توافقنی فی استعمالہ فخفّف رجلک و وشمّر ذیلک وازح علّتک وقصّر املک وطهّر خلقک ونق طرقک تبلغ و تسلم و تذق والنتیجۃ والسلام۔

کاتب کا اختتامیہ:

کتبت کتابی بصبر جمیل　　وسعی تمام و حزن طویل

اخاف من الموت ان جاءنی　　یباع کتابی بشیٔ قلیل

(حافظ عبدالرحمٰن وفائی عفی عنہ)

5.　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　271

تذکرۃ الاولیاء

شیخ فریدالدین عطّار متوفی ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء کی تصنیف ہے۔ بزبان فارسی ۶۷ اولیائے کرام کے حالات زندگی' زہد و بے رغبتی اور کشف و کرامات کے واقعات پر

مشتمل ہے۔ کتاب کا مقدمہ عربی زبان میں ہے۔ بعدازاں بزبان فارسی اُن اسباب کا بیان کیا گیا ہے جو اس ضخیم تذکرہ کی تالیف کا باعث ہوئے۔ فارسی مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اولیائے کرام کے ملفوظات کی بنیاد بیشتر کتب متقدمین و متاخرین کے علاوہ خاص طور پر ان تین کتابوں پر رکھی ہے: ۱۔ کتاب شرح القلب ۲۔ کتاب کشف الاسرار ۳۔ کتاب معرفۃ النفس والرب۔ اور بقول اُس کے اِسے خدا کے نزدیک قرب کا موجب سمجھا ہے۔

مخطوط جو اخیر سے قدرے نامکمل ہے چھوٹے سائز کے ۳۴۱ فولیوز پر پھیلا ہوا ہے۔ مصنّف کا نام عطّار فولیو ۳ (الف) پر اور کتاب کا نام تذکرۃ الاولیاء بحروف سرخ فولیو ۵ (الف) پر ہے۔ کتاب کے اہم عنوانات سرخی سے ہیں۔

مضمون سوانح حیات، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق باریک، سطور فی صفحہ ۱۵۔ تقطیع ۱۲ x ۲۳ سنٹی میٹر۔ نمبر اندراج ۵۔

مخطوطے کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

الحمد للجواد بافضل انواع النعماء، المنان باشرف اصناف العطاء، المحمود فی اعالی ذوی العزو الکبریاء، المعبود باحسن اجناس العادات فی اعماق الارض و اطباق السماء، اور اخیر پر یہ الفاظ ہیں:

الحمد للّٰہ سفر من امیدوار آمد کہ قطب عالم را خواہم دیدن۔ زمانے بود کہ آں ہمہ مردم نشستہ بودند برخاستند و استقبال کردند، دیدم کہ آں شیخ ......

صفحہ ۶۶۲ (فولیو ۳۳۱، الف) کے بعد رکاب ٹوٹی ہے۔ دُرست حالت میں ہے فولیو اوّل پر محراب نما معمولی سی نقاشی اور تذہیب کاری کی گئی ہے۔ مخطوط اول سے لے کر فولیو ۳۳۱ (الف) تک جدولی لکیروں کے مابین تحریر ہے۔

مخطوط مذکور خواجہ امیرالدین پکلی وال جو کشمیر کی تاریخی شخصیت ہیں اور بعد ازاں اُن کے ورثاء کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ ٹائٹل کے صفحہ پر اس نام سے خود ان کے دستخط ثبت ہیں: "تذکرۃ الاولیاء از مال حقیر امیر عرف پکٹ وال"۔ ۲۲ شہر جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ (۸ اپریل ۱۸۸۵ء) میں مبلغ پانچ روپے میں علی بیر کے ذریعے خرید کیا گیا ہے۔

مخطوط بلا تاریخ ہے، مگر اتنا یقینی ہے کہ تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کے وسط میں لکھا گیا ہے۔

"تذکرۃ الاولیاء کے دیگر دو نسخے" نوادر خدا بخش لائبریری" پٹنہ میں زیر نمبر ۱۸۳ و ۱۸۴ اور محفوظ ہیں۔ اور ایک نسخہ محکمہ تحقیق و اشاعت سرینگر کی قلمی لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔ خدا بخش لائبریری کے تذکروں میں تہتر اور چوہتر بزرگانِ دین کے اور اکیڈیمی کے تذکرۃ الاولیاء میں ۶۷ کے حالات درج ہیں۔ یعنی چھ یا سات افراد کی کمی ہے۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء خواجہ فریدالدین عطّار قدس سرہ شیخ مجدالدین بغدادی کے مُرید تھے۔ کتاب تذکرۃ الاولیاء کا دیباچہ انہی کی جانب منسوب ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت خواجہ اویسی تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کے مطابق منصور کا نور ڈیڑھ سو برس کے بعد فریدالدین عطار کی روح میں جلوہ گر ہوا۔ عطّار کی توبہ کے متعلق ایک طویل داستان ہے جس کی تفصیل کے لئے نفحات الانس جامی دیکھی جاسکتی ہے۔ جلال الدین رومی نے نیشاپور میں اُس وقت حضرت خواجہ سے ملاقات کی جب وہ نہایت ہی بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس وقت اپنی کتاب "اسرار نامہ" مولانائے روم کو دی تھی۔ خواجہ شیخ فریدالدین ۶۲۷ھ ہجری = (۱۲۳۰ء - ۱۲۲۹ء) میں تاتاری کفّار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کا سنِ مبارک ۱۰۴ برس کا تھا۔ آپ کا مزار شہر نیشاپور میں ہے۔

تذکرہ دولت شاہ سمرقندی

دولت شاہ بن علاء الدولہ بختیشاہ غازی سمرقندی کا تذکرہ شعرائے عربی و فارسی ہے۔ تذکرہ کا مذکورہ بالا نام اگرچہ کتاب میں درج نہیں ہے، تاہم مقدمہ میں لفظ تذکرہ دو بار (ورق ۹ ب) پر آنے کے باعث اس نام سے موسوم ہوا ہے۔ دولت شاہ نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کی اہم شخصیت تھا۔ یہ تذکرہ نظام الملۃ والدین (ورق ۱۰ الف) امیر علی شیر نوائی مربی مولانا نورالدین عبدالرحمان جامی کے نام سے معنون ہے امیر علی شیر نوائی سلطان حسین والی ہرات (خراسان) کا وزیر اعظم تھا۔

علاوہ مقدمہ کے ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ مقدمہ در تذکرۂ شعرائے عرب۔

۲۔ طبقۂ اوّل از طبقات شعرائے فارسی آغاز از رودکی۔

۳۔ طبقۂ دوم حکیم ارزقی وغیرہ

۴۔ طبقۂ سوم جناب شیخ نظامی وغیرہ

۵۔ طبقۂ چہارم شیخ فریدالدین عطار وغیرہ

۶۔ طبقۂ پنجم عماد فقیہ و دیگر۔

۷۔ طبقۂ ششم امیر سید نعمت اللہ و دیگر۔

۸۔ طبقۂ ہفتم امیر شاہی سبزواری و دیگر

۹۔ خاتمہ در ذکر افاضل و اکابر کہ حالا بزیور کمال و افضال ایشان آراستہ است۔

مضمون سوانح حیات شعراء، زبان فارسی نثر، مصنف دولت شاہ سمرقندی

کاتب و ناقل نامعلوم، اخیر سے نامکمل، کاغذ غیر کشمیری۔ اندازاً ساڑھے تین سو برس قبل کا لکھا ہوا۔

خطِ نستعلیق سادہ، تعداد اوراق ۲۳۹، سطور فی صفحہ ۱۷،

تقطیع: ۱۲ × ۲۱½ سنٹی میٹر۔

آغاز: تمجیدی کہ شاہ باز بلند پرواز اندیشۂ بساحت فضای آں طیران نتواں نمود۔

آخری صفحہ کی سطر: بخت برگشتگاں چہ می خواستند کہ ایں کودک خرسند را ہمچو خود بدروزگار۔

مضمون تذکرۂ شعرائے فارسی، زبان فارسی، مصنف بوجہ ناقص اوّل و آخر ہونے کے نامعلوم، زمانہ تالیف نامعلوم، تاہم قراین و علامات سے عہد شاہ جہانی (گیارھویں صدی ہجری = سترھویں صدی عیسوی) کا، کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن قراین سے متذکرہ صدر صدی کی تحریر، خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۹، سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۲،۶ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

ابتداء : بسیار نمود و اورا از صوبہ داریٔ لاہور تغیر نمودند و خواستند کہ کوتوال مذکور را نیز مغضوب سازند۔

اختتام : و عکس قوس سوق است و سوق بازار نار است ہ و این .....

---

296. 294

توزوک الامیر الکبیر

صاحبقران امیر تیمور گورگانی (۷۳۰ھ - ۸۰۷ھ = ۱۳۳۰ء - ۱۴۰۵ء) کی اپنی زبان سے آغاز ولادت سے لیکر بدھ، دس شعبان ۸۰۷ھ (۱۱ فروری ۱۴۰۵ء) تک جو امیر تیمور کی تاریخ وفات ہے، تک کے حالات و کوایف کا بیان ہے۔ توزوک الامیر الکبیر، امیر تیمور گانی کی زندگانی اور اس کی تفصیلی فتوحات پر ایک مستند اور قابل وثوق دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر مذکور کو علماء و سادات اور اہل روحانیت سے خاص طور پر اعتقاد تھا۔ سید امیر کلال جو سلسلۂ نقشبندیہ کے رہنما تھے، امیر کبیر کے خاص طور پر مورد اعتقاد تھے۔ توزدک الامیر الکبیر فتح ہند اور کشمیر کے متعلق بھی حوالہ جات رکھتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امیر تیمور گورگانی فرزند امیر طراغائی ۷۹۹ھ ہجری (۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ء) میں جموں پر حملہ آور ہوا تھا اور یہاں کے راجہ کو مشرف باسلام کیا تھا۔

اسی سال اہالیان کشتوار اور کفّار سیاہ پوش کی سرکوبی کی تھی جو اہالیان اندراب (موجودہ افغانستان کا ایک صوبہ) پر حملہ آور ہو کر اُن کا مال و اسباب لوٹ کر لے جایا کرتے تھے۔ امیر تیمور نے اہلِ کشتوار اور کفّار سیاہ پوش کا قتل عام کر کے اُن کے سروں سے منارہ تعمیر کرنے کی ہدایت دی تھی۔ چودھویں صدی عیسوی کے دوران توزک امیر ایشیا اور یورپ کے سیاسی و سماجی حالات کی بہترین تاریخ ہے جو چشم دید حالات کے بیان پر مبنی ہے۔

مضمون سوانح، زبان فارسی، نثر، بیان کنندہ امیر تیمور گورگانی (یا امیر تیمور گورگانی کی آپ بیتی) قلمبند کرنے والا ابوالمنصور سوزمیز امیر تیمور تاریخ تالیف بدھ، ۱۰ شعبان ۸۰۷ ہجری = ۱۱ فروری ۱۴۰۵ء۔ ناقل و کاتب بلخی بیچارہ بمقام بلدۂ تاشغرغان، تاریخ نقل بدھ، ۱۸ ماہ صفر ۱۲۸۷ھ (۱۸ مئی ۱۸۷۰ء) در زمان سلطنت شیر علی محمد امیر کابل، خط نستعلیق سادہ، فولیو ۶۶۵ (صفحات ۱۳۳۰) سطور فی صفحہ ۱۵، اخیر پر سپہ سالار ممالک فرامرز خان کی بشکل مربع دو مہریں ثبت، تقطیع ۱۵ × ۲۶½ سنٹی میٹر۔

آغاز: راستی ارسی ابوالمنصور تیمور سوزمیز فرزند ملک کبیر کامگار و نبایر ذوی الاقتدار۔

اختتام: و چوں نصایح تمام کردم گفتم وقت من شدہ معلوم است کہ امروز یا فردا ودیعت را خواہم سپرد و ہیچ آرزو در دل ندارم مگر اینکہ یک مرتبہ دیدار فرزند ارجمند شاہرخ میرزا را امید یدم، دیدارہا بقیامت ماند واللہ اعلم۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت النسخۃ المیمونۃ الملقب بہ توزوک الامیر الکبیر۔۔۔

روز چہارشنبہ ہژدہم ماہ صفر المظفر ۱۲۸۷ھ بود کہ در زمان سلطنت زبدۃ السلاطین وعمدۃ الخواقین امیر کبیر غازی شیر علی محمد بہادر سلطان طول اللہ عمرہ و اقبالہ و بحسب الخواہش

سپہ سالار فرامرز خان، بید فقیر الحقیر کمترین دعاگویاں بلخی بیچارہ در بلدۂ تاشقرغان۔ اللہم اغفر لی ولجمیع المومنین والمؤمنات۔

---

318. 295

خلاصۃ العارفین ناقص الاوّل

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری (بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی) کے مشہور و معروف بزرگ بہاؤ الحق والدین شیخ ابو محمد زکریا ملتانی کے احوال و کوائف میں مختصر مگر ایک جامع رسالہ ہے۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی جمعہ، ۲۷ رمضان ۶۶۶ھ (۸ اکتوبر ۱۲۶۷ء) کو انگریزی چھیانویں برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ یہ تذکرہ حسب ذیل تین قسموں پر مبنی ہے:

۱۔ قسم اوّل از ملفوظ قطب العالم مخدوم جلال الحق والشرع والدین بخاری۔

۲۔ قسم دوم از ملفوظ شیخ فرید الحق والشرع والدین گنج شکر۔

۳۔ قسم سوم از ملفوظ سلطان الاولیاء شیخ نظام الحق والشرع والدین۔

مضمون سوانح حیات، زبان فارسی نثر، ابتدائی اوراق کی گمشدگی کے باعث مؤلف نامعلوم، زمانۂ تصنیف نامعلوم، کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور، خطِ نستعلیق معمولی کاغذ کشمیری، فولیو ۹۰، (صفحات ۱۸۰)، سطور فی صفحہ ۱۰، تقطیع: ۱۱½ × ۱۵½ سنٹی میٹر۔

ابتدا: آں موکل ولایت خوانِ بے نوائی

اختتام: وبلغ جماعۃ الاضیاف فی بعض الاوقات من خمس مایۃ الی سبع مایۃ والی الف سوی سکنۃ الرباط والحجرات والعملۃ۔

کاتب کا اختتامیہ: من نوشتم صرف کردم روزگار — من نمانم ایں بماند یادگار

نوشتہ بماند سیہ بر سفید — نویسندہ را نیست فردا امید

خلافت نامہ منظوم کشمیری

خلافت امام حسن رضؓ (۱۹ فولیو، صفحات ۳۸) اور خلافت امام حسین رضؓ (۲۱۵ فولیو صفحات ۴۳۰) کا مفصل احوال ہے۔ درحقیقت یہ خلافت نامہ پیر غلام احمد جنید کھویہامی امام خانقاہ نقشبند کے منظوم فارسی خلافت نامہ کا منظوم ترجمہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ جنید کا خلافت نامہ تمام خلفائے راشدین کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے، مگر زیر بحث مخطوطہ صرف احوال امام حسن رضؓ اور امام حسین رضؓ کا حامل ہے۔ مصنف نے یہ ترجمہ فتاح کھورو اور رمضان نامی ایک شخص کے ایماء و اصرار سے کیا ہے۔

مضمون تذکرہ، زبان کشمیری نظم (مثنوی)، اصل مصنف غلام احمد جنید امام خانقاہ نقشبند سرینگر مترجم بزبان کشمیری حنفی کشمیری، تاریخ ترجمہ غیر مذکور، تاہم چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا نصف اول، ناقل غلام علی (غالباً خود مصنف)، تاریخ نقل بالترتیب ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ (منگل، ۱۹ نومبر ۱۹۲۹ء، سنیچر ۹ نومبر ۱۹۲۹ء)، خط نستعلیق سادہ،

کاغذ مشینی، تحریر شدہ کُل فولیو ۲۳۴ (صفحات ۴۶۸) اشعار فی صفحہ ۱۴، مثنوی کی بحر، بحر متقارب جس کے اوزان ہیں: فعولُن، فعولُن، فعولُن فعل (ایک مصرعہ میں) اور یہی فعولُن فعولُن فعولُن فعَل دوسرے مصرعہ میں۔ تقطیع: ۱۵ × ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: ربس کُن ثناؤ شکرُ بے شمار بتس یم ستارہ کرِن آشکار

اختتام: بہ آداب و تعظیم و تکریم تام سپن ختم، الحمدللہ تمام

کاتب کا اختتامیہ بالترتیب:

(۱) تمام شد نسخہ امام حسن ؓ بید غلام علی عفی عنہ، ۱۶ جمید الثانی ۱۳۴۵ھ ہجری۔

(۲) تمام شد رسالہ ہذا بدستخط فقیر الحقیر غلام علی بجہت عزیزی مبارک شاہ، ۶ ماہ جمید الثانی ۱۳۴۵ھ ہجری۔

مخطوطہ غیر مطبوعہ اور نادر و نایاب ہے۔

532 297

دفتر دوم سلطانی منظوم

۴۳ داستانوں پر مشتمل سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہ کشمیری متوفی ۲۴ صفر ۹۸۴ھ (بدھ، ۲۳ مئی ۱۵۷۶ء) اور اُن کے مُرید و خلفا اور معاصرین کے احوال و کرامات کے راوی بابا داؤد خاکی متوفی ۲ ماہ صفر ۹۹۴ھ ہجری (منگل، ۱۴ دسمبر ۱۵۸۵ء) ہیں۔ دراصل یہ قصیدہ بابا داؤد خاکی کے اس فارسی قصیدہ کا ترجمہ ہے، جس کا مطلع ہے:

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است

شیخ شیخان شیخ حمزہ تا مرا رہبر شدہ است

اور جس کا نام قصیدۂ ورد المریدین ہے۔

مضمون تذکرۂ منظوم، زبان کشمیری، ناظم و مترجم ملک الشعراء عبدالوہاب حاجنی (صفحہ۱۴)
زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا اختتام، کاتب عبدالعزیز ناقص التمیز، ساکن موضع ایہم
شریف، تحریر، تاریخ کتابت ۹ شعبان ۱۳۳۰؁ھ ہجری (منگل ۲۳ جولائی ۱۹۱۲؁ء)، خط نستعلیق
متوسط، کاغذ مشینی، فولیو ۵۶ و ۳۶ (یاد رہے یہی دفتر دوبار لکھا گیا ہے، پہلے دفتر کے فولیو
۵۶ اور دوسرے کے ۳۶ ہیں، مگر اخیر کے چار پھٹے ہوئے ہیں، اور اس طرح سالم اوراق ۳۲ ہیں
ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۹ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع:

حمد ذاتس کُن تَشند پُھ فضل مے یاور سپُن   حضرت محبوب عالم مے توئے رہبر سپُن

اختتام:

حمد ذاتس بر محمد مصطفیٰ صد لک سلام   سُہ شفیع المذنبین ہر کانسیہ در محشر پُن

کاتب کا اختتامیہ: (ورق ۵۶ پر):

"تمام شد دفتر دوم سلطانی من تصنیف وہاب پرے حاجنی بزبانِ کشمیری
دستخط فقیر الحقیر عبدالعزیز ناقص التمیز ساکن موضع ایہم شریف تحریر ۹ ماہِ شعبان
۱۳۳۰؁ھ ہجری۔"

اسی کے ساتھ اسی دفتر کے ۳۶ اوراق اس کے ساتھ اور ملحق ہیں۔

---

434.   298

رسالۂ سلطانیہ

سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۲۴ صفر ۹۸۴؁ھ
(بدھ، ۲۳ مئی ۱۵۷۶؁ء) کے احوال و کوایف میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ رسالۂ مذکور درج ذیل

دو فصول پر مبنی ہے:

فصل اوّل در بیان اشغال و اذکار بطریق شیخ خود۔

فصل دوم در بیان ولایت و رتبت و عظمت و سلطنت و محبوبیت و غوثیت و قطبیت شیخ خود۔

مضمون تذکرہ، زبان فارسی نثر، مصنّف شیخ احمد چاگلی گاندربلی کشمیری، تاریخ تصنیف ۹۸۰ ہجری (۱۵۷۳/۱۵۷۲ء)، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۹/۱۶۶۸ء) خطِ نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۴، سطور فی صفحہ ۱۴،

تقطیع: ۱۴٫۳ × ۲۲٫۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سیّد المرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطّاہرین اجمعین۔

اختتام: پس بہتر است کہ بہمین قدر مثالے اکتفا نمایم فی التاریخ ثمانین و تسع مایۃ من ھجرۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سنہ نہصد و ہشتاد از ہجرت گذشتہ بود کہ این نسخۂ سلطانیہ را ترتیب دادہ شد بفضل اللّٰہ تعالیٰ۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد ۱۰۷۹ سنہ ہجری۔

مصنّف رسالۂ سلطانیہ شیخ احمد چاگلی سلطان العارفین شیخ مخدوم حمزہ کے خلیفہ تھے۔ آپ سے بہت سی خوارق عادات و کرامات مروی ہیں۔ کامراج میں واقع موضع چاگل کے رہنے والے تھے، اور اسی مناسبت سے چاگلی کہلاتے ہیں۔ آپ کا مقبرہ موضع چاگل پرگنۂ مچھی پورہ گاندربل میں مرجع خاص و عام ہے۔

رسالۂ سلطانیہ غیر مطبوعہ ہے، اور اس لئے قابل اشاعت ہے۔ اس کے متعدد نسخے محکمۂ

رئیس نامۂ کشمیر منظوم

چودھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی کا اختتام اور بیسویں صدی عیسوی کا آغاز) میں کشمیر کی متقدر ہستیوں سے تنقیدانہ بلکہ مزاحیہ تعارف ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو مصنّف کے معاصر اور اس سے بے تکلّف تھے

فہرست مطالب حسب ذیل ہے:

تعریف نامہ رئیسانِ کشمیر

تعریف والیٔ ملک کشمیر، تعریف راجہ پرتاپ شاہ، وکاہت (وقاحت: برائی) وزیر پن (پنون) گور (گورنر کشمیر)، وقاحت ناصرالدین مولوی قاضیٔ شہر گویند متوفی ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) بیان راجہ کاک در افسر داغ شال بیان رامچند در فرزند راجہ کاک، رازدان، بیان لچھمن کاک در پنڈت نیلہ کول، مُکند رام، منشی تیلوک چند، تعریف میر یاسین صاحب خانیاری متوفی ۱۳۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف نامہ رئیسان

کشمیر
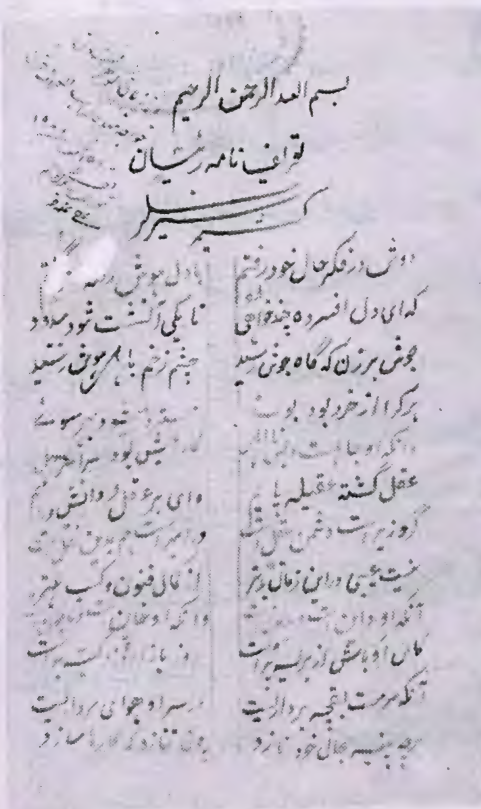
(۱۸۸۸/۱۸۸۷ء)، بیان خلیل میر بیہقی، شیخ احمد صاحب تارہ بلی متوفی ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) طبیب صاحب رفیقی متوفی ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء)، میر حسین صاحب برنگ ۱۳۰۰ھ (۱۸۸۳/۱۸۸۲ء) احمد شاہ نقشبندی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء)، خواجہ عبدالرحمان نقشبندی ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) عبدالرحیم بانڈے ۱۲۸۸ہجری (۱۸۷۱ء)، مولوی امیرالدین خورد ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مولوی محمد شاہ مانجو، خیرالدین، مولوی قدوس صاحب، مولوی صفدر صاحب، مصطفیٰ صاحب، قصۂ زمرۂ تجار امیر خاں مُلّا، عابد حاجی، حاجی محمد صادق، حاجی مختار شاہ عشائی خواجہ نظام صاحب، خواجہ محی الدین، خواجہ سیف اللہ، خواجہ امیر، خواجہ عبدالسلام واعظ شیخ احمد صاحب، غلام رسول، شیخ عبدالعزیز، خواجہ امیرالدین پکھلیوال، محمد حسن، حبیب اللہ پیزار، اکبر شاہ، علی پیر، اسد شاہ، خواجہ احمد، بہار شاہ، میرزا رسول، رسول شیخ، مصطفیٰ کچھکر، عزیز جان، علی خان، حبیب اللہ ٹینگہ پورہ، مصطفیٰ پنڈت، صمد بالہ قدوس، فاضل، سید شاہ، صفدر اور میر خلیل۔

مضمون تذکرہ، زبان فارسی (نظم)، مصنف مہدہ شاہ حزن متوفی ۱۳۱۳ہجری (۱۸۹۵ء) مدفون محلہ شہلی ٹینگ متصل خانۂ خود، کاتب ٹھوکر حبیب اللہ کورو، تاریخ نقل ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ (۲۵ اپریل ۱۹۳۴ء) خط نستعلیق عام تحریر کا، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۹۔ تقطیع: ۲۰ × ۱۲,۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: دوش در فکر حال خود رفتم

اختتام: رفتہ از دست کار او اے وای

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد از دستخط ٹھوکر حبیب اللہ کورو من تصنیف مہدہ شاہ حزن، تاریخ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ۔

سلطانی منظوم

سلطان العارفین حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمتہ (۹۰۰ ہجری سے ۹۸۴ ہجری تک) = (۱۴۹۵ء سے ۱۵۷۶ء تک) کے حالات و کوایف میں منظوم طویل مثنوی ہے۔ سلطانی دراصل اُن پانچ مثنویوں کی دوسری کتاب ہے جو مُلّا بہاؤالدین متوؒ نے زندگی کے دوران لکھی تھی۔ باقی چار مثنویاں یہ ہیں: (۱) ریشی نامہ (۲) قادری (۳) نقشبندی اور (۴) چشتیہ۔ مُصنّف سلطانی مُلّا بہاؤالدین متو محلہ پٹوان (متصل نوہٹہ سرینگر) کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔ شاہ عنایت اللہ سے ارادت و اعتقاد تھا۔ تمام عمر بحالت تجرید و تفرید بسر کی۔ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء و ۱۸۳۳ء) میں فوت ہو گئے۔ مُلّا بہاؤالدین کی تصانیف کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ کشمیر کے اکثر علمی گھرانوں میں ان کی نقول دستیاب ہیں۔

مضمون سوانح حیات بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم و شاعر مُلّا بہاؤالدین متوؒ (متوفی ۱۸۳۲ یا ۱۸۳۳ء)، زمانہ تصنیف انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل سیف اللہ، تاریخ کتابت پیر، ۲۳ صفر ۱۳۱۹ھ (۱۱ جون ۱۹۰۱ء)، عنوانات لال روشنائی میں، خط نستعلیق معمولی لیکن صاف و خوانان، کاغذ کشمیری، فولیوز ۱۴۸، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع ۱۵٫۶ × ۲۶٫۳ سنٹی میٹر۔

آغاز:

برکش ای مُرغ خوش ترانۂ عشق — یک نوائے کن از فسانۂ عشق

اختتام:

سالِ وصلش بدست آری تو — "شیخ پاکان" اگر شماری تو

کاتب الذکر اولیاء اللہ ہست مسکین حقیر سیف اللہ

فی التاریخ الف وثلث عشر من ہجرۃ النبیؐ وتسع عشر ثلث وعشرون من شہر صفر الصفر بید فقیر الحقیر الراجی مسکین سیف اللہ۔

---

388. 301

سُلطانیہ کشمیری منظوم

چوراسی داستانوں (فصول) اور ایک خاتمہ پر مشتمل سلطان العارفین حضرت مخدوم کشمیری متوفی ۲۴ صفر ۹۸۴ھ ہجری (بدھ ۲۳ مئی ۱۵۷۶ء) اور اُن کے مُریدانِ باصفا کی منظوم سوانح حیات ہے جس میں کشمیر کی بہت سی مشہور و معروف شخصیتوں کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مُلّا بہاؤالدین متوؔ کشمیری متوفی ۱۲۴۸ھ ہجری (۱۸۳۲ء) نے خمسۂ بہائیہ کے عنوان سے پانچ مثنویاں بزبان فارسی لکھی تھیں۔ ان کا تیسرا دفتر سُلطانی تھا جو مخدوم حمزہ کشمیری متذکرہ صدر کے احوال و کوایف اور کرامات میں ہے۔ زیرِ بحث سلطانیہ کشمیری اسی خمسہ کے دفترِ سوم پر مبنی ہے۔ سلطانیہ کشمیری شیخ الوقت شیخ احمد تارہ بلی متوفی ۱۳ رجب ۱۳۱۰ھ ہجری (منگل ۱۴ جنوری ۱۸۹۲ء) کی حسب فرمایش لکھی گئی ہے۔

مضمون سوانح حیات بطرز مثنوی، زبان کشمیری، وہاب پرے حاجنی کشمیری، تاریخ نظم بدھ، ۲۹ رمضان ۱۳۲۲ھ ہجری (۷ دسمبر ۱۹۰۴ء)، کاتب بابا علی پا پہ چھن، تاریخ کتابت غرّہ (یکم) ماہ صفر ۱۳۴۵ھ ہجری (بدھ، ۱۱ اگست ۱۹۲۶ء)، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۲۳، ابیات فی صفحہ ۸، تقطیع ۱۴ × ۸، ۲۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: داستانِ اوّل۔

حمد ذاتس و درود بر محمد مصطفیٰؐ رحمتِ حق بر صحاب و چار یار باصفا

اختتام: فاتحیچ اُمید چھم از قاریانِ ایں کتاب

یوڈ پُرِن فاتح کرِن تِم حصہ بر نامِ وہاب

صد ثناؤ شُکر ذاتس، بر محمد لک سلام

آفرین صد آفرین بر وقتِ ختمِ ایں کتاب

کاتب کا اختتامیہ:

" تمت الکتاب مستطاب دفتر ثالث سلطانیہ کشمیری من تصنیف صاحب شوق و ذوق وہاب پری حاجنی بحسب فرمائش شیخ الوقت شیخ احمد تارہ بلی شہر کشمیر بید فقیر احقر بابا علی پاپہ چھن، غرۂ ماہِ صفر ۱۳۴۵ھ تحریر یافت۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدہ ولقاریہ آمین۔"

---

529. 302

سلطانی منظوم کشمیری

سلطان العارفین مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمتہ اور دیگر اولیائے کرام کے احوال و کرامات میں قصیدۂ سلطانی کی جلد ثالث ہے۔ سلطانی بحیثیت مجموعی بیاسی داستانوں، ایک داستان (تراسوین) در عجز و زاری اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مضمون تذکرۂ منظوم بزبانِ کشمیری، ناظم و شاعر عبدالوہاب حاجنی کشمیری، تاریخ تصنیف بدھ وار، ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۲۲ ہجری (۷ دسمبر ۱۹۰۴ء) کاتب پیر محمد حبیب اللہ شاہ پارسائی ساکن پاپہ چھن، تاریخ کتابت ۳۰ جمید الاول ۱۳۲۸ھ، یوم پنجشنبہ (۹ جون ۱۹۱۰ء) خط نستعلیق مبتدیانہ، کاغذ کشمیری و غیر کشمیری، صفحات ۲۴۴، تعداد ابیات بقولِ مصنف ۳۴۹۱ چنانچہ:

حمد ذاتس کُن مےٚ حاصِل گوم دون سورُسے مُدعا
گو تریٚم دفترتہٕ دوٚن مےٚ ختم از فضلِ خدا
ننوو کم گو پانژہ ترٕہ شت ایں دفتر تیار
بوز گُنز ورت بأتہٕ بأتہٕ تتھ مےٚ نِش تفصیل وار

تقطیع : ۱۴,۱ × ۲۳,۶ سنٹی میٹر

ابتداء : حمد ذاتس صد درودہ بر محمد مصطفیٰ
رحمتِ حق بر صحابو، چار یار باصفا

خاتمہ : آفرین صد آفرین بروقت ختمِ ایں کلام
ایں مبارکنامہ برنامِ مبارک گو تمام

کاتب کا اختتامیہ : "تمت تمام شد، بجہت عزیزی برادرم عبدالکبیر سلمہ اللہ تعالیٰ من آفات الدنیا بدستخط عبدالضعیف پیر محمد حبیب اللہ شاہ پارسائی عفی عنہ ساکن پیہ چھین محرّرہ ۲۰ جمید الاول یوم پنجشنبہ تحریر یافت فقط۔"

شاعر کا نام اخیر کتاب کے اس شعر میں درج ہے :

فاتحہ اُمید چھم از قاریانِ ایں کتاب   یوٚدٕ پرٕن فاتحہ کرن تم حصہ برنامِ وہاب

وہاب پر کاتب کا نوٹ اس طرح ہے : مُصنّف کتاب ہذا عبدالوہاب حاجنی کشمیری رحمہما اللہ۔ اس نوٹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاجنی جون ۱۹۱۰ء سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔

---

531   303

شاہنامہ منظوم کشمیری

مختصر حمد وصلوٰۃ کے بعد نوشیرواں کے احوال سے شروع ہو کر سلطان عبدالحمید

والیٔ ترکی یا بالفاظِ دیگر ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۵ء) کے زمانے تک مسلمان سلاطین و خلفاء کا بیان ہے۔ ان میں خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمرؓ کے زمانے اور اُن کے دورِ خلافت میں فتوحات کا بیان تفصیلی ہے۔ شاہنامہ کا ایک کافی حصہ نوشیروان اور اُس کے وزیر بوزرجمہر کے احوال و واقعات پر صرف کیا گیا ہے۔

مضمون تذکرہ، زبان کشمیری (نظم مثنوی)، ناظم ملک الشعراء وہاب پرے حاجنی، زمانۂ تالیف ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۵ء)، کاتب غلام علی پایہ چھن، تاریخ کتابت ۱۳ ماہِ صیام ۱۳۴۱ھ یوم دوشنبہ (۲۹ اپریل ۱۹۲۳ء) خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۱۴۷ (۲۹۴ صفحات)، تعداد ابیات ۳۹۲۰، ابیات فی صفحہ ۲۲، تقطیع ۱۷ × ۲۹ سنٹی میٹر۔

شروع:

خدایا ژٔنئے کُنٔ حمد کأ تیاہ پرہ — رنگا رنگ کرٔم جاأنی قودرت سرہ

ختم:

سپُن کُل جمع یہٕ کتاب بے شمار — ترٔشئے ہیہ تہٕ بیٔیہ کوتا تاچھ ہزار

کاتب کا اختتامیہ :

تمت الکتاب المستطاب شاہنامہ کشمیری من تصنیف وہب پرے صاحب حاجنی بدستخط غلام علی پاپہ چھن بجہت عزیزی مبارک شاہ بتاریخ ۱۳ ماہ صیام ۱۳۴۱ھ یوم دوشنبہ تحریر یافت۔

---

383. 304

غوثیہ منظوم

اسی نام کی کتاب کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا نسخہ پوری تفصیل کے ساتھ اس سے پہلے کے نمبر اندراج (۳۸۲) کے تحت مذکور ہوا۔

مضمون سوانح حیات، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، زبان فارسی، ناظم یا مثنوی نگار ملّا بہاؤ الدین متو، تخلص بہا، کشمیری، متوفی ۱۲۴۸ھ ہجری = ۱۸۳۲ء بعہد سکھاں زمانۂ تالیف تیرھویں صدی ہجری (۱۹ ویں صدی عیسوی) کاتب احمد شاہ بن سیّد پادشاہ تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مصنّف کے عہد کے قدرے بعد کا، نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، ابتداء سے ۵ فولیو یا دس صفحات سے ناتکمل، فولیو ۱۹۵، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۴،

تقطیع : ۱۳ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز۔

پس بتفسیر ذوالحقایق شد سرافراز خویش فایق شد

اختتام :

ای بہا یاد ز اولیاء اللہ دادۂ داد زو عطاؤ اللہ

ہر ولی اللّٰہی ترا یاور می شود رو بخواجگان آور

کاتب کا اختتامیہ :

الٰہی بیامرز خوانندہ را عفو کن گناہ نویسندہ را
ہر کہ خواہد دُعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گناہگارم

این کتاب مسمّیٰ بہ غوثی بید احقر العباد زنار دار .... جو فروش احمد شاہ بن سید پادشاہ۔ اللہم اغفر لی و لوالدی و لجمیع المومنین۔

---

524. 305

غوثیہ منظوم

خمسۂ بہائیہ کا دفتر ثالث ہے جیسا کہ ان ابتدائی اشعار سے مفہوم ہے :

ای بہا دفتر دگر سر کن رو سوی طبلہ ھای اذفر کن
جلد ثالث بہ آب زر بنویس زر چہ باشد بمشک تر بنویس

غوثیہ علاوہ احوال و کوایف شیخ سیّد عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کشمیر کی اُن بُزرگ ہستیوں کا بھی احوال ہے جن کا تعلق سلسلۂ قادریہ سے رہا ہے۔

مضمون سوانح بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم مُلّا بہاؤالدین متّو متوفی ۱۲۴۸ھ ۱۸۳۲ء، زمانۂ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، ناقل محمد سیف الدین، تاریخ نقل ۱۱ شوال، جمعرات ۱۳۲۱ھ ہجری (۳۱ دسمبر ۱۹۰۳ء)، خط نستعلیق عمدہ و صاف، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۸۸، ابیات فی صفحہ ۱۵، اجزاء کتاب ۲۳، کُل تعداد ابیات ۵۶۴۶
تقطیع : ۱۳٫۶ × ۲۲٫۳ سنٹی میٹر۔

اختتام :

ای بہا یاد اولیاء اللہ دادۂ داور و عطاء اللہ

ہر ولی اللّٰہی ترا یاور   می شود رو بخواجگان آور

اس آخری بیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ مُلّا بہاؤ الدین نے مثنوی غوثیہ کے بعد اپنی مثنوی نقشبندیہ لکھی تھی جو خواجگان نقشبند کے احوال و کرامات میں ہے۔

کاتب کا اختتامیہ:

"تم تم تم تمام شد حُرّر علی ید فقیر الحقیر محمد سیف الدین عفی عنہ فی تاریخ احدی عشر من شہر شوال المکرم سنہ الف و ثلث مائۃ و احدی عشرون یوم الخمیس وقت الصبح۔"

شصت و ششن بہزار بود بابہ   کز جہان رفت حاجی دانا
نصف شعبان برات یعنی بود   رحمت ایزدی بر جمیع نمود
نو غم گیر خبر جو ہاتف داد   ہم بکفتا ستون دین افتاد
مرقد ہر دو غرق رحمت و نور   سامعان ہم ز ذکر شان معمور
ای بہا یاد اولیاء اللہ   دادہ داور و عطاء اللہ

ہر ولی اللّٰہی ترا یاور
می شود رو بخواجگان آور

تم تم تم تمام شد
حرر علی ید فقیر الحقیر محمد سیف الدین عفی عنہ فی تاریخ احدی عشر
من شہر شوال المکرم سنہ الف و ثلث مائۃ و احدی عشرون
یوم الخمیس وقت الصبح

۲۲۳ جزو
شمار اثبات
۵۶۴۶

غوثیہ بہائیہ کے متعدد مخطوطات محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہیں

غوثیہ ابھی تک خمسہ کی دیگر کتب کی طرح غیر مطبوعہ ہے

382   306

غوثیہ منظوم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے غوث الاعظم جناب شیخ عبدالقادر گیلانی متوفی ۵۶۱ ہجری = ۱۴ جنوری ۱۱۶۶ سنہ عیسوی کے احوال و کوائف اور فضائل و مراتب میں ایک جامع اور طویل

مثنوی ہے۔ غوثیہ ان پانچ مثنویوں کا ایک حصہ ہے جو شاعر نے زندگی میں لکھی ہیں۔ غوثیہ میں علاوہ محبوب سبحانی شیخ سیّد عبدالقادر گیلانی کے احوال طیبات کے کشمیر کے اُن بزرگوں کا بھی بیان ہے جن کا تعلق سلسلۂ قادریہ سے تھا۔ اور اس لحاظ سے مثنوی مذکور اس ملک میں اس سلسلے کی تاریخ بھی ہے۔ تفصیل عنوانات حسب ذیل ہے:

۱۔ ولادت و تعلیم شیخ ۲۔ فضایل و مراتب حضرت محبوب سبحانی ۳۔ ریاضات و عبادات و سبب ملقب شدن بہ محی الدین ۴۔ محافظت قافلۂ تجار ۵۔ کمالات و کرامات آنجناب ۶۔ تذکرۂ حالات ۷۔ تذکرہ شیخ شہاب الدین قدس سرہ ۸۔ رستگاری یافتن شیخ حماد دیاس از درماندگی ۹۔ شفائے کودک مریض ۱۰۔ تائب شدن پیرہ زن۔ ۱۱۔ آگاہی یافتن شیخ ابوالحسن از مراتب خادم حضرت محبوب سبحانی ۱۲۔ خودستائی کردن عبدالرحمان طفسوجی ۱۳۔ عتاب نمودن بر سحاب و باد ہنگام خواندنِ وعظ ۱۴۔ عتاب برخادم ۱۵۔ بعضی از کمالات محبوب سبحانی ۱۶۔ تائب شدن بادہ نوشان از نظرِ شیخ ۱۷۔ کمالات شیخ صدقہ ۱۸۔ ہدایت یافتن شیخ عمر شریفی ۱۹۔ مشرف شدن حضرت محبوب سبحانی بزیارت کعبہ ۲۰۔ وفات حضرت محبوب سبحانی۔

اس کے بعد سے متصوفین کی اُن اہم شخصیات کا بیان ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے حلقۂ ارادت مندوں سے تھے۔

مضمون سوانح شیات، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)' زبان فارسی' شاعر و ناظم مُلّا بہاؤالدین متوؔ المتخلص بہا، متوفی ۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۲ء بعہد سکھہا، زمانہ تالیف تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی)' اول و آخر سے قدرے نامکمّل' کاتب و ناقل نامعلوم تاہم ستّر برس کا قدیم نسخہ' کاغذ کشمیری، نستعلیق سادہ، فولیو ۲۰۹، ابیات فی صفحہ ۱۲'

تقطیع ۱۹×۱۱،۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : داد علمی کہ داد او اوّل .... دوسرا مصرع کٹا ہوا۔

اختتام : مرقد ہر دو غریقِ رحمتِ نور سامعان ہم ز ذکر شان مغفور

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

407.

307

غوثیہ منظوم

مناقب محبوب سبحانی شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۶۱ھ ہجری (۱۱۶۶ء) میں ایک مبسوط اور مفصل تالیف ہے۔ غوثیہ مصنف کی پانچ مثنویوں یا خمسہ بہائیہ کا ایک حصہ ہے۔ علاوہ مناقب و احوالِ محبوب سبحانی کے، کشمیر میں سلسلۂ قادریہ کے اہم بزرگانِ کرام کے حالات کا بھی مجموعہ ہے۔

مضمون مثنوی (تذکرہ بزرگان کرام)، زبان فارسی، ناظم مُلّا بہاؤالدین متّوؔ متوفی ۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۳/۱۸۳۲ء، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن اخیر پر ابن مہجور کی تحریر کے مطابق کاتب پیر محمد شاہ ساکن نوبوگ عمّ بزرگوار غلام احمد مہجور کشمیری۔ ناقص الاول، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۵۰، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۷،

تقطیع : ۱۱½ × ۲۱½ سنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر)

از خدا خواستم برائے شما بدعا نور جانفزائے شما

اختتام : اے بہا یاد اولیاء اللہ داعیٔ داور و عطاء اللہ

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

273

308

فصل پنجم ذکر العُبّادین

خواجہ عبدالرحیم معروف بہ خواجہ شیخ کمان نقشبندی تاشقندی کشمیری، متوفی ۱۲ ربیع الاول
جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۰۰ ہجری (۱۳ مارچ ۱۷۸۶ء) کے احوال و کوایف کے بیان میں ہے۔ ذکر العابدین
کے مطابق خواجۂ مذکور سنہ ۱۰۹۹ ہجری (۱۶۸۸ / ۱۶۸۷ء) میں خواجہ محمد شریف کے گھر تاشقند
میں پیدا ہوئے تھے اور اپنی خانقاہ کے صحن واقع محلہ خانیار، سرینگر کشمیر میں دفن ہوئے۔

مضمون: تذکرہ، زبان فارسی نثر، مصنّف مولوی صدر الدین معاصر خواجہ عبدالرحیم
شیخکمان، زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی، کاتب رسول (غلام رسول)، سال کتابت
۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) خط نستعلیق صاف و عمدہ، کاغذ کشمیری، صفحات ۱۵، سطور فی صفحہ ۱۳،
تقطیع: ۱۳½ × ۲۳½ سنٹی میٹر۔ مخطوط نایاب ہے اور قابلِ اشاعت۔

آغاز: فصلِ پنجم از ذکر العبّادین تصنیف مولوی صدرالدین غفراللہ لہ کہ در
احوال بعضی از احوالاتِ مرشدی۔

اختتام: الٰہی نوّر من خدہ قلوب الطالبین و عیون سالکین
الیٰ یوم الدین بحق رحمۃ للعالمین۔

کاتب کا اختتامیہ: راقمہ رسول فی سنہ ۱۲۶۱ھ۔

115.

309

مثنوی واجد علی شاہ (؟)

سلطان واجد علی شاہ والئ اودھ کی بزبان اردو منظوم مثنوی ہے۔ اس میں سلطان
نے آغاز بچپن سے اپنی زندگی اور سلطنت کے حالات و کوائف منظوم کئے ہیں۔ اُن داشتہ

عورتوں کا بیان خصوصیت سے ہے جن سے واجد علی شاہ نے وقتاً فوقتاً مُتعہ کیا تھا۔ یہ مثنوی جو نہایت ضخیم وطویل ہے، سلطان کی عیاشی کے سلسلے میں ایک خود نوشت بیاض ہے۔ اس سے اُن کی زندگی کے مفصل حالات و کوایف دریافت کرنے میں حسب دل خواہ مدد ملتی ہے ساتھ ہی اُس زمانے کے لکھنو کی سماجی حالت اور اہم شخصیات پر بھی مُفصل روشنی پڑتی ہے۔ یہ امر کہ مثنوی کے مصنّف واجد علی شاہ ہیں، اس کا ثبوت ان اشعار سے ملتا ہے (ص ۶۴۷ اشعار ۶ تا ۸)

فلک جاہ عادل سلامٌ علیک　　جہاندار باذل سلام علیک

خوش آغاز و انجام واجد علی　　شہنشاہ اسلام واجد علی

دیا میں نے اُس کو جواب سلام　　بجالایا آئین خیر الانام

ابتدائی اور آخری اشعار دستیاب نہ ہونے کے باعث مثنوی کا متذکرہ صدر نام ظنّی ہے۔

مثنوی واجد علی شاہ کا پیش نظر نسخہ داستانِ دوم سے لے کر داستان یک صد و ہشتاد و پنجم (نامکمل) تک مشتمل ہے۔ ۱۸۴ داستانوں کی تمام ترسرخیاں لال روشنائی سے بزبان فارسی ہیں جو انیسویں صدی عیسوی تک اردو مصنفین کا عام دستور تھا۔

مضمون: سوانح عمری (بشکل مثنوی)، زبان اردو، مصنّف سلطان واجد علی شاہ آخری تاجدار لکھنو، زمانۂ تصنیف تقریباً ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء)

کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن خط کے انداز سے مصنّف کے اپنے زمانے کی تحریر، خط نہایت عمدہ اور اُستادانہ باریک نستعلیق، تعداد صفحات ۸۸۴، تعداد سطور فی صفحہ ۱۱، سنہری جداول کے مابین تحریر۔ بیشتر اوراق دیمک کھائے ہوئے سوراخوں کے حامل ۔۔۔

صفحہ ۶۵-۷۱ تک بہت زیادہ
نقصان زدہ، کاغذ دیسی لیکن
غیر کشمیری، اوّل و آخر سے ناکمل
تقطیع ۱۴½ × ۲۳ سنٹی میٹر

آغاز:

داستان دوم در باب متحرک شدن
امیرن و خواستن هن اورا و منفعل
شدن:

پلا ساقیا ساغر خوش گوار
کہ تھوڑی سی ہے زندگی کی بہار

صفحہ ۴۸۸ کا آخری بیت:

مزاج معلّیٰ تھا ہر چند سست   نہ تھے ہوش گرمی کے مارے درست

310

277.

مجالس النفائس

امیر علی شیر بن الوس یا کیچکنہ یا کیچینہ ملقب بنظام الدین کے ترکی تذکرہ مجالس النفائس کا فارسی ترجمہ ہے۔ مجالس النفائس تقریباً ساڑھے تین سو (۳۵۰) شعراء اور اعیان زمان کے مختصر احوال و کوائف پر مشتمل ہے۔ مجالس النفائس کے ترجمۂ فارسی کا کچھ حصہ تہران میں چھپ چکا ہے۔ مصنّف مجالس النفائس امیر علی شیر نوائی جمادی الاولیٰ کی اتوار ۹۰۶ھ (نومبر یا دسمبر ۱۵۰۰ء) کو بوقت صبح انتقال کر گئے۔

مضمون: تذکرۂ شعراء ترکی و فارسی، اصل مصنف (بزبان ترکی) امیر علی شیر نوائی زمانۂ تالیف پندرھویں صدی عیسوی کا وسط، مترجم بزبان فارسی نامعلوم، کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن کم و بیش تین سو برس پہلے کا لکھا ہوا، ناقص الاوّل و اخیر، خط نستعلیق باریک تذکرہ کے کُل ۳۹ اوراق (۸۰ صفحات) محفوظ، باقی غائب، کاغذ غیر کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۵، تذکرۂ مجالس النفائس پندرھویں صدی عیسوی کے شعراء اور اعیان کے حالات میں سند کی حیثیت رکھتا ہے، اور نایاب ہے۔ یہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے ترکی و فارسی اشعار کے نمونۂ کلام اور اُس کے حالات پر بھی مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ہی بابر کے فرزند محمد ہمایوں مرزا کے مختصر حالات اور فارسی نمونۂ کلام کا بھی حامل ہے۔ تقطیع: ۱۳ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: میگفتند و او بسیار متغیر شد، اما مرد خوش صحبت بود

اختتام: بتعریف و توصیف و خلقم مبین

بمن بین و در کہنہ دلقم مبین

اسی کے شروع میں دو اوراق (۴ صفحات) بزبان فارسی مصنف نامعلوم خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بحث سے متعلق ہیں۔ اور بعد کے ۴ ملحق اوراق (۸ صفحات) مشہور شعرائے فارسی کے کلام کی تشریح میں ہیں۔ زبان فارسی، مصنف و کاتب بوجہ ناقص اوّل و آخر ہونے کے نامعلوم، مضمون شعر و ادب۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

182. 311

مجموعۂ رسایل منظوم

حسب ذیل رسایل کا مجموعہ ہے: ۱۔ حضرت فاطمہ صفحات ۸۔

۲- معراج نامہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۸ صفحات۔

۳- قصۂ وجود نامہ ۳ صفحات۔

۴- محی الدین نامہ ۱۴ صفحات- تعداد ابیات ۱۷۰۔

۵- شمایل نامہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم ۶ صفحات

۶- یک معجزہ ۵ صفحات۔

۷- وفات نامہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم، صفحات ۳۱

۸- قصۂ نور نامہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

مضمون سوانح حیات، پیرایہ بیان نظم بشکل مثنوی، زبان دکھنی اردو، پہلے کا مصنف نامعلوم، دوسرے کا سید بلاقی، تاریخ کتابت روز دوشنبہ دوپہر، ۱۱ شعبان ۱۱۹۷ ہجری = ۱۴ جولائی ۱۷۸۳ء، تیسرے کا شیخ محمود، چوتھے کا محمد قادری پانچویں اور چھٹے کا نامعلوم، ساتویں کا شاکر اور آٹھویں کا سید عنایت نبیرہ شاہ محمد، تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۰۱ھ (۱۶۸۹-۱۶۹۰ء)، خطِ نسخ سادہ کاغذ غیر کشمیری، کُل تعداد صفحات ۱۷۳، اوسط تعداد سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۲۴ × ۱۳½ سنٹی میٹر

آغاز: روایت کتا ہوں سنو ای عزیز سنو دل کے کاناں سوں تم باتمیز

اختتام: ختم کر کو فاتحہ کیانت مدام بحق محمد علیہ السلام

کاتب کا اختتامیہ:

الٰہی بیامرز این ہر سہ را مصنف و قاری نویسندہ را

تمت تمام شد بالخیر

صفحۂ اول پر محمد عبد الرحمٰن عفی عنہ کی مہر

دکھنی اردو کے یہ پہلے دریافت شدہ رسایل ہیں اور غالباً نایاب اور غیر مطبوعہ ہیں۔

417. 312

مجموعۂ کتب

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل تصانیف شامل ہیں:

۱۔ رسالۂ مناقب، وصایا، و بیان سلسلۂ خانوادہ امیر کلال، ۴۸ اوراق، دو اوراق سے شروع میں ناقص، کاتب سعید الدین امام خانقاہ نقشبندیہ سرینگر، سال کتابت ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۲/۱۸۹۳ء)

۲۔ فقرات خواجہ عبید اللہ احرار و رسالۂ محبوبیت وغیرہ، ۸۰ اوراق، مصنف خواجہ محمد پارسا متوفی ۸۲۲ھ (۱۴۱۹ء) بعمر ۷۶ برس۔ کاتب و سنہ کتابت وہی جو رسالۂ نمبر (۱) کا ہے

محمد بن محمود بخاری المعروف بہ پارسا اکابر مشایخ نقشبندیہ سے تھے۔ سفر حج کے دوران مدینۂ منورہ میں بعمر ۷۶ برس فوت ہو گئے۔

۳- انیس الطالبین و عُدۃ السالکین ۱۳۱ اوراق مُصنّفہ صالح بن مبارک بُخاری: یہ کتاب مصنّف نے اپنے مرشد خواجہ عطّار کے اشارہ سے اُن کی وفات کے فوراً بعد ہی لکھی ہے خواجہ علاؤالحق والدین المشتہر بہ عطّار کی وفات شب دوشنبہ ۳ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ ہجری (۲ مارچ ۱۳۸۹ء) کو واقع ہوئی تھی۔ کتاب کا دوسرا نام مقامات نقشبند بھی ہے اور اسی نام کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ کاتب سعید الدین احمد امام خانقاہ نقشبندیہ سرینگر کشمیر، تاریخ کتابت ۱۲ ماہ جمید الثانی ۱۳۱۰ھ ہجری (یکم جنوری، روز یک شنبہ ۱۸۹۳ء)

مضمون تذکرہ و سوانح حیات، زبان فارسی نثر، خط نستعلیق سادہ و صاف، کاغذ دیسی کشمیری، مجموعہ کے کُل اوراق ۲۴۷، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع: ۱۶ × ۹، ۲۳ سنتی میٹر

آغاز: (ورق ۳ سے) بعد از آمدن از مدینہ حضرت رسول علیہ السلام حضرت سیّد اتا با جماعتی از کبراء اصحاب ایشان بدان موضع گذر کردند۔

اختتام: و آنچہ مینماید از کتاب و سنت و آثار صحابہ و سیرت سلف صالحہ است۔ قدس اللہ روحہ و افاض علینا برکاتہم بمحمد و آلہ و صحبہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر بعونہ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک از تحریر کتاب شریف انیس الطالبین المعروف بمقامات نقشبند رحمہ اللہ بتاریخ ۱۲ ماہ جمید الثانی ۱۳۱۰ھ ہجری از دست نادرست فقیر کمترین سعید الدین احمد امام خانقاہ نقشبندیہ فی بلدۃ الکشمیر برائے مخلص قلبی صابر جو چھان با تمام رسید۔

470

313

منقبت الجواہر

میر سیّد علی ہمدانی متوفّی ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ ہجری (۱۹ جنوری، جمعرات ۱۳۸۵ء)

کے احوال وکرامات میں متوسط درجہ کا رسالہ ہے۔ ترتیب مضامین یہ ہے :

حمدِ خدا و نعتِ رسول صلعم، عرضِ حالِ مصنّف و نام کتاب، نسب نامہ میر سید علی ہمدانی اس کے بعد اصل مضمون یعنی مرشد بن حضرت امیر اور ان کی کرامات و خوارق کا بیان ہے، جو آخر کتاب تک جاری ہے۔

مضمون تذکرہ و سوانح حیات، زبان فارسی نثر، مصنّف مولانا حیدر بدخشی مرید شیخ الاسلام و المسلمین حضرت عبداللہ برزش آبادی، سال تصنیف ۸۳۴ھ = ۱۴۳۰ عیسوی و ۱۴۳۱ عیسوی، ناقل و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الآخر نامعلوم۔ کتاب کا نام "منقبت الجواہر" تاریخی ہے جس کے اعداد ۸۳۴ ہیں اور یہی اس کا سال تالیف ہے۔ خطِ نستعلیق بھدّا، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۵۰، سطور فی صفحہ ۱۳۔ تقطیع : ۱۱ × ۴، ۱۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : حمد و ثنائے بے عدد مربیٔ نیاز یراکہ لا احصی ثناء علیک دلیل از دوستان اوست۔

مخطوطہ کی آخری دو سطریں : جناب سیادت بزبان مبارک چنان تقریر نمودند

کہ بلا ھائے برمارو - اخیر صفحہ پر" داده است" کی رکاب ہے۔

یاد رہے مولانا حیدر بدخشی میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کے دو واسطوں سے مرید تھے

منقبت الجواہر کا ایک مکمل فوٹو سٹیٹ نسخہ محمد امین ہمدانی ساکن خانقاہ معلیٰ کی تحویل میں

ہے۔ راقم الحروف محمد ابراہیم اس کا اردو میں ترجمہ کر چکا ہے جو چھپنے کے قریب ہے منقبت

الجواہر کا یہ (۴۷۰) دوسرا نسخہ ہے جو دستیاب ہے۔

---

13   314

نفحات الانس

نورالدین عبدالرحمن جامی (م ۸۹۸ھ = ۱۴۹۳ھ) کا ضخیم تذکرۂ اولیاء ہے۔

زبان فارسی اور نثر میں ہے۔ تمہید میں جامی کے اپنے بیان کے مطابق امام عالم و عارف ابو عبد الرحمن

محمد بن الحسینی السلمی نیشاپوری قدس سرہٗ نے مشایخ طریقت کے سیر و احوال میں" طبقات الصوفیہ"

نام کا ایک رسالہ تصنیف کیا تھا جو صوفیاء کرام کے پانچ طبقوں پر مشتمل تھا۔ اور ہر طبقے میں

بیس صوفیائے کرام کا بیان تھا۔ اسی تذکرہ کو شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری

(۱۰۰۶ - ۱۰۸۹م) ہروی نے بزبان دری طلباء و معتقدین کو املا کرایا تھا۔ چونکہ یہ کتاب

فارسی دری میں ہونے کے باعث عوام کے لئے ناقابلِ فہم تھی، ساتھ ہی ساتھ تاریخ ولادت

و وفات سے خالی تھی، نیز نئے بہت سے اشخاص تذکرۂ مذکور سے خارج تھے، اس لئے جامی

اپنے عہد کی جدید و فارسی میں پیش نظر" نفحات الانس" کا قلمی کارنامہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔ کتاب

کا پورا نام" نفحات الانس من حضرات القدس" (ف ۲) (ب) ہے۔ مؤلف نے اس کی تالیف کا

کام ۸۸۱ھ (۱۴۷۶ء) یعنی وفات سے سترہ سال قبل ہاتھ میں لیا اور اس کی تکمیل میں امیر

نظام الدین علی شیر نوائی کی تشویق و تحریک کو بڑا دخل ہے (فولیو ۲، الف)

اصل موضوع یعنی تذکرۂ صوفیا پر آنے سے قبل مندرجہ ذیل اقوال بطور تمہید بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ تمہید فی القول والولایۃ والولی (فولیو ۲ و ۳)

۲۔ القول فی المعرفت والعارف والمتعرف والجاہل (فولیو ۳ و ۴)

۳۔ القول فی معرفۃ الصوفی والملامی والفقر والفرق بینہم (فولیو ۴ - ۱۰)

۴۔ القول فی التوحید و مراتب و اربابہا (فولیو ۱۰ - ۱۲)

۵۔ القول فی اوصاف ارباب الولایت (فولیو ۱۲ - ۱۳)

۶۔ القول فی الفرق بین المعجزۃ والکرامۃ والاستدراج (فولیو ۱۳ و ۱۴)

۷۔ القول فی اثبات الکرامۃ الاولیاء (فولیو ۱۴ - ۱۷)

۸۔ القول فی انواع الکرامات وخوارق العادات (فولیو ۱۷ - ۱۸)

۹۔ القول فی انہ متی سمیت الصوفیۃ صوفیۃً (فولیو ۱۸ - ۲۰)

ان نو اقوال کے بعد صوفیاء کرام کا تذکرہ شروع ہوتا ہے اور ان میں سب سے پہلا نام ابو ہاشم صوفی کا ہے۔ اور سب سے بعد کا امرأۃ فارسیہ اور اُس کی کرامت کا۔

فولیو ۴۱۶، تقطیع ۱۰ × ۱۶ سنٹی میٹر، مضمون تصوّف، مکمل، کاغذ غیر کشمیری، تاریخ کتابت ندارد، خط نستعلیق سادہ باریک، جدول دوہری، تصحیح شدہ۔ تعداد سطور فی صفحہ ۱۷۔ پہلے تین ورق بعد کے تحریر ہیں اور کہیں پندرہ اور کہیں سولہ سطور کے حامل ہیں۔ مخطوطے کے اہم عنوانات اور تراجم (احوال) صوفیا سُرخی سے لکھے گئے ہیں۔ مخطوطے کا آغاز ان سطور سے ہوتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی جعل مرائی قلوب اولیائہ مجالی جمال وجہہ الکریم والاح منہا علی صفائح وجوہہم لوائح نورہ القدیم فصاروا بحیث اذا رأوا ذکر اللّٰہ والصلوۃ والسلام علی افضل من ارتفع حجب الکون .... امابعد می گوید پای شکستہ زاویہ خمول وگمنامی بن احمد جامی۔"

اور اختتام ان الفاظ پر

تمت باتمام رسید و باختتام انجامید کتاب نفحات الانس من حضرات القدس کہ مقصود ازاں شرح اخلاق وافعال وبیان ومقامات واحوال گرم روانی بود کہ بقدم صدق راہ سپردہ اند وبدوگام خطوطین وقد وصلت پی بکعبۂ مقصود ومطلوب بردہ اند ومورد اخلاق الٰہی شدہ اند ومظہر اسماء نامتناہی گشتہ حکمت در ایجاد عالم وجود ایشان است ومقصود از اظہار نبیین ونبات آدم مقام کشف وشہود ایشان۔

بعد ازاں آٹھ اشعار ہیں جن کا آخری شعر یہ ہے:

کارشان جز نفی ذات و وصف فعل خویش ہست

ای خدا چہ بود جامی را کنی در کارشان

نفحات الانس من حضرات القدس کے مصنف مولانا عبدالرحمٰن جامی ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ مطابق ۷ نومبر ۱۴۱۴ء میں پیدا ہوئے اور ۸۹۸ھ (مطابق ۱۴۹۲ء) کو انتقال فرما گئے۔ آپ کے حالات اردو فارسی کے متعدد تذکروں میں موجود ہیں۔ نفحات الانس کے موجودہ نسخے کی تاریخی اہمیت اُس وقت اور بھی بڑھ جاتی جب اُس کے اختتام پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج ہوتی۔ تاہم ظاہری شکل وصورت سے زیر بحث مخطوط دوسو برس قدیم معلوم ہوتا ہے۔

نفحات الانس من حضرات القدس

نورالدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی کی مشہور فارسی تصنیف ہے۔ نفحات الانس جس کا پورا نام "نفحات الانس من حضرات القدس" ہے عام طور پر صرف "نفحات الانس" ہی کے نام سے مشہور رہی ہے۔ نفحات مشہور مسلمان صوفیائے کرام اور مشایخ عظام کا تذکرہ یا سوانح حیات ہے۔ نورالدین عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ (۱۴۱۴ء) میں جام میں پیدا ہوئے جو خراسان کا مشہور قصبہ ہے، اور اُسی نسبت سے جامی کہلاتے ہیں۔ جامی فارسی اور عربی کے ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی اور تصوّف میں نقشبندی تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب امام محمد بن حسن شیبانی سے ملتا ہے جو امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگرد تھے۔ جامی ۱۷ محرم الحرام ۸۹۸ھ (جمعرات ۸ نومبر ۱۴۹۲ء) کو ہرات میں انتقال کر گئے۔

بلحاظ مضامین نفحات الانس کی ترتیب حسب ذیل ہے:

۱۔ مقدمہ در ذکر نام کتاب و تاریخ تصنیف۔

۲۔ القول فی الولایۃ والولی (ف ۲ و ۳)

۳۔ القول فی معرفۃ الصوفی والمتصوّف (ف ۳ - ۸)

۴۔ القول فی التوحید (ف ۸ و ۹)

۵۔ القول فی اصناف ارباب الولایۃ (ف ۹ و ۱۰)

۶۔ القول الفرق بین المعجزۃ والکرامۃ والاستدراج (ف ۱۰ - ۱۴)

۷۔ القول فی انہ متی سمیت الصوفیۃ صوفیۃ" (ف ۱۴ - ۱۶ الف)

۸۔ تذکرہ صوفیائے کرام از فولیو ۱۶ الف تا ف ۲۶۵ الف)۔

مضمون تذکرہ صوفیائے کرام، زبان فارسی نثر، مؤلف مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی
سال تالیف ۸۸۱ھ = ۱۴۷۶، ناقل و سالِ کتابت نامعلوم، لیکن کم از کم تین سو برس پرانا،
خطوط مختلف، نسخ، نستعلیق اور شکستہ، عنوانات لال روشنائی سے، محشّٰی اور تصحیح شدہ
کاغذ کشمیری، تعداد فولیو ۲۶۵ (الف)، سطور فی صفحہ ۱۷،
تقطیع : ۱۷ × ۲۴،۲ سنٹی میٹر، اخیر سے ناممکل۔

آغاز : الحمد للّٰہ الذی جعل مرآئ قلوب اولیائہ مجالی جمال
وجھہ الکریم۔

آخری عبارت :

جملہ در کہف فنا از ہستی خود خفتہ اند

لیک پندارند خواب آلودہ گان بیدار شان

نفحات الأنس صوفیائے کرام کے حالات میں ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میر سیّد
علی ہمدانی کے حالات کے لئے مخطوط کا فولیو ۲۱۶ ملاحظہ ہو۔

●

شعر و شاعری

(کُلیات، دیوان وغیرہ)

348. 3/6

ارمغانِ اقبال

ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم (م ۲۱ر اپریل ۱۹۳۸ء) کی نظم ارمغانِ حجاز سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ یہ نظم ۳۰ر اپریل ۱۹۳۹ء کو اٹلپور میں، جلسۂ اقبال ڈے (یومِ اقبال) پر پڑھی گئی تھی۔ اس میں شاعر کے دوست علامہ اقبال کی وفات پر غم انگیز جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔
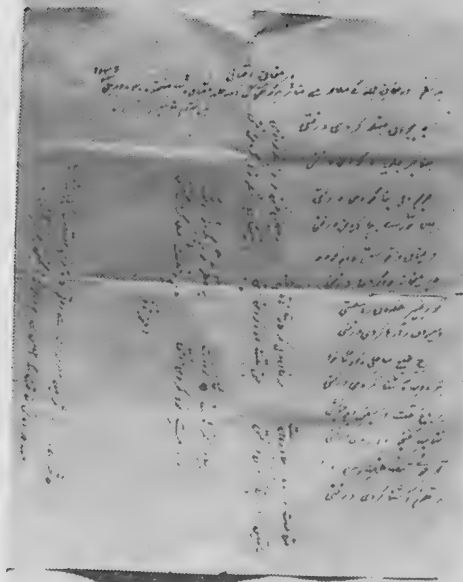
مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، شاعر چودھری خوشی محمد ناظر، بی اے، علیگ، گورنر کشمیر (۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۰ء تک)

شاعر کی خود نوشت،

خطِ نستعلیق عام تحریر کا،
کاغذ مشینی (مل کا)،
تعداد ابیات ۱۲،
تقطیع:
۵ء۱۶ × ۲۰ سنٹی میٹر

کاتب کا اختتامیہ بائیں جانب:- احقر ناظر۔

غالباً غیر مطبوعہ۔

اُشتر نامہ

شیخ فریدالدین عطّار کی صوفیانہ مثنوی ہے۔ تصوّف و معرفت کے حقایق قصص و حکایات کے انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ مثنوی کے ابیات کی تعداد ۲۳۰۰ ہے۔ تفصیل مضامین یوں ہے:

تمہید در حمد باری تعالیٰ، در نعت حضرت احمد مجتبیٰؐ، در معراج محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم، مقالت در بیان حقیقت اشیا، در نمودار این کتاب، در شرح دادن این کتاب فرماید، الحکایت الحکایت، در افتادن شاہباز در دست صیّاد، حکایت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سوال ہیچون از عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن عیسیٰ علیہ السلام، سوال دیگر از عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن عیسیٰ علیہ السلام، جواب دادن عیسیٰ علیہ السلام۔
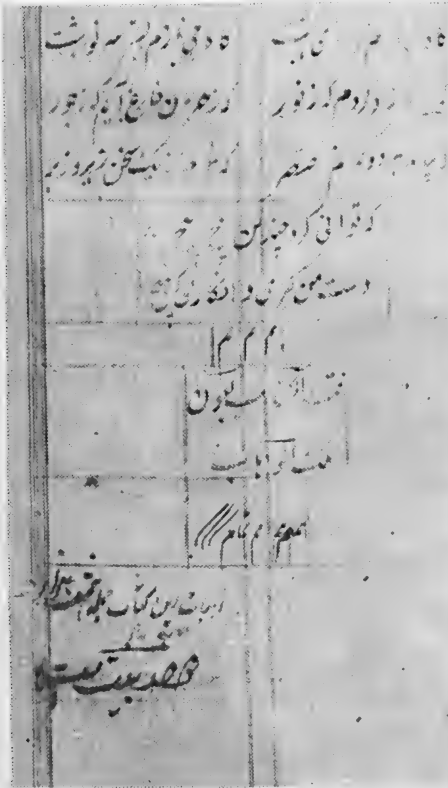
مخطوطہ انتہائی خوش خط نستعلیق میں مکتوب ہے۔ پہلا صفحہ مزیّن اور آراستہ ہے۔ گرداگرد سنہرے خطوط ہیں۔ جدول دوہری، کاغذ کشمیری۔ بلا تاریخ، لیکن وسط ۱۰ ویں صدی ہجری کی تحریر۔ تعداد فولیو ۶۸

تقطیع: تعداد سطور فی صفحہ ۱۵۔

آغاز: ابتدا بر نام حیّ لایزال — صانع اشیاء و ابداع جمال
از خرد بخشی کہ آدم ذات اوست — جملہ اشیاء مصحف آیات اوست

اختتام: تو اگر توراہت دانی یابی این — در پیٔ آن نور دل بشتاب بہین
اندریں رہ جملگی چوں حق بدید — حق بدید و حق بگفت و حق شنید

اخیر پر کاتب کے الفاظ یہ ہیں: "جملہ ابیات این کتاب اعمارے دو ہزار سہ صد بیت است۔"

3/8

مصیبت نامہ

کتاب کی اندرونی شہادت سے کتاب کا نام مصیبت نامہ محقّق (ثابت) نہ ہوسکا، تاہم ٹائٹل صفحہ پر "مصیبت نامہ" ضبط ہے۔ مصیبت نامہ آٹھ ہزار دو سو ابیات کی ضخیم فارسی مثنوی ہے جس میں سالک فکر کا سفر ۴۰ اشیاء کی طرف بیان کیا گیا ہے اور ہر سفر کے ضمن میں توضیحی غرض سے متعدد کہانیاں ہیں۔ کلیات شیخ فریدالدین عطّار میں "مثنوی مصیبت نامہ" کا درجہ پانچواں ہے۔ مطالب کی تقسیم حسب ذیل ہے:

حمد باری تعالیٰ (بلا عنوان) (فولیو ۲ - ۱۲)، نعت سید المرسلین و خاتم النبیین و رسول ربّ العالمین (فولیو ۱۲-۱۹)، مدح خلفائے الراشدین و صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (فولیو ۱۹ - ۲۹)، در فضیلت شعراء (فولیو ۲۹ - ۳۴)، در آغاز کتاب (فولیو ۳۴ - ۴۱)

فولیو ۴۱ سے مثنوی مصیبت نامہ مندرجہ ذیل ۴۰ مقالوں میں تقسیم ہوتی ہے:

مقالت سی و نہم رفتن سالکِ فکرت پیشِ دل (۲۳۵ - ۲۴۱)

مقالت چہلم رفتن سالکِ فکرت پیشِ روح (۲۴۱ - ۲۴۸)

در ختم کتاب مستطاب (۲۴۸ - ۲۶۰)

مذکورہ مقالات کے ضمن میں توضیح کے لئے متعدد قصص و حکایات بیان کی ہیں مخطوطہ مکمل و درست ہے۔ خط خوش خط نستعلیق۔ جدول دوہری، فی صفحہ اوسطاً ۱۵ سطور۔ کاغذ کشمیری، تاریخ کتابت ندارد۔ تقطیع درمیانی، تعداد فولیو ۲۶۰۔ پہلا فولیو منقش و مزیّن۔

آغاز : حمد پاک از جانِ پاک آن پاک را

کو خلافت داد مشتِ خاک را

اختتام : گر توانی کرد چندین پیچ پیچ

دستِ من گیری و انگاری کہ ہیچ

خاتمہ پر کاتب کی اپنی عبارت یہ ہے: "تمت الکتاب بعون ملک الوہاب تم تم تم تمام شد ابیات این کتاب جملہ ہشت ہزار و دو صد بیت است۔"

---

312. 3/9

اکبر نامہ منظوم

اکبر نامہ کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا مخطوطہ زیر نمبر ۱۳۰ مندرج ہوچکا ہے۔ تفصیل مضامین اور مصنّف کے سوانح حیات وہیں ملاحظہ ہوں۔ اکبر نامہ کا یہ نسخہ پہلے نسخہ کے بالمقابل زیادہ خوشخط اور صاف ہے۔ البتہ کہیں کہیں اشعار اور مصرعے ادھورے چھوڑ دئے گئے ہیں۔

مضمون : منظوم رزمیہ، زبان فارسی، مؤلف مُلّا حمید اللہ شاہ آبادی متوفّی ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۷ - ۱۸۴۸ء)، تاریخ تالیف ۱۲۰۷ھ (۱۷۹۳ء) جیسا کہ اس بیت سے مفہوم ہے :

چو ایں تیرِ فکرت بروں شد ز شست   ز ہجرت ہزار و دو صد ہفت ہست

کاتب نامعلوم، تاریخ نقل ۲۹ ذی القعدہ ۱۳۰۷ھ (جمعرات، ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء) خطِ نستعلیق، عنوانات لال روشنائی سے، کاغذ کشمیری، کہیں کہیں اشعار ادھورے، فولیو ۱۳۵، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع: ۱۵.۱ X ۲۶.۷ سنٹی میٹر۔

آغاز: خدایا جہاندار اکبر توئی   کرم گستر و بندہ پرور توئی

اختتام: برحمت چو شد ختم گفتارِ من   الٰہی برحمت بکن کارِ من

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد کتاب اکبر نامہ من تصنیف غفران پناہ مُلّا حمید اللہ شاہ آبادی فی التاریخ بیست و نہم شہر ذوی القعدہ سال ۱۳۰۷ہجری۔

اکبر نامہ مُلّا حمید اللہ افغانستان میں چھپ چکا ہے اور اُس کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر، سرینگر کی قلمی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

یاد رہے مصنّف نے اکبر نامہ ایک شخص کے اس طعنہ پر ایک سال کی مدت میں ختم کیا ہے کہ اہلِ سخن اُٹھ چکے ہیں، ضمن میں طعنہ دینے والے کو خاموش کرنے کے لئے اپنی دیگر تصانیف بھی ذکر کردی ہیں۔ اکبر نامہ تاریخ افغانستان اور کشمیر کے سکھ دورِ حکومت پر اچھی خاصی سند ہے۔

---

175.   319

بیاضِ شعرائے فارسی

فارسی کے نامور قدیم شعراء کے کلام کا انتخاب ہے جس میں فارسی شاعری کی ہر متداول صنف کا التزام کیا گیا ہے۔ یہ اصناف ہیں غزلیات، مناجات، مثنویات، قطعہ بند، مقطعات، رباعیات، مخمس، مستزاد، افراد اور بحرِ طویل۔ اخیر پر نثر میں چند لطائف و حکایات ہیں، جو منقول کے عنوان سے بیان کی گئی ہیں۔ بیاض کی ترتیب مضامین یہ ہے:

۱۔ غزلیات از صفحہ ۱ - ۸۔

۲۔ مناجات ص ص ۸ - ۲۶۔

۳۔ مثنویات ص ص ۲۶ - ۶۶۔

۴۔ قطعات (ص ص ۶۶ - ۱۰۱)

۵۔ رباعیات (۱۰۱ - ۱۲۰)

۶۔ مخمس (ص ص ۱۲۱ - ۱۳۱)

۷۔ چیستان (ص ص ۱۳۱ و ۱۳۲)

۸۔ مستزاد (ص ص ۱۳۲ - ۱۳۴)

۹۔ مخمس مستزاد، رباعی،

فرد ص ص ۱۳۴ - ۱۴۰۔

۱۰۔ بحر طویل ص ص ۱۴۰ - ۱۵۰۔

۱۱۔ نقل ص ص ۱۵۰ - ۱۶۹۔

مضمون شعر و ادب (انتخاب نظم و نثر شعرائے فارسی)، زبان فارسی، انتخاب کنندہ نامعلوم، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، کرم خوردہ ناقص الآخر صفحات ۱۶۹، سطور فی صفحہ ۱۰،

تقطیع : ۹ × ۱۵½ سنٹی میٹر۔

آغاز : ایں چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنۂ و شری بینم

انجام : تقدیر او بود بشنیدن۔

بیاض مذکور انتہائی نایاب ہے اور بہت سے گمنام شعراء کے کلام پر مشتمل ہے۔

6. 320

تحفۃ العراقین

خاقانی شیروانی کی فارسی کی منظوم مثنوی ہے جس میں عراقین یعنی عراق و شام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اس سے قبل شاعر آغاز میں اپنے شاعرانہ کمالات کے بیان سے بھی نہیں چوکتا۔ مثنوی جو تقریباً 3150 اشعار پر مشتمل ہے، درحقیقت شاعر کا منظوم سفرنامہ ہے جو دوران حیات میں اُس نے بغداد، دمشق اور حلب وغیرہ کا کیا ہے۔ اس تحفہ میں وہ عراق سے کم، البتہ شام اور اُس کی خوبصورت سرزمین اور لوگوں سے زیادہ متاثر ہے۔ عراق کے صوبۂ خوزستان کو جو بحالتِ موجودہ مملکتِ ایران کا ایک حصہ ہے، خاقانی زمین پر جہنم زار سے کم نہیں قرار دیتا۔ سیاحت شام کے دوران شاعر جن اشخاص سے متاثر ہوا ہے ان کا ایک ایک کر کے نہایت اور قابل فخر بیان ہے۔

مخطوط 21 × 12 سنٹی میٹر کی تقطیع پر ۱۵۸ فولیوز پر مشتمل ہے۔ کاغذ کشمیری، صحیح و دُرست حالت میں ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ چودھویں صدی ہجری (۱۹ویں اور ۲۰ویں صدی عیسوی) کے مشہور کشمیری خوش نویس میرزا حیدر کے قلم کی تحریر ہے۔ تاریخ کتابت غرۂ شہر ربیع الثانی ۱۳۰۷ ہجری (۲۵ نومبر ۱۸۸۹ء) ہے۔ خط نستعلیق سادہ باریک۔ شاعر کا نام خاقانی اگرچہ مخطوط کے تقریباً ہر صفحہ پر نظر سے گزرتا ہے، تاہم کتاب کا نام "تحفۂ عراق و شام" کے عنوان سے مثنوی

کے آخری فولیو ۱۵۸ (الف) پر درج ہے۔ تحفہ کا اختتام جمال الدین والملتہ صدر الدین صدر الاسلام ملک شام کے فضایل و اوصاف حمیدہ پر ہوتا ہے اور غالباً اسی کے نام سے معنون بھی ہے۔ تحفۃ العراقین خاقانی، خاقانی شروانی کے اپنے عہد کی مشہور ہستیوں کے حالات زندگی کے سلسلے میں ایک سند ہے اور اس لحاظ سے اس کی حیثیت خالی خولی ادبی مثنوی کی نہیں، بلکہ تاریخی بھی ہو جاتی ہے۔

خاقانی جس کا اصلی نام افضل الدین ابراہیم الحقائقی (۱۱۰۶ — ۱۲۰۰ء) گنجہ میں پیدا ہوا اور تبریز میں وفات پا گیا۔ کچھ عرصہ موصل میں بھی رہا۔ تحفتہ العراقین اُس نے اُسوقت منظوم کی جب وہ مکّہ کے حج کے سلسلے میں عراق اور شام سے گزرا تھا۔ دراصل یہ کتاب اُن تاثرات کا بیان ہے جو اُس نے ان ممالک اور وہاں کی شخصیتوں کے مشاہدے کے بعد قایم کئے۔ مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے:

حسب الفرمایش عالیشان رفیع المکان
عزت سادت توامان جناب خواجہ
سیف الدین صاحب بہادر دام اقبالہ
تحریر بتاریخ غرہ شہر ربیع الثانی
حررہ میرزا حیدر خوشنویس
سنہ ۱۳۰۲

ماییم نظّارگانِ غمناک	زی حقّهٔ سبز و مهرهٔ خاک
کاین حُقّه و مهره تا بجا بند	سر کیسهٔ عمر می‌گشایند
وین طرفه که بر بساطِ فرمان	مُهرهٔ زمن است و حُقّه گردان

اور اختتام ان ابیات پر :

کز ہرچہ بہ بارگاہ دینست | از عدل دراز عمر زینست
نورالانوار بر سرش باد | رب الارباب یاورش باد
این دعوت را بگاہ تہلیل | آمین آمین کناد جبریل

اخیر پر کاتب کی اپنی عبارت یہ ہے :

حسب الفرمایش عالیشان رفیع المکان عزت سادات توانان جناب خواجہ سیف الدین صاحب بہادر دام اقبالہ تحریر بتاریخ غرۂ شہر ربیع الثانی حررہ میرزا حیدر خوشنویس ۱۳۰۷ھ

52. 321

تحفۂ خلوت

فارسی کے مشہور شاعر جمال الدین سید محمد المتخلص بہ عرفی کی بطرز مناجات صوفیانہ مثنوی ہے۔ دلی جذبات اور ندامت گناہ کا بیان نہایت خوب ہے۔ ابتداءً مصنف نے حمد باری بعد ازاں نعت رسول اور کیفیت معراج اور اخیر میں اپنی کوتاہیوں اور معرفت خداوندی میں عشق کا بیان کیا ہے۔ بار بار عرفی تخلص کا ذکر اس امر کا ثبوت ہے کہ شاعر مثنوی کو مناجات کا رنگ دینا چاہتا ہے۔ عرفی شیراز کا باشندہ تھا۔ اکبر کے عہد میں وارد ہند ہوا۔ عالم شباب میں فوت ہو گیا۔ فیضی سے اُس کی شاعرانہ چشمک فارسی شعر و ادب کا اہم باب ہے۔ عرفی نے یہ مثنوی فیضی کی مثنوی نلدمن کی بحر میں لکھی ہے، لیکن اُس کے مقابلے میں زیادہ تر خیالی ہے جبکہ فیضی کی مثنوی نلدمن بیانیہ اور عشقیہ ہے۔ عرفی کی مثنوی تحفۂ خلوت صوفیانہ خیالات کے بیان میں بے مثال ہے۔ اس لحاظ سے اس مثنوی کا مقابلہ جامی کی تحفۃ الاحرار سے نہایت عمدہ طور پر ہو سکتا ہے۔

آغاز : موج نخست است ز بحر قدیم | بسم اللہ الرحمان الرحیم

اختتام پر مرمّت کی غرض سے کاغذ بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ کتابت و نام ناقل نامعلوم، تاہم بظاہر گیارھویں صدی ہجری کی نقل ہے۔

فولیو ۵۸

تقطیع : ۱۱ × ۱/۲ ۱۹ سنٹی میٹر

پہلے دو اور آخری دو ورق کرم خوردہ،

کہیں سرخ مشینی کاغذ سے مرمت۔ ڈبل

لائن سنہری جداول کے مابین تحریر، کاغذ

کشمیری، فی صفحہ سطور ۱۵، ٹائٹل صفحہ

پر مُلّا محمد صدر الدین مُفتی کی مُہر

سال مُہر ثبت ۱۱۸۰ = ۱۸۶۹ء۔

مرمّت شدہ، مجلد۔

صفحۂ اول معمولی سا مزیّن۔

نستعلیق خفی۔

322

468. تذکرۃ الکبار

۷۲ اشعار کا یہ قصیدہ کسی شخص مرزا اسعد الدین کی مدح ہے۔ مرزا اسعد الدین کا تعلق حکومت جموں و کشمیر کے محکمہ شالی اسٹور سے تھا۔ بقول شاعر مرزا صاحب اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ منطق اور علم کلام انہیں کے دست باوجود سے فیضیاب ہوئے تھے۔ ہوشنگ اور آبتین وقت تھے۔ جب سے آپ محکمہ پر جلوس فرما ہوئے ہیں، ... سے شالی گرد و غبار سے

خالی ہوگئی ہے۔ گھاٹوں کے منصب اُن کی بدولت گرامی اور معزز ہوگئے ہیں۔ وقت کے حاتم اور ملجائے فقراء ہیں۔ یہی کیفیت اُن کے فرزند میرزا محی الدین مختار کی ہے۔ بھائی میرزا غلام مصطفیٰ حقیقی معنوں میں عشقِ مصطفیٰ کے حامل ہیں۔ غالباً یہ میرزا غلام مصطفیٰ وہی تھے جو بیسویں صدی عیسوی کے تیسرے اور چوتھے عشرے میں مہاراجہ ہری سنگھ آنجہانی (متوفی ۱۹۵۴ء) کی جانب سے گورنر کشمیر رہ چکے تھے۔

مضمون شعر و سخن (قصیدہ بطرز مثنوی)، زبان فارسی، شاعر اسد اللہ، تاریخ نظم ۱۳۴۶ ہجری (۱۹۲۸/۱۹۲۷ء)، قصیدہ کا نام اور تاریخ اخیر کے ان دو اشعار میں مندرج ہے:

این نامہ بگاہ اختتامش　　تذکرة الکبار نامش

رو از سرو پاے بے وتابش　　گو "تبصرة الکبار" سالش

"تبصرة الکبار" میں سے جب ب، اور الف کے اعداد جمع کرلئے جائیں، تو ۱۳۴۶ رہ جاتے ہیں۔ اور یہی عدد قصیدہ کا سالِ نظم ہے۔ کاتب غیر مذکور، غالباً خود شاعر اسد اللہ، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۲۷، صفحات ۶، تقطیع: ۱۴.۵ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: مدحیکہ بود طراز خامہ　　دیباچۂ نامہ خواست خامہ

اختتام: از نام سلام بلکہ سہ لام　　تعریف بدین نمودہ آن نام

چون دین معرّف کردہ آید، الدین شود، ہرگاہ سلام بران آوردہ شود سلام الدین بحصول انجامد۔

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

میرزا اسعد اُنیسویں صدی کے مشہور شعرائے کشمیر میں سے تھے۔ فارسی میں،

177. 323

دیوانِ مصحفی

اردو کے نامور شاعر غلام ہمدانی مصحفی معاصر انشاء اللہ خان انشاء کے اُردو دیوان کا ایک نامکمل نسخہ ہے۔ دیوان کی ترتیب روایتی انداز میں اُردو کے حروفِ تہجی پر مبنی ہے۔ مصحفی امروہہ ضلع مراد آباد' یوپی کے رہنے والے تھے۔ ۱۷۵۰ء میں پیدا ہو کر ۱۸۲۴ء میں بعمر ۷۴، برس فوت ہو گئے۔

دیوانِ مصحفی کا موجودہ نسخہ ردیفِ الف (نامکمل) سے ردیف واو تک ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات)' زبان اردو، مصنّف غلام ہمدانی مصحفی امروہوی' زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی کا اخیر اور انیسویں صدی عیسوی کا آغاز' ناقل و کاتب نامعلوم' البتہ مخطوطہ کے اختتام پر لال روشنائی سے ایک نوٹ درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطہ مذکورہ مصحفی کی عمر میں لکھنؤ میں نقل ہوا، اور وہیں کی یادگار ہے۔ خطِ نستعلیق بھدّا، کاغذ اکبر آبادی' فولیوز ۹۶' سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۸ و ۱۱ × ۱/۲ ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز:

شیرینیٔ آرام سی میخانہ میں میری
کہ تکیہ تھا تلی سر کی میری خشتِ خُم کا
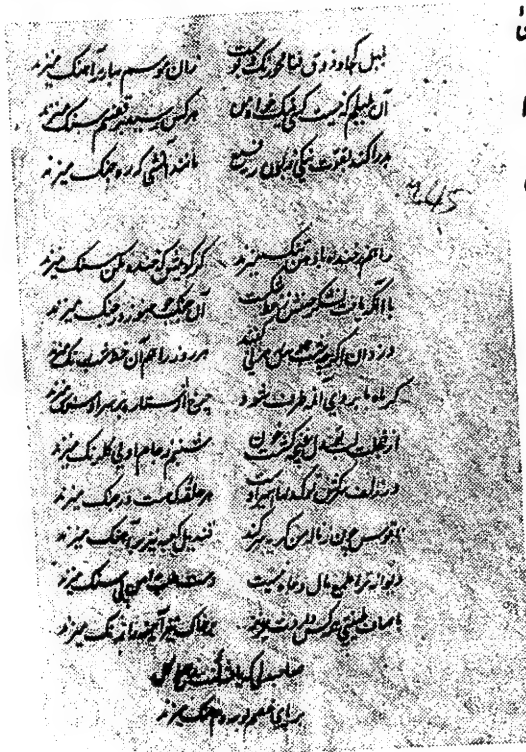
انجام : اپنی جگہ میں شب او نہیں کرنی نصیحتیں سنکی یہ نازسی کہا ......

173. 324

دیوانِ مفید بلخی

مفید بلخی کی فارسی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ دیوان کی ترتیب حروف تہجّی کے مطابق ہے مفید بلخی کے حالاتِ زندگی دریافت نہ ہوسکے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور بارھویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کے وسط کا فارسی شاعر تھا۔ اس موقعہ پر ہندوستان میں اُس کی اچھی خاصی شہرت تھی۔ اور غالباً ہندوستان آیا تھا۔

مضمون ادب و شعر (غزلیات)' زبان فارسی' شاعر مفید بلخی' زمانہ' تالیف بارھویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کا وسط بعہد محمد شاہ بادشاہِ غازی' ناقل و کاتب دولت رائے' مقام نقل بلدۂ لکھنؤ' تاریخ نقل پنجم شہر شعبان ۲۴ سنہ محمد شاہی مطابق ۱۱۵۴ھ ہجری (پیر' ۵ اکتوبر ۱۷۴۱ء)' مخطوط آغاز کے ورق پر کسی شخص سید مہدی علی خاں کی مُہر کا حامل ہے جو غالباً اس کا مالک تھا۔ مُہر کا سال ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) ہے۔ خطِ نستعلیق پختہ مایل بہ شکستہ' کاغذ غیر کشمیری' فولیوز ۶۰' سطور فی صفحہ ۱۱۔

تقطیع : ۱۰،۳ × ۱۸،۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : اے خون گرفتہ' لب لعلت پیالہ ھا
منسوخ در قلمرو خطت رسالہ ھا

اختتام : حاجت نبود یاریٔ بیگانہ' و خویشم
قانع چو مہ از پیر فلک با کم و بیشم
از محرم و بیگانہ مرا ہیچ غمی نیست
چوں بند قبا در گرہ از پہلوئے خویشم

کاتب کا اختتامیہ :

باتمام رسید دیوان غزلیات مفید بلخی رحمت اللہ علیہ بتاریخ پنجم شہر شعبان ۲۴ سنہ محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۵۴ھ ہنگام بودن بلدۂ لکھنو بخط شکستہ نیاز مند دولترائے۔

متذکرہ صدر عبادت "ہنگام بودن بلدۂ لکھنو" سے یہ مطلب بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مفید بلخی اس وقت لکھنو میں موجود تھا۔

بہر کیف نسخہ نوادرات سے ہے۔ اور جناب جگموہن لال ایڈوکیٹ مائی تھان آگرہ کی تحویل میں رہ چکا ہے۔

---

271. 325

دیوانِ واقف

غزلیات، ایک ترجیع بند اور ایک ترکیب بند کا مجموعہ ہے۔ غزلیات کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے، اور فولیو اول سے فولیو ۱۸۲ تک ممتد ہے۔ ترجیع بند فولیو ۱۸۲ کے وسط سے شروع ہو کر فولیو ۱۹۱ تک پھیلا ہوا ہے اور ترکیب بند فولیو ۱۹۱ کے اخیر سے فولیو ۱۹۲ کے اخیر تک ہے۔ واقف کے دیوان کا یہ نسخہ حسن شاہ نقشبندی نے جس کے عنوان کے صفحہ پر دستخط

ثبت ہیں۔ ایک روپیہ مساوی دو روپیہ ضرب خام معرفت حکیم عبد صاحب کسی نامعلوم شخص سے خریدا تھا۔ تاریخ خرید ۵ ماہِ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ (پیر، ۲۹ اپریل ۱۸۸۶ء) تھی۔

مضمون: دیوان اشعار، زبان فارسی، شاعر نور العین واقف لاہوری، زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و تاریخ کتابت غیر مندرج، خطِ نستعلیق معمولی، اشعار دو کالموں میں تحریر، لوح کا صفحہ (نصف) پیپر ماشی کی نقاشی کیا ہوا، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۹۲، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۳ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای ببزمِ شوقِ تو نالان بہر سو سازها
رفتہء در ہر گوشۂ زان سازها آوازها

اختتام: تو با ہمخوارگان انباز بودی   تو مفتونِ اداؤ ناز بودی
تو مجنونِ اداؤ ناز بودی   تو واقف رند و شاہد باز بودی
ترا من پارسا دانستہ بودم

کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر و برکت، تمت الکتاب بعون الملک الوہاب۔

دیوان واقف لاہوری کے متعدد قلمی نسخے جن میں ایک انتہائی خوش خط ہے، محکمۂ تحقیق و اشاعت (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ) حکومت جموں و کشمیر، واقع کشمیر یونیورسٹی اقبال لائبریری حضرت بل سرینگر کشمیر میں محفوظ ہیں۔ دیوان واقف لاہوری اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ ایک اور بہت خوش خط نسخہ محکمہ آرکائیوز سرینگر کے کتب خانے میں موجود ہے۔

---

137.   326

ساقی نامہ

شراب، ساقی، مطرب اور رقاصوں کے متعلق ظہوری کی منظوم مثنوی ہے۔ یہ اُس نے قیام

دکن کے دوران لکھی ہے، جب اُس کا تعلق ابراہیم عادل شاہ والئ دکن کے دربار سے تھا۔ ظہوری کی پیدائش اور وفات کے لئے ملاحظہ ہو" نورس" مخطوطہ نمبر ۱۳۱۔ ساقی نامہ فارسی میں پہلی کتاب ہے جو مختلف عنوانات کے ساتھ تفصیل سے لکھی گئی ہے۔ اس کے عنوانات حسب ذیل ہیں :

در تعریفِ شراب نوشی، در تعریفِ بہار، خطاب بازاہد، تعریف میخانہ، تعریف اہلِ میخانہ، تعریف می فروش، تعریفِ ساقی، تعریفِ شراب، خطاب بہ ساقی، در مذمت روزگار، در مذمتِ اہلِ روزگار، خطاب بہ ساقی، در تعریفِ دِل، خطاب بہ ناصح، در تعریفِ عشق، در بیانِ شام، خطاب بمطرب، غزل، خطاب بساقی، غزل، اس کے بعد سے رکاب ٹوٹتی ہے یعنی چند صفحات غائب ہیں، در تعریف تیغ، در تعریفِ بزم پادشاہ، تعریفِ پان، تعریفِ مطربان، تعریفِ رقاصان تعریفِ اہلِ مجلس، تعریف شب وشمع وچراغ،

مضمون شعر وسخن، مثنوی جس کا تعلق گیارھویں صدی ہجری کے دکنی سماج سے ہے، زبان فارسی، شاعر ظہوری ترشیزی متوفی ۱۰۲۶ھ (۱۷/۱۶۱۶ء)، زمانۂ تصنیف گیارہویں صدی ہجری (سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی) ناقل وسالِ نقل ندارد، اول، آخر اور ورق ۳۰ کے بعد نامکمل، اول سے آخر تک محشّٰی، خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ کشمیری، اوراق ۴۱، (صفحات ۸۲)، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۶ × ۲۵ سنٹی میٹر۔

مخطوطہ کا آغاز : زخم خانۂ فیض ہر بامداد ‏ ‏ ‏ ‏ بجام طلا رایت صبح داد

مخطوطہ کا آخری شعر:

بر آرد سُہا چرخ آئینہ فام ‏ ‏ ‏ ‏ ز جرمی کہ در نیمہ گردد تمام

ساقی نامہ ظہوری ہندوستان میں فارسی تعلیم کے سلسلہ میں داخل درسیات (نصاب) رہ چکا ہے، اسلئے قلمی اور مطبوعہ دونوں صورتوں میں اس کے نسخے دستیاب ہیں۔

ساقی نامہ

شراب اور اُس کے لوازمات یعنی میخانہ، ساغر و صراحی اور خُم وغیرہ کی تعریف میں چودہ ہزار ابیات کی منظوم مثنوی ہے۔ مصنّف نے یہ ساقی نامہ برہان الملک شاہ دکن کے ایماء سے لکھا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں ساقی نامہ کے ضمن میں شاہ برہان الملک کی تعریف میں (فولیو ۴۷ - ۵۶) ایک طویل مثنوی اور اُس کے فوراً بعد ہی "بزم بادشاہ" کی صفت میں بیس اشعار کی ایک نظم ہے۔ ساقی نامہ سے شاعر کے معاصر ہندوستانی سماج پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً پان کی تعریف، مطربوں اور گویّوں کا بزم میں آنا، رقص اور جھانجھنوں کی آواز کا سُریلا پن وغیرہ وغیرہ۔

مضمون شعر و ادب، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، زبان پارسی، شاعر ظہوری ترشیزی یا ترُبتِ خراسانی، زمانۂ تصنیف گیارھویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی)، کاتب کا نام جان بوجھکر مٹا دیا گیا ہے۔ تاریخ کتابت ۵ شہر شعبان المعظم، سنہ کیڑوں کی نذر ہو چکی ہے۔ خطِّ نستعلیق عمدہ خوشخطی کی جداول کے مابین تحریر، صفحۂ اوّل پر اس کے کسی سابق مالک "برج ناتھ" کی بحروفِ انگریزی مُہر، کاغذ کشمیری، فولیوز ۲۲۸، سطور فی صفحہ دس، تقطیع: 9 x ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را ثریا دہ طارم تاک را

اختتام: کہ گردد ..... تمام چو در آخر نامہ زو والسلام

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون الملک الوہاب حسب الامر...... نسخۂ ساقی نامہ.... پنجم شہر شعبان المعظم.... بوقت عصر.... معاف فرمایند۔

الٰہی ہر آنکس کہ ایں خط نوشت

عفو کُن گناہش عطا کُن بہشت

سی غزلی

حروفِ تہجّی کی ترتیب پر مبنی تیس غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ماسوائے ضاد کے تمام حروف میں ایک ایک غزل منظوم کی گئی ہے۔ جلد ساز کے سہو سے ترتیب میں کافی بے ترتیبی ہے۔ موجودہ سی غزلی کے مخطوطے کی ردیف وار ترتیب یوں ہے:

ردیف الف، ب، پ، ت، ث، ج، چ، ح، خ، د، ذ، ردیف ع کے چار اشعار غ ظ، ردیف ع کے چار اشعار، ردیف ص کے دو اشعار، ردیف ط، ردیف ض کے چھ ابیات غزل دوم در ردیف ضاد، ردیف ش (مقطع) کا ایک شعر، ردیف صاد، ردیف ضاد کے دو شعر، ردیف

س، ش، ردیف ز، ژ، ردیف س کا ایک شعر، ردیف ذ کے دو شعر، ردیف ر، ردیف ز کے تین شعر، ردیف ف، ق، کاف، کاف فارسی (گ)، ل، م، ن، و، ہ، لا اور ی۔

مضمون شعر و شاعری (غزلیات یا سی غزلی)، زبان فارسی، شاعر عبدالوہاب شایق کشمیری، امام مسجد موضع دچھنہ پرگنۂ کھویہامہ، زمانۂ تالیف بارھویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کا ربع آخر مصنّف کا خود نوشت
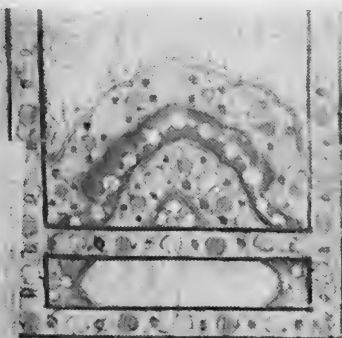
تاریخ تحریر ۱۶ صفر ۱۱۷۴ہ ہجری (سنیچر، ۲۷ستمبر ۱۷۶۰ء) شاعر نے اخیر پر اپنی تحریر کے مطابق سی غزلی کا یہ نسخہ خواجہ محمد رضا بانگی ساکن کادی کدل کے لئے لکھا ہے، خطِ نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۱۲، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰٫۵ × ۱۷٫۶ سنٹی میٹر۔

ابتداء : ای سنگدل ز حالم غافل مشو خدا را   تو شاہ مُلکِ حُسنی رحمی بکن گدا را

اختتام :   یا رب از انعام عامت دہ بشایق شُہرۂ

لُطفِ خاصت آمدہ حاجت روائی زندگی

مصنّف کا جو خود کاتب بھی ہے، اختتامیہ :

تمت بمنہ وکمال کرمہ ۱۶ صفر ۱۱۷۴ہ ہجری راقمہ ناظمہ این سی غزل برای خواجہ محمد رضا بانگی ساکن کادی کدل۔

شایق کی سی غزلی کا یہ نسخہ غیر مطبوعہ ہونے کے ساتھ نادر و نایاب ہے۔

309/1   329

سی غزلہ

حروف تہجّی کی ترتیب کے مطابق ہر ردیف میں ایک غزل کا حامل سی غزلہ ہے۔ نام کے اعتبار سے چاہیئے تھا کہ یہ مجموعہ تیس غزلیات پر مشتمل ہوتا، لیکن موجودہ مجموعہ صرف ۲۶ غزلیات کا حامل ہے۔ ردیف ۂ اور ی کی غزلیات قلم انداز کر دی گئی ہیں۔ یہ سی غزلہ رسول محمد جیو کی فرمایش پر لکھا گیا ہے۔ ردیف کی ہر غزل کا ہر شعر جس حرف سے شروع ہے، اُسی پر ختم ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات)، زبان فارسی، شاعر امیرا، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۰، سطور فی صفحہ ۹، تقطیع : ۱۲ × ۲۱٫۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء : ایدلِ محزون شدہ جور و جفا گرچہ دیدی عمر خود زان بے وفا

اختتام : وضو از خونِ دل کردہ چو منصور امیرا خوش سخن بردار من شو

کاتب کا اختتامیہ : بفرمایش رسول محمد جیبوسی غزلی کردۂ امیر خان

---

309 330

سی غزلہ

حروف تہجّی کی ترتیب پر مبنی مکمل تیس غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ہر ردیف میں ایک غزل ہے۔ اس کا مقصد بیت بازی میں جو گذشتہ زمانے میں بجائے مشاعروں کے شعراء کا محبوب مشغلہ تھا، مدد پہنچانا تھا۔ ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس صورت میں ادبی ذوق کی تربیت کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ اشعار حافظہ میں محفوظ رکھے جا سکیں۔ سی غزلوں سے قدیم زمانہ کی ادبی روایت پر بھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اور دیوان کی ترتیب کا مختصر طریقہ ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات)' زبان فارسی' شاعر محمود، زمانۂ تدوین نامعلوم' کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق معمولی' کاغذ کشمیری' فولیو ۱۳، سطور فی صفحہ ۱۱،

تقطیع : ۲۱ و ۸ × ۱۲½ سنٹی میٹر۔

ابتداء : اے داغ بر دل از غم خالِ تو لالہ را

شرمندہ ساخت آہوئے چشمت غزالہ را

اختتام : یافتہ محمود بر در آں آں دو شاہ این گدا را ہم دراں دربار بودی کاشکے

محمود کے سی غزلہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جس حرف سے ردیف کی غزل کا ہر شعر شروع کیا گیا ہے، اُسی حرف پر اُس شعر کا اختتام ہے جس سے بیت بازی میں مقابلے کے جذبے کو تقویت ملتی ہے۔ محمود کے سی غزلہ کی متعدد نقول حکومتِ جموں و کشمیر کے محکمۂ تحقیق اشاعت سرینگر

کشمیری قلمی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

169 331

شل پُرب، سونبک پرُب، استری پرُب مصوّر

ہندوؤں کا ضخیم رزمیہ مہابھارت اٹھارہ پرُبوں (ابواب) پر مشتمل ہے، یہ مخطوطہ اُس کے نویں دسویں اور گیارھویں فن کے چند اوراق ہیں۔ مہابھارت کا نواں فن شل پُرب، دسواں سونبک پرُب اور گیارھویں استری پرُب کہلاتا ہے۔ شل پرُب جو ورق ۲، ورق ۵، ورق ۷، ورق ۱۰، ورق ۱۲، ۲۱ کے بعد نامکمل ہے۔ صفحہ دوم پر دو بہادر گھوڑ سواروں کی قلمی تصویر ہے، جو جنگ میں ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہیں۔ اس پرُب میں مہابھارت کی اٹھارہ دن کی لڑائی میں سے اسی آخری دن کی لڑائی کا مذکور ہے۔ اس میں کرن دو روز کی متواتر جنگ کے بعد ہلاک ہوا تھا۔ استری پرُب میں راجہ یدشستر کی بے ہوشی کی حالت اور اس پر عورتوں کی گریۂ وزاری کا حال درج ہے۔ یہ کیفیت مخطوطہ کی دوسری تصویر میں بیان کی گئی ہے۔

مضمون: رزم کوروؤں اور پانڈوؤں کی لڑائی کا بیان ہے، زبان فارسی مترجمہ از سنسکرت، اصل کا مصنف شری ویاس جی، زمانۂ تصنیف نامعلوم، غالباً پانچ ہزار سال قبل، مترجم بزبان فارسی ابوالفضل، زمانۂ ترجمہ سولھویں صدی عیسوی کا وسط، کاتب و ناقل نامعلوم، لیکن قرائن سے کوئی کشمیری پنڈت، خط نستعلیق متوسط، صفحہ دوم از شل پرُب و صفحۂ دوم از استری پرُب مُصوّر، اُنیسویں صدی عیسوی کے وسط کی تحریر، دونوں پربوں کے لوح پیپر ماشی کی نقاشی کے حامل، فولیوز ۲۹، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۶ x ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: فن نہم کہ آنرا شل پرُب گویند در بیان احوال جنگ روز ہژدہم و مرار شدن

شل و جنگ کردن او۔

اختتام : شری کرشن گفت من پیشتر از ان دُعا کردہ ام کہ جگت لنبج جی زن ایمن راپسری دیدکہ شصت سال پادشاہی تمام عالم۔

اُنیسویں صدی کے کشمیری قلم کی مصوّری کا نمونہ، جو اپنے عروج سے بہت گر گئی تھی لیکن پھر بھی زندہ تھی۔

---

179. 332

غزلیاتِ آشنا

مینڈو لال زار (؟) کے شاگرد آشنا ؟ کی اردو غزلیات کا مجموعہ ہے۔ غزلیاتِ آشنا کا یہ مجموعہ صرف ردیف "ز" تک ہے اور اس لحاظ سے یہ مجموعہ ناقص ہے۔ غزلیات کی ردیف وار فہرست حسب ذیل ہے :

۱۔ غزلیات ردیف الف ص ص ۲ - ۲۱۔

۲۔ غزلیات ردیف ب ص ص ۲۱ - ۲۲۔

۳۔ غزلیات ردیف پ ص ص (۲۲ - ۲۵)

۴۔ غزلیات ردیف ت ص ص ۲۷ - ۳۰۔

۵۔ ردیف ٹ (۳۰ و ۳۱) اس ردیف میں صرف ایک غزل ہے۔

۶۔ غزلیات ردیف ث (۳۱ - ۳۳)

۷۔ ردیف ج ص ۳۳ (صرف ایک غزل)

۸۔ ردیف ح ص ۳۴ (صرف ایک غزل)

۹۔ ردیف خ ص ص ۳۴ و ۳۵ دو غزلیات۔

۱۰۔ ردیف دال ص ص ۳۷ - ۳۸۔

۱۱۔ ردیف ذال ص ۳۹۔ صرف ایک غزل۔

۱۲۔ ردیف ر ص ص ۴۱ - ۴۶ (نو غزلیات)

۱۳۔ ردیف ز ص ص ۴۷ و ۴۸ (دو غزلیات)

مضمون شعر و ادب (غزلیات) زبان اردو، شاعر آشنا شاگرد مینڈو لال زار، زمانہ شعرگوئی غالباً انیسویں صدی کا نصف آخر، کاتب و ناقل نا معلوم، خط نستعلیق سادہ کاغذ مشینی، صفحات ۴۸، سطور فی صفحہ مختلف اوسطاً ۱۳، تقطیع ۱۴ء۷ × ۲۲ء۲ سنٹی میٹر نامکمل۔

ابتداء: خط شبرنگ میں پوشیدہ ہے رخسار جاناں کا
پتہ ملتا نہیں ابر سیہ میں ماہ تابان کا

آخری شعر: آشنا ہم پہ کسی طرح نہیں رحم کیا
وائے تقدیر کہ ہیں یار کو اغیار عزیز

---

459. 333

کتاب الطعمہ

کھانے اور اُس کے اقسام و لذائذ کے بیان میں مزاحیہ طرز پر مجموعۂ سخن ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ حصہ اول نثر میں اور حصۂ دوم نظم میں ہے۔ حصۂ نثر آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں اقسام طعام کی فرہنگ ہے۔ حصۂ دوم جو تحریر سے اصل مقصد ہے مختلف کھانوں کی حلاوت اور مزے کے بیان میں ہے۔ مصنف کے خیال میں قدیم شعراء نے جو اشعار کہے ہیں اس مکان کے مانند تھے جس میں پاخانہ اور باورچی نہ تھا۔ بندگی (جناب) مولانا عبید نے مبرز (پاخانہ)

بنایا، اور شاعر نے مطبخ کی بنیاد ڈالی ہے۔ ابتداء میں دیوان اطعمہ کی تعداد ایک ہزار ابیات تھی۔ لیکن بعض ہندیوں کے اصرار پر کھچڑی کی تعریف بھی شامل کرلی گئی ہے۔ اس وقت شاعر اپنے مدرسہ میں تدریس اطعمہ میں مشغول تھا۔

مضمون شعر و سخن (کھانوں کی تعریف میں)' زبان فارسی، شاعر بسحاق اطعمہ شیرازی متوفی ۸۲۷ھ (۱۴۲۴/ ۱۴۲۳ء) کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الاخیر ہونے کے نامعلوم' تاہم تین سو برس قدیم نسخہ، خط نستعلیق باریک' اول و آخر سے ناقص، کاغذ غیر کشمیری' اوراق ۹ (صفحات ۱۸) سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۵ء۱۰ × ۵ء۷ سنٹی میٹر

آغاز : این شیلان در دیدہ سیلان آورد ند بیت

بجز خوانِ دیوان پُر نعمتم	کہ دیدہ است خان نعیم بہشت
کہ ہر گرسنہ آرزوی کرداشت	ازان سیر خورد و بدانسان گذاشت

اختتام :

دعایش قبول آمد ازآب روی	دگر باز گشت آب قندش بجوی
ھز عفر شد و تاج بر سر نہاد	اساس حکومت چہ در خور نہاد

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

489. 334

کلام سید محمد امین اویسی منطقی

یہ مختصر مجموعۂ کلام حسب ذیل تین حصوں پر مشتمل ہے :

۱۔ ترکیب بند، ۷ صفحات

۲۔ غزلیات صفحہ ۸ و ۹۔

۳- رباعیات ۲ عدد-

مضمون شعر وسخن، زبان فارسی، شاعر سید محمد ابن ویس منطقی متوفی ۸۸۹ ہجری / ۱۴۸۴ء "شہید کشمیر" تاریخ ہے۔ کاتب میر احمد شاہ، تاریخ کتابت ۷ جمید الاول ۱۱۰۷ھ ہجری (۱۶۹۶/۱۶۹۵ء)، تاہم یہ تاریخ کتابت مشکوک ہے اور قراین سے اتنا قدیم نسخہ معلوم نہیں ہوتا خطِ نستعلیق عمدہ وصاف، کاغذ دیسی (کشمیری) صفحات ۹، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۱۱ × ۵ء ۱۷ سنٹی میٹر-

شروع: آزمودم جہان و اہل جہان   آنچہ ہستند آشکار و نہان

خاتمہ: رباعی:

منم آن رند جہان گرد مسیحا نفسی   کہ من ایں ہر دو جہان زانشمارم بخسی

اگر از عشقِ تو ام سر برود گو برود   کہ من ایں سرِّ نہان تو نگویم بکسی

کاتب کا اختتامیہ: میر احمد شاہ ۷ جمید الاول ۱۱۰۷ھ ہجری-

(نوٹ): مخطوطہ میں اگرچہ ناقل کا نام درست ہے، مگر تاریخ کتابت مشکوک ہے کیونکہ ظاہری شکل وصورت سے مخطوطہ اور اُس کی تحریر اتنی قدیم نہیں ہے جتنی مذکور ہے۔ اسلئے تاریخ نقل بہت حد تک جعلی ہے-

---

123.   335

کُلیات اشرف

مُلّا محمد سعید اشرف مازندرانی کا دیوان فارسی ہے۔ مُلّا محمد سعید محمد صالح مازندرانی کا فرزند تھا۔ باپ کے سایے سے محروم ہونے پر اورنگ زیب کے عہد میں خلافِ طبیعت ہندوستان آیا۔ یہاں آکر زیب النساء بیگم دختر اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار سے منسلک ہوگیا

اور اُس کی شان میں اعلیٰ درجے کے قصائد لکھے۔

کُلیات اشرف حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

۱۔ غزلیات (مبنی بر حروف تہجّی) از ورق ۱ تا ورق ۵۰۔

۲۔ قصاید ورق ۵۱ سے ورق ۶۲ (ب) تک۔

۳۔ ترکیب بند اشرف ورق ۶۲ (ب) سے ورق ۶۵ تک۔

۴۔ مرثیہ مُلّا محمد تقی مجلسی ورق ۶۵ سے ورق ۶۷ تک۔

۵۔ قصاید (اوراق ۶۷ تا ورق ۷۲)

۶۔ متفرقات (۷۳ - ۷۸)

۷۔ ساقی نامہ (۷۸ - ۹۵)

۸۔ مثنویات (۹۵ - ۱۱۶)

۹۔ تعریفِ جشن (۱۱۶ - ۱۲۳)

۱۰۔ غزلیات و ابیات (۱۲۵ - ۱۶۵)

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، نام شاعر سعیدا کے اشرف مازندرانی، زمانہ تصنیف سترھویں صدی عیسوی کا نصف آخر، نام ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت یا نقل ۱۵ ماہِ صفر ۱۱۵۶ہجری = ۲۹ مارچ بمطابق ۱۷۴۳ء، تعداد اوراق ۱۶۵، تقطیع ۱۰×۱۸ / ۱۷ سنٹی میٹر، سطور فی صفحہ ۱۸، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ۔ دیوانِ اشرف کی خاص بات یہ ہے کہ ہندوستان اور کشمیر کے متعلق اچھے خاصے حوالے رکھتا ہے۔

آغاز: جز نبی و ولی بحق راہ مدان خدائے را
از در معرفت در آ عالم کبریائے را

خاتمہ : چشم سیہ تو روز من کرد سیاہ   روز سیۂ خویش بشب می آرم

تاریخ اور کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

---

125.   336

دیوانِ حافظ

شمس الدین محمد معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی کا دیوان ہے۔ خواجہ حافظ ۷۲۰ھ مطابق ۱۳۲۰ء میں پیدا ہوئے، اور ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں شیراز میں وفات پاگئے۔ بمقام مُصلّٰی جو شہر کے باہر دروازہ کے قریب ہے، دفن ہوئے۔ تاریخ وفات "خاکِ مُصلّٰی" سے نکلتی ہے۔ حافظ چونکہ تدریس قرآن، کشاف پر حاشیہ لکھنے اور مفتاح و مطالع کی تعلیم میں مصروف رہے، اس لئے دیوان جمع نہ کر سکے۔ اُن کی وفات کے بعد سیّد قاسم انوار اور قوام الدین نے جمع کیا، اور بقولِ بعض محمد گل اندام نے جو خواجہ کا ہم درس تھا یہ دیوان جمع کیا۔ موجودہ مخطوطہ اسی محمد گل اندام کی تدوین ہے۔ مخطوطہ کی کُل غزلیات کی تعداد ۶۴۵ ہے۔ شروع میں ۹ صفحات کا محمد گل اندام کا مقدمہ ہے، لیکن ابتدائی ورق ناپید ہے۔ بعد ازاں حروفِ تہجی کے اعتبار سے مجموعۂ غزلیات، پھر رباعیات و قصاید اور مخمس و تاریخ ہائے وفات ہیں۔

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نظم، مصنّف خواجہ حافظ شیرازیؒ مؤلف محمد گل اندام، وقت تدوین چودھویں صدی عیسوی، کاتب و ناقل ہیرالعل پنڈت جوشی، تاریخ نقل پنجم ذی قعدہ ۱۲۱۵ھ یہ جمعہ ۲۰ مارچ ۱۸۰۱ء بمقام دہلی، خط نستعلیق اُستادانہ جداول کے مابین تحریر، آغاز غزلیات کا نصف صفحہ سنہرا منقش، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۴۸، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۰ × ½۱۵ سنٹی میٹر، ناقص الابتداء، اوّل سے آخر تک کاغذ کے پُرزوں سے مرمت شدہ۔

آغاز مقدمہ: مستغرق درود و ثنا باد روح شان   تا روز را فروغ بود شمع را ضیا

آغاز دیوان: الا یا ایّھا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اوّل ولی افتاد مشکل ہا

اختتام: شرابم دہ و روئے دولت ببین   خرابم کن و گنج حکمت ببین

ناقل کا اختتامیہ:
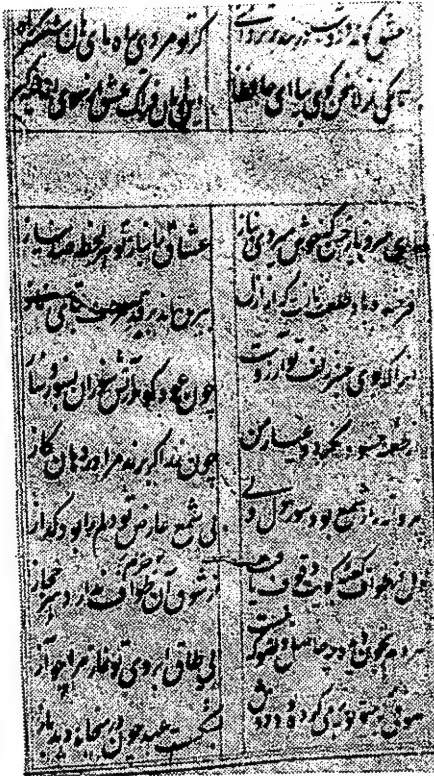
بحمد اللہ کہ این کلام معجز انتظام یعنی
خواجہ حافظ در عہد فلک مہد جمجاہ انجم
سپاہ شاہ عالم بادشاہ خلد اللہ و ادام
سلطنتہ در سنہ ۴۳ جلوسی مطابق
سنہ ۱۲۱۵ ہجری در دار الخلافہ شاہجہان
آباد حرسہ اللہ عن الآفات و البلیات
بخط ناقص بندہ ہیچمدان خاک
قدوم اُوستادان ہیرا لعل پنڈت
جوشی پنجم ذی قعدہ صورت اتمام و
اختتام پذیرفت از سہو و خطا امید
عفو و عطا است والسلام۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید   نویسندہ را نیست فردا امید۔

مخطوطہ کی قابل ذکر خصوصیت اُس کی اعلیٰ خوش نویسی اور تذہیب کاری
(سنہری نقاشی) اور یہ کہ شاہ عالم کے دور میں لکھا گیا ہے۔

دیوانِ حافظ

خواجہ حافظ شیرازی کی غزلیات، مثنویات، رُباعیات و مخمسات کا ایک نہایت ہی قدیم نسخہ ہے۔ خواجہ حافظ شیرازی جن کا اصلی نام شمس الدین محمد تھا، ایران کے مردم خیز شہر شیراز میں پیدا ہوئے تھے۔ سالِ ولادت ۷۲۰ ہجری اور سالِ وفات ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) ہے۔ خواجہ حافظ اہلِ کشمیر کی سیاہ آنکھوں کے شیدائی تھے، جیسا کہ دیوان (ورق ۲۱۰) کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

بشعرِ حافظِ شیراز می رقصند و می گویند
سیہ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی

پیشِ نظر مخطوط کی ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ مقدمہ فارسی از محمد گُل اندام مؤلف دیوان خواجہ حافظ (ابتدائی ۱۸ صفحات)۔

۲۔ غزلیات (صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۴۲۸ تک)

۳۔ مثنوی (ص ص ۴۲۸ ـ ۴۳۰)

۴۔ ساقی نامہ (ص ۴۳۱ سے ۴۴۲ تک)

۵۔ ترکیب بند (ص ۴۴۴ سے ۴۴۹ تک)

۶۔ مخمّس (ص ۴۴۹ سے صفحہ ۴۵۲ تک)

۷۔ مسدّس در شان شاہ سلطان خراسان (امام علی رضاؓ)، ص ۴۵۲ سے ص ۴۵۶ تک۔

۸۔ قصائد (ص ۴۵۶ سے ۴۶۹ تک)۔

۹۔ تاریخ ھائے وفات ص ۴۶۹ سے ص ۴۸۹ تک۔

۱۰۔ رباعیات ص ۴۹۰ سے ۵۰۴ تک۔

۱۱۔ مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، مصنّف خواجہ شمس الدین محمد حافظ، تالیف کنندہ محمد گل اندام ہمدرس خواجہ حافظ شیرازی، زمانۂ تالیف چودھویں صدی عیسوی، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، البتہ خط کے پیش نظر تقریباً ساڑھے تین سو برس پُرانی نقل، خطِ نستعلیق باریک اُستادانہ، جداول کے مابین تحریر، کاغذ غیر کشمیری، کاتب اور تاریخ کتابت دانستہ اخیر پر مٹادی گئی ہے، تعداد صفحات ۵۰۴، تعداد سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۰½ × ۳ء۱۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: حمد بیحد و ثناء بے عدد و سپاس بے قیاس مر حضرت خداوندیرا کہ جلّت عظمتہ و تمّت کلمتہ۔

اختتام:

چراغ اہل معنی خواجہ حافظ	کہ شمع بود از نورِ تجلّی
چو در خاک مصلّٰی ساخت منزل	بجو تاریخش از "خاک مصلّٰی"

۷۹۱ھ

دیوانِ حافظ

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ اس کی دیگر نقول زیر اندراج نمبرات ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۶۰، ۱۶۸، ۱۷۲، ۳۱۷ ہیں۔ مخطوطہ کی پہلی غزل نہایت جدید اور بعد کے قلم سے تحریر کی گئی ہے۔ دوسرے پانچ صفحات کی غزلیات نہایت قدیم یعنی دسویں صدی ہجری (۱۶ویں صدی عیسوی) اور بقیہ تمام غزلیات بارھویں صدی ہجری (۱۸ویں صدی عیسوی) کی تحریر ہیں۔ مخطوطہ کے اخیر پر میر محمد نامی ۱۲۴۵ھ ہجری (۱۸۲۹ء) کسی شخص کی بخطِ نسخ دو مہریں ہیں۔

مضمون شعر و سخن (دیوان)، زبان فارسی، شاعر خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء)، ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور، خط نستعلیق خفی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۸۰، ابیات فی صفحہ ۱۲۔

دیوان حافظ کے ساتھ اخیر پر ملحق حسب ذیل مخطوطات ہیں۔

۱۔ تحفۃ النصائح منظوم فارسی بطرز قصیدہ، مصنّف یوسف۔ مصنّف نے یہ منظوم رسالہ اپنے فرزند ابوالفتح رکن کے لئے لکھا ہے۔ تحفۃ النصائح حسب ذیل چھ ابواب پر مشتمل ہے:

توحید، احکام ایمان، گور و سوال، علم و فضل، وضو و قضائے حاجات اور فرائض نماز۔ کاتب و ناقل نامعلوم، خط و کاغذ متذکرہ صدر، صفحات،

۲۔ ذکر اولاد منظوم فارسی۔ یہ رسالہ اصحاب ثلاثہ یعنی عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم کی شان میں ہے۔ مصنّف نامعلوم، تاریخ نظم ۹۶۲ھ (۱۵۵۵/۱۵۵۴ء) فقرہ "ذکر اولاد" تاریخ ہے۔

تقطیع : ۹،۸ x ۱۳،۶ سنٹی میٹر۔

شروع: الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها

کہ عشق آسان نمود اوّل ولی افتاد مشکلها

ختم: چو شد بر ذکرِ اولاد اختتامش بود تاریخ ختمش "ذکرِ اولاد"

اخیر پر کاتب کی جگہ پر میر محمد نامی تاریخ ۱۲۴۵ھ کی مُہر ہے۔ اغلب ہے کہ یہی شخص مخطوطہ کا کاتب ہونے کے ساتھ مالک بھی رہا ہے۔

---

172. 399

دیوانِ حافظ

خواجہ شمس الدین محمد متخلص بہ حافظ کے دیوان کا ایک اور قدیم نسخہ ہے۔ یہ نسخہ غزلیات حافظ اور ایک ناقص الاخیر مثنوی پر مشتمل ہے۔ نسخۂ مذکور "علی ولی خان فدوی محمد شاہ بادشاہ غازی" کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ جس کی ورق اوّل پر ایک نہایت صاف اور خوشخط مُہر ہے۔ مہر کی تاریخ سنہ ۱۱۴۴ھ مطابق سنہ ۱۴ (۳۲/۱۷۳۱ء) جلوس محمد شاہی ہے۔ عام مخطوطات کی طرح زیرِ بحث دیوانِ حافظ کی ترتیب بھی بلحاظ حروف تہجی ہے۔ اخیر پر ایک ناقص الآخر مثنوی ہے۔ اگرچہ سال کتابت و نقل
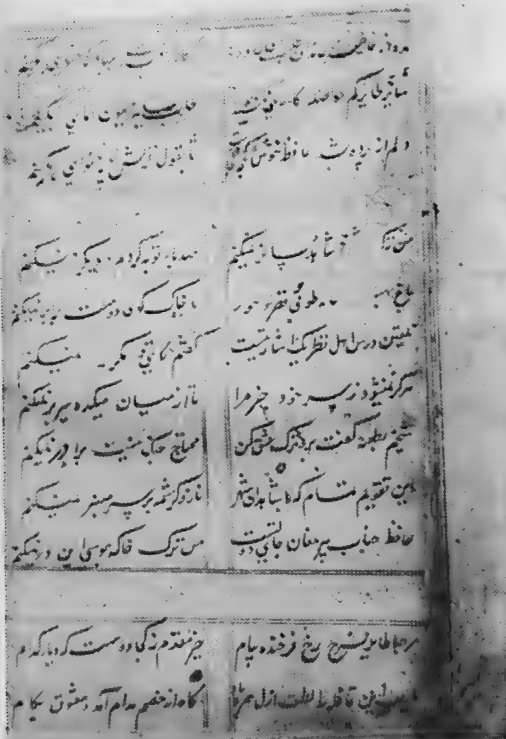
بوجہ ناقص الاخیر ہونے کے دستیاب نہیں ہے۔ تاہم مُہر ۱۱۴۴ھ کی رُو سے کم و بیش تین سو برس قدیم کا ہے۔

مضمون شعروادب (غزلیات و مثنوی)، مصنّف خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی زمانۂ تصنیف چودھویں صدی عیسوی، ناقل و سال کتابت نامعلوم، لیکن اغلباً تین سو برس قدیم کا۔ خطِ نستعلیق خفی، لوح پیپر ماشی کی منقش، کاغذ اکبر آبادی، حواشی پر مرمت شدہ، فولیوز ۱۲۸ (الف)، فولیو ۲۹ غائب، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۳ × ۲۰ ½ سنٹی میٹر، خوشخطی کی جداول کے مابین تحریر۔

آغاز: الا یا ایھا الساقی ادر کاساً و ناولہا

که عشق آسان نمود اوّل و لے افتاد مشکلہا

آخری بیت:

صبر کن حافظ بسختی روز و شب عاقبت روزی بیابی کام را

133. 340

دیوانِ حافظ

خواجہ شمس الدین محمد معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کا ایک اور نسخہ ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے اس نسخہ کی فہرستِ مضامین یوں ہے:

۱۔ حصۂ غزلیات بلحاظ حروف تہجی از فولیو ایک تا فولیو ۱۹۲ (الف)۔

۲۔ مثنوی از فولیو ۱۹۲ الف تا فولیو ۱۹۴ ب۔

۳۔ ساقی نامہ از فولیو ۱۹۴ (ب) تا فولیو ۱۹۸ (الف)

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، مصنّف خواجہ حافظ شیرازی، زمانۂ تدوین چودھویں

صدی عیسوی، ناقل وسال نقل نامعلوم، خط نستعلیق معمولی، پہلا صفحہ محراب نما منقش، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۹۸، اوسط سطور فی صفحہ ۱۳، اخیر سے نامکمل، تقطیع ۲۰×۱۰½ سنٹی میٹر۔

آغاز: الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها

کہ عشق آسان نمود اوّل ولی افتاد مشکلها

اخیر کا شعر: تو بنواز عراقم بزود کہ بنمایم از دیدہ ها زندہ رود

اخیر صفحہ پر لفظ "مغنی" کی رکاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ شعر اس لفظ سے شروع ہے۔

---

168. 341

دیوانِ حافظ

ردیف ت سے ردیف ی تک دیوان حافظ کی غزلیات کا مرمت شدہ اور کرم خوردہ سوراخوں کا حامل، ایک ناقص نسخہ ہے۔ حافظ کے حالات زندگی اس سے قبل کے دیگر مخطوطات میں بطور اختصار ذکر کیے جا چکے ہیں۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، غزلیات، مصنّف خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء)، زمانۂ تدوین پندرھویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، تاہم طرزِ تحریر کے مطابق سولھویں صدی عیسوی کی نقل، جا بجا مرمت شدہ و کرم خوردہ سوراخوں کے نشانات، خط نستعلیق استادانہ، باریک، خوشخطی کی لکیروں کے مابین تحریر، کاغذ غیر کشمیری، فولیوز ۱۲۴، سطور فی صفحہ ۱۴،

تقطیع: ۱۱.۳ × ۱۹½ سنٹی میٹر۔

ابتداء کا شعر:

مرحبا ای پیکِ مشتاقان بدہ پیغام دوست

تا کنم جان از سر رغبت فدائے نام دوست

آخر کا شعر: ہمچو جم جرعۂ درکش کہ سیر ملکوت

پرتو جام جہان (بقیہ حصہ مرمت کے نیچے چلا گیا ہے)

120/1 342

دیوانِ حبّی

خواجہ حبیب اللہ نوشہری کشمیری کے فارسی منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔ خواجہ حبیب اللہ خواجہ شمس الدین گنائی کے فرزند تھے۔ سنہ ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ء) میں پیدا ہوئے، اور منگل ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰۲۷ھ (نومبر ۲۸، سنہ ۱۶۱۸ء) کو پانچ آدمیوں کے ہمراہ وبا سے انتقال کر گئے۔ ترتیب دیوانِ حبّی حسب ذیل ہے:

۱۔ غزلیات مبنی بر حروف تہجی از ورق اوّل تا ورق ۶۱۔

۲۔ رباعیات و تواریخ وفات از ورق ۶۱ تا ورق ۶۴ (ب)

مضمون شعر و شاعری، زبان فارسی، شاعر خواجہ حبیب اللہ نوشہری، تاریخ تصنیف سولہویں صدی عیسوی کا نصف آخر، نام ناقل و کاتب میر یوسف نوشہری، تاریخ کتابت ۲۹، ماہ محرم الحرام، روز جمعہ سنہ ۱۲۹۳ھ (۲۵ فروری سنہ ۱۸۷۶ء)، تخلص لال روشنائی سے، خوش خطی کی جدولوں کے مابین تحریر، خطِ نستعلیق متوسط، ناقص الابتداء، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۲۲، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۴ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای اسمی تو اعظمی ز اسماء تخم ہمہ نامہای عظما

اختتام: حسرتا رفت از جہان بیروں حضرتِ میر حمزۂ والا

طلبیدم چو سال تاریخش　　یافتم شیخ حمزهٔ دانا

کاتب کا اختتامیہ : الحمد للہ باتمام رسید دیوان حُبّی بید فقیر الحقیر میر یوسف نوشہری غفرلہ بتاریخ بیست و نہم ماہ محرم الحرام روز جمعہ بحسب التماس محبت تخمیر احمد اللہ میر کاغذ ساز ولد محمود میر مرحوم در ۱۲۹۳ھ ہزار دو صد و نود و سہ تحریر یافت.

حاشیہ کا نوٹ : حضرت شیخ میر حمزہ از خلفایان حضرت جامع الکمالات است قدس سرہ در موضع کریر در مقبرۂ جدّ خود حضرت سیّد حاجی مراد مدفون است.

120.　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　343

رسالہ مرآۃ الغیوب

نثر فارسی میں تصوّف کا رسالہ ہے مصنّف خواجہ حبیب اللہ نوشہری کشمیری ہیں جو سولھویں اور سترھویں صدی کے اہلِ دِل بزرگوں میں سے تھے. خواجہ حبیب اللہ نوشہری جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی کشمیری عرف حضرت ایشان صاحب متوفی ۱۰۰۳ھ (۱۵۹۵ء) کے توسّط سے سلسلۂ ہمدانیہ کبرویہ میں بیعت تھے. یہ رسالہ اُسی سلسلے کا ترجمان ہے. رسالہ مرأۃ الغیوب امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی کے دس قاعدوں کا بطور اختصار آٹھ چیزوں میں بیان ہے. یہ آٹھ چیزیں یہ ہیں. وحدت، ذکر، وضو، نفی خاطر، ربط قلب، صمت (خاموشی)، تقلیل اور رضا. بعد ازاں یہی رسالہ علیحدہ علیحدہ ان امور کی تشریح و توضیح میں ہے. اس کے بعد سات حجاب بیان ہوئے ہیں جو مشایخ کبرویہ ہمدانیہ کے نزدیک سات طور کہلاتے ہیں. (ص ۴ سے آخر کتاب تک).

مضمون تصوّف و اخلاق، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نثر، مصنّف خواجہ حبیب اللہ نوشہری، تاریخ تصنیف ۱۰۱۲ھ (۱۶۰۴/۱۶۰۳ء) لفظ "غیب" تاریخ ہے، ناقل میر یوسف نوشہری تاریخ نقل ۱۴ ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ (منگل ۹ مئی ۱۸۷۶ء) جداول کے مابین تحریر، صفحۂ اول

پیپر ماشی کی نقاشی کا حامل، خطِ نستعلیق متوسط، مکمل، صفحہ ۲۱ اور ۲۲ کی روشنائی پانی لگنے سے پھیلی ہوئی، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۲۹، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۴ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: اے از طلبت آمدہ ظاہر طلبم — در راہِ طلب از تو تمامی طلبم

گر از تو نباشد طلب اوّل موجود — واصل نشوم گر برسد جان بلبم

اختتام پر ناقل کے فارسی بیان کے مطابق احمد اللہ کاغذ ساز کے لئے نقل کیا گیا ہے۔ یہ مخطوطہ بھی دیوان حُبّی کے ساتھ جو اسی مصنّف کا ہے مربوط ہے۔

مخطوط کا اختتام: آراستہ شد چون زمن مسکین ایں

تاریخ تمامش ہمہ از "غیب" شمر

۱۰۱۲ھ = (۱۶۰۴/۱۶۰۳ء)

---

120 — 344

آدابِ معرفت

رسالہ تہذیب انکار کا خلاصہ ہے۔ بقول مصنّف یہ آواز اُسے ۱۹ ماہ ذی القعدہ ۱۰۰۴ھ (۵ جولائی پیر ۱۵۹۶ء) کی رات کو عالم غیب سے دی گئی تھی۔ آدابِ معرفت اُسی کا خلاصہ ہے۔ اس کے مصنّف غالباً خواجہ حبیب اللہ نوشہری ہیں۔ آدابِ معرفت میں آٹھ اقسام معرفت کا بیان ہے جو یہ ہیں:

صمت (خاموشی)، تقلیل طعام، وضو، نفی خواطر (خیالات و توہمات کی دوری)، رابطہ، قیام، خلوت، ذکر۔

مضمون تصوّف و معرفت، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نثر، مصنّف (خواجہ حبیب اللہ نوشہری) تاریخ تصنیف ۱۰۰۴ھ = ۱۵۹۶ء، ناقل نامعلوم، تاہم غالباً میر یوسف نوشہری

سال نقل (۱۸۷۶ء)، خوش نویسی کی جداول کے مابین تحریر، صفحۂ اول منقّش، خط نستعلیق متوسّط
انیر سے ناممکل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۳۲، تعداد سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۴×۲۲ سنٹی میٹر
مخطوطہ دیوان حُبّی کے ساتھ مجلد۔

ابتداء : حمد و ثنائے علی الاطلاق مرآں پادشاہ بالاستحقاق را کہ بحدیث نفس رحمانی
وجلال حقانی ظاہر شد بروح کُلّی محمدی۔

آخری عبارت : و باز در سجدہ رود دہ بار گوید

120. 345

رسالۃ الانصاف

عربی میں راہ نجات کا رسالہ ہے۔ اس میں نجات کے دو راستے بیان کئے گئے ہیں ایک
عوام کے لئے اور دوسرا خواص کے لئے۔ مصنّف غالباً خواجہ حبیب اللہ نوشہری ہیں۔ فہرست
مضامین یہ ہے:

معرفت استدلال والتقلید، معرفت بعین العین وحق الیقین، بیعت، معرفت شیخ
شرایط ثمانیہ، طریقۂ کبرویہ ہمدانیہ، المثنویات،

مضمون تصوّف و معرفت، زبان عربی، پیرایۂ بیان نثر، مصنّف (خواجہ حبیب اللہ
نوشہری) تاریخ تصنیف ۱۰۲۴ھ = ۱۶۱۵ء "رسالۃ الانصاف" ف کی تکرار کے ساتھ تاریخ
ہے۔ ناقل میر یوسف نوشہری، تاریخ پیر ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ = ۱۵ مئی ۱۸۷۶ء،
جداول کے مابین تحریر، خط نستعلیق متوسط، مکمل، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۱، سطور فی صفحہ
۱۵، پہلا آدھا صفحہ منقش، تقطیع ۱۴×۲۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء : الحمد للہ الذی ذکّی النفوس المومنین بتزکیۃ الشریعۃ

العزاء وصفی قلوبہم بتصفیۃ الطریقۃ الھُدیٰ۔

اختتام: والسلام علیٰ توابعھا والھلاک علیٰ موانعھا

ناقل کا اختتامیہ: حررہ بید الفقیر الحقیر میر یوسف نوشہری غفرلہ یوم الاثنین
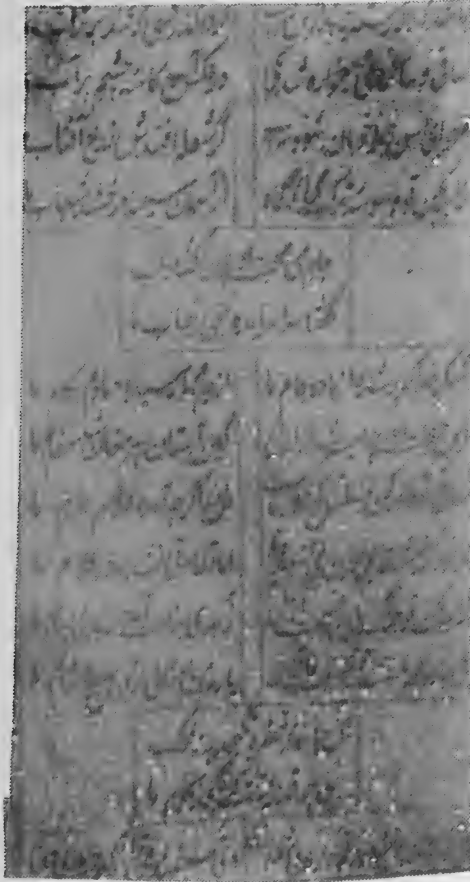
فی تاریخ العشرین من شہر ربیع الثانی فی سنۃ الف و مائتین وثلاث وتسعین من ہجرۃ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین فی کل وقت و حین۔ کتبت والمحب الامجد المسمی احمد سلمہ اللہ الاحد۔

دیوانِ شبلی کے ساتھ مجلد ہے۔ مخطوط کمیاب اور نادر الوصول ہے۔ نیز غیر مطبوعہ بھی۔

---

120 346

شجرۂ مُبارکہ

بزبان فارسی رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰؐ کے شجرۂ نسب کی بلندی اور شرافت کا بیان

مد۔ اخد بیر بیر طریقت شیخ یعقوب صرفی کشمیری کے سانحۂ ارتحال کا ذکر ہے جو ۱۲ ذی قعدہ

شب جمعرات ۳ شوال ۱۰۰۳ھ (۹ جولائی ۱۵۹۵ء) کو پیش آیا۔ لفظ "چراغ" میں چ ا ر غ کے اعداد تاریخ ہیں۔

مضمون تصوّف، زبان فارسی، مصنّف خواجہ حبیب اللہ نوشہری، ناقل (میر یوسف نوشہری) جداول کے مابین تحریر، خطِ نستعلیق متوسط، ناقص الآخر، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۰، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۴ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ایزد کہ کشاد در گنجینۂ جود　　در باغ عدم کاشتہ چون تخم وجود

آخری صفحہ کا آخری بیت:

بہر تاریخ نقل او حُبّی　　اوّل و آخر چراغ ببین

۱۰۰۰ ۳ = ۱۰۰۳ھ
۱۵۹۵ء

دیوانِ حُبّی کے ساتھ مجلّد ہے اور نایاب ہے۔

122.　　　　347

دیوانِ حسن

حسن بن علی سنجری دہلوی ملقب بہ نجم الدین معروف بہ خواجہ حسن دہلوی کا منظوم فارسی دیوان ہے۔ حسن دہلوی آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) کے عرفاء و شعراء سے تھے۔ ابتداء میں نانبائی کا کام کرتے تھے، بالآخر امیر خسرو کے اشارہ سے سلوک اختیار کیا۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی سے بھی فیض حاصل تھا۔ حسن کی غزلیات میں متعدد اشعار سلطان علاء الدین محمد خلجی کی تعریف میں ملتے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بادشاہ کا معاصر تھا۔ حسن شعراء میں سعدی شیرازی سے خاص طور پر متاثر تھا اور اس سلسلے میں متعدد اشعار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:

حسن گُلی ز گلستانِ سعدی آورد است کز اہلِ معنی گُل چین این گُلستانند

گر نوشی دردی خم خانۂ دردای حسن داد معنی شیوۂ سعدیٔ شیرازی دہی

یہ امر کہ حسن ہندی ہے، اس شعر سے معلوم ہوتا ہے:

بر حسن رحم کہ او ہندوے تست او نہ شاہ جملہ ہندستان ہم

دیوانِ حسن کی ترتیب مضامین یہ ہے:

۱۔ حمد و قصاید از فولیو ۱ تا فولیو ۱۴ (الف)

۲۔ غزلیات بہ ترتیب حروفِ تہجی (فولیو ۱۴ الف سے فولیو ۱۸۰ الف تک)

۳۔ مثنوی از فولیو ۱۸۰ تا فولیو ۱۸۱ (ب)

۴۔ قطعات از فولیو ۱۸۱ (ب) تا فولیو ۱۸۳ (الف)

۵۔ رباعیات از فولیو ۱۸۳ (الف) تا فولیو ۱۸۵ (الف)

حسن کی تاریخ وفات کی مصدقہ اطلاع نہیں ہے۔ لیکن اس تاریخی شعر (فولیو ۱ ب) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) کے بعد ہی فوت ہوا تھا۔ شعر ہے:

انشاء این قصیدہ کہ دالِ سعادت است در سالِ ذال بود بر فرود جیم = ۷۰۳ھ

مضمون شعر و سخن، زبان فارسی، شاعر خواجہ حسن دہلوی، تاریخ تصنیف چودھویں صدی عیسوی، ناقل و کاتب نامعلوم، البتہ تقریباً تین سو برس پرانا نسخہ، خطِ نستعلیق باریک، کاغذ غیر کشمیری، تعداد صفحات ۳۶۹ (فولیو ۱۸۵)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰×۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: اے حاکم جہان و جہان داور حکیم — محدث ہمہ بدایع و تو مبدع حکیم

اختتام: بلعل لبت از ہزار پیروزہ ترا — خواہیم بصد ہزار دریوزہ ترا

گفتی مہ روزہ است از پنجا کم گو — یک بوسہ بدہ ثواب صد روزہ ترا

دیوان حسن غیر مطبوعہ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ زیر نمبر ۱۹۰ کتاب خانہ مدرسہ سپہ سالار تہران میں محفوظ ہے۔ حسن ۷۲۷ھ (۱۳۲۷ء) میں دیوگیری یا دولت آباد دکن میں فوت ہو گیا۔

---

156. 348

دیوانِ رضا

فارسی غزلیات و مثنویوں کا مجموعہ ہے جن میں بحیثیت مجموعی شاہ جیلان شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت اور مناقب کا بیان ہے۔ دیوانِ رضا کے مصنف محمد رضا کشمیری ہیں جو مُلّا ابوالوفا کشمیری متوفی ۱۹ محرم الحرام ۱۱۹۰ھ (جولائی ۹، منگل ۱۷۶۵ء) کے فرزند ارجمند تھے۔ خود محمد رضا کا سال وفات دریافت نہ ہو سکا۔ دیوان رضا کی غزلیات عام طور سے دیوانِ حافظ کی غزلیات کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں اور انہیں کے اوزان پر ہیں۔ مُلّا محمد رضا کا شمار کشمیر کے اچھے فارسی شعراء میں کیا جاتا ہے۔

مضمون شعر و شاعری، زبان فارسی نظم، شاعر قاضی محمد رضا کشمیری، سالِ تالیف ۱۸ویں صدی عیسوی کا نصف آخر، کاتب و ناقل قادریہ، سالِ نقل ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ ہجری (اپریل مئی ۱۸۶۵ء)، خطِ نستعلیق، کاغذ کشمیری، صفحات ۷۰، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۲×۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز :

الا اے انس وجان غمگین مسازید از بلا دلہا

جناب شاہ جیلان می نماید حلّ مشکلہا

اختتام : قادری ہستم وغوث الثقلین پیر مست

سگِ آن شیرم و این سلسلہ زنجیر مست

دیوانِ رضا کشمیری نایاب ہے۔ اس کا ایک نامکمل نسخہ محکمۂ تحقیق واشاعت میں محفوظ ہے۔ یہ دیوان ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

دیوانِ رضا کشمیری

بشکلِ غزلیات شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مدح وستایش میں ہے۔ یہ غزلیات حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے ہیں۔ ہر غزل شاعر کی بے پناہ محبت پیر دستگیر کی ترجمان ہے۔ غزلیات کے علاوہ ردیف "ی" میں منقبت شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہ میں ایک طویل قصیدہ ہے (فولیو ۳۱-۳۴) جو درحقیقت منقبت کا دوسرا نام ہے۔

مضمون دواوین، زبان فارسی، شاعر مُلّا رضا کشمیری، زمانہ بارھویں صدی ہجری کا اختتام (اٹھارویں صدی کا اختتام اور انیسویں صدی کا آغاز) نام ناقل غیر مذکور، تاریخ کتابت ۵ ذی الحجہ ۱۳۰۹ ہجری (جمعرات، ۳۰ جون ۱۸۹۲ء)، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۳۴، ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰ × ۲، ۱۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء۔ بجان غمگین مسازید از بلا دلہا

جناب شاہ جیلان میںما ید حلِ مشکلہا

اختتام: دارم ز ہجرای نازنین، دل خون وجان اندوہگین

ہرگاہ وگہ گویم ہمیں یا غوث الاعظم دستگیر

کاتب کا اختتامیہ:

"تمام شد دیوانِ مُلّا رضا بتاریخ پنجم شہر ذی الحجہ سنہ یکہزار سہ صد و نہ یوم پنجشنبہ بوقت عصر اتمام یافت۔ امید آنکہ ہرگاہ در نوشتن سہو وخطا شدہ باشد قلم اصلاح براں جاری دارند کہ سہو الکاتب از قدیم الایام معاف داشتہ ہستند، زیادہ والدُّعا۔

دیوان رضا کا ایک اور نسخہ اسی کتب خانے کے زیر اندراج نمبر ۱۵۶ ملاحظہ ہو۔

دیوانِ رفیع

مُلّا محمد طاہر غنی کشمیری کے انداز میں رعایتِ لفظی و معنوی پر مبنی مُلّا محمد رفیع ماٹجی کا فارسی دیوانِ شعر ہے۔ مُلّا محمد رفیع نے جوانی میں اکتسابِ شعر وسخن کیا تھا اور علاّمہ شہید سے علوم عربیہ سیکھے تھے۔ اُنہیں کے توسّط سے اُمرا الامراء صمصام الدولہ کے دربار سے تعلق ہو گیا تھا۔ اخیر عمر میں کشمیر آکر افغان گورنر لالہ سکھ جیون کے زُمرۂ شعراء میں داخل ہو گیا تھا۔ سالِ وفات مُشخص نہ ہو سکا۔

دیوان رفیع کا موجودہ نسخہ حروفِ تہجی پر مبنی صرف غزلیات سے متعلق ہے اور انتہائی بے ترتیب مجلّد ہے۔ پہلے تین صفحات ردیف الف کی غزلیات پر مشتمل ہیں۔ چوتھے صفحے سے ردیف دال کی غزلیات شروع ہو کر صفحہ ۱۱۳ تک جاری ہیں۔ صفحہ ۱۱۳ سے ردیف ذال شروع ہوتا ہے اور صرف ایک غزل کا حامل ہے۔ اسی صفحہ کے دامن سے ردیف "ر" کا آغاز ہے اور صفحہ ۱۱۴ تک ہے۔ صفحہ ۱۱۵ سے ردیف میم کی شروعات ہیں اور صفحہ ۵۶ وسط تک ہے۔ ردیف ن صفحہ ۵۶ سے صفحہ ۹۶ تک، ردیف الف (دوبارہ) صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۵۴ تک، ردیف ب صفحہ ۱۵۵ سے صفحہ ۱۶۳ تک، ردیف ت صفحہ ۱۶۳ سے صفحہ ۲۹۸ تک۔ ردیف ث، ردیف ج، ردیف ح اور ردیف خ صفحہ ۲۹۸ سے صفحہ ۳۰۲ تک۔ ردیف دال (دوبارہ) صفحہ ۳۰۲ سے اخیر کتاب یعنی صفحہ ۴۱۶ تک۔

مضمون شعر وسخن (دواوین)، زبان فارسی، شاعر مُلّا محمد رفیع ماٹجی کشمیری، زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل و کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت غیر مذکور، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، صفحات ۴۱۶، اوسط سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۱۲ × ۲۱ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ای نام تو از خوبی آرایشِ دیوانہا   زیں نام بہر عنوان ظاہر شدہ فرمانہا

آخری بیت: صاحبدلی کہ یافتہ لذت ز تیغ گل — بر پای خصم بوسہ دم خنک می زند

اس بیت کے نیچے "مگذر" کی رکاب ہے، اور اس کی غزل صفحہ ۲ پر ہے۔

دیوان رفیع کا موجودہ نسخہ باوجود بے ترتیب جلد کے مکمل ہے اور نایاب ہے۔ غالباً دیوان رفیع کا یہ پہلا نسخہ ہے جو مکمل حالت میں صرف جموں و کشمیر کلچرل اکادمی، لال منڈی، سری نگر کے قلمی کتب خانے میں محفوظ ہے، کسی اور جگہ اس کے نسخے دستیاب نہیں ہیں۔

---
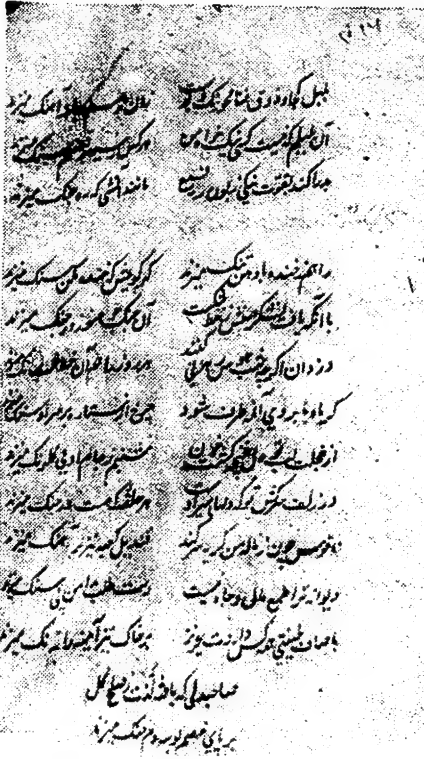
221. — 351

دیوان شعر

اس کا دوسرا مشہور نام دیوان صائب بھی ہے، معرفت اور حقائق کا مخزن ہے۔ اس کی تشبیہات و استعارات انتہائی مرتب اور چالیس ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ دیوان صائب ہندوستان، تہران اور استانبول میں چھپ چکا ہے۔ صائب کے اس مخطوط کی ترتیب حسب ذیل ہے:

۱۔ قصاید از فولیو اول تا فولیو ۱۹۔ اخیر پر تمت تمام شد قصاید میرزا صائب شیرازی درج ہے

اس میں صائب کی نسبت شیرازی کاتب کا سہو ہے۔

۲۔ غزلیات بہ ترتیب حروفِ تہجی (ف ۲۰ سے ف ۴۵۲)

۳۔ متفرقات (ف ۴۵۲ – ۴۷۰)

مضمون شعر و شاعری (دواوین)، زبان فارسی، شاعر میرزا محمد علی ولد میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی المولد والمنشا والمدفن، متوفی ۱۰۸۱ھ = ۱۶۷۱/۱۶۷۰ء، کاتب شیخ عبدالعزیز۔ کاتب نے یہ مخطوط کسی شخص خواجہ محمد صدیق باندری کی حسب فرمایش قلمبند کیا ہے، تاریخ نقل روز دوشنبہ بتاریخ ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۱۴۳ ہجری (۳ اگست سنہ ۱۸۳۰ء)، خط نستعلیق باریک، چار کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری عمدہ باریک، فولیو ۴۷۰، اوسط ابیات فی صفحہ ۳۹، کل ابیات تخمیناً ۳۶ ہزار، تقطیع: ۱۹ × ۲۶٫۵ سنٹی میٹر۔

شروع: تا نگر دید است خورشید قیامت آشکار

مشت آبی زن بروی خود ز چشم اشکبار

اخیر: اے گل ز شوخ چشمیٔ اغیار غافلی   از سادگی ز زخم خس و خار غافلی

آئینۂ خمار شکن پیش دست نیست   از اضطراب تشنۂ دیدار غافلی

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون ملک الوہاب و بموجب فرمایش ...... خواجہ محمد صدیق باندری، از دست احقر الناس اضعف العباد، کاتب المذنب شیخ عبدالعزیز روز دوشنبہ بتاریخ بیست و نہم محرم الحرام سنہ ہزار و یکصد و چہل و سہ، شد۔

مخطوط شاعر کی وفات کے ۶۲ برس بعد معرض تحریر میں آیا ہے۔

386.

352

دیوان صائب

قصاید و غزلیات پر مبنی مجموعۂ اشعار ہے۔ پیش نظر دیوان دو حصوں پر منقسم ہے قسم اول قصاید اور قسم دوم غزلیات کا حامل ہے۔ یہ قصاید حضرت علیؓ اور شاہ عباس دوم بادشاہ ایران کی تعریفات سے متعلق ہیں قسم دوم میں غزلیات کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ دیوان صائب دراصل چالیس پچاس ہزار ابیات پر مشتمل ہے، لیکن زیر بحث مخطوط دس ہزار اشعار سے زیادہ نہیں رکھتا، اس بناء پر اسے انتخاب دیوان صائب کا نام دیا جانا زیادہ موزون ہوگا۔ دیوان صائب اور اُس کے انتخابات تہران اور استنبول (ترکی) میں چھپ چکے ہیں۔ صائب کا دیوان گنجینۂ عرفان و حکمت ہے اور قسم قسم کے انواع تشبیہات و استعارات کا حامل۔

مضمون شعر و شاعری (دیوان اشعار) زبان فارسی، شاعر میرزا محمد علی ولد میرزا عبدالرحیم اصفہانی متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۱/۱۶۷۰ء)۔ "جملہ صائب وفات یافت" مادۂ تاریخ ہے۔ کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت جمعرات، ۲۷ ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۲ھ (۶ مئی ۱۶۸۱ء)

یاد رہے دیوان صائب کا یہ نسخہ انتہائی نایاب ہے اور مصنف کی وفات کے صرف گیارہ سال بعد کی تحریر ہے، خط نستعلیق خفی، لوح منقش، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۸۴ (۳۶۸ صفحات) ابیات فی صفحہ مختلف لیکن بالعموم ۱۵، تقطیع ۱۰ × ۱۷ سنٹی میٹر۔

آغاز: .... نسرین قامت سویدائے زمین مغز خاک از نکہت مشکین لباست نافہ چین

اختتام: دل عزوز است جام خاموشی ما و عیش مدام خاموشی

بستۂ نطق می شود معلوم چون برآئی ببام خاموشی

کاتب کا اختتامیہ: تم الکتاب در روز پنجشنبہ بیست و ہفتم شہر ربیع الثانے

سنہ ۱۰۹۲ یک ہزار نود دو ہجری۔

298.

353

دیوانِ صائب

ترتیب حروف تہجّی پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعۂ اشعار صرف ردیف میم تک کی بعض غزلیات تک ہے۔ ردیف نون، واو، ہ اور ی نہ ہونے کے باعث نامکمل ہے۔ دیوانِ صائب عرفان و معانی کا گنجینہ اور انواع استعارات و تشبیہات کا مجموعہ ہے۔ مکمل دیوان چالیس ہزار سے پچاسی ہزار ابیات تک مشتمل ہے۔ بعض نے اس کے ابیات کی تعداد ایک لاکھ یا ایک لاکھ بیس ہزار ابیات تک قلمبند کی ہے۔ اس لحاظ سے دیوانِ صائب کا زیر بحث مخطوطہ اُس کے ضخیم دیوان کا انتخاب ہے۔ دیوان صائب لکھنو، تہران اور استنبول میں چھپ چکا ہے۔ اس کے قلمی نسخے دُنیا کی متعدد قلمی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

مضمون شعر و سخن (دیوان)، زبان فارسی، مصنّف میرزا محمد علی پسر میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی مولد و منشا و مدفن متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۱/۱۶۷۰ء)، زمانۂ تالیف گیارہویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی)، ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، خطِ شکستہ اُستادانہ کاغذ کشمیری، فولیو ۲۰۴ (صفحات ۴۰۸)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۲ × ۲۱۰۲ سنٹی میٹر

آغاز: اگر نہ مدِّ بسم بودی تاج عنوانہا \
نگشتی تا قیامت نوخطِ شیرازہ دیوانہا

اختتام: من آں بے نیازم دریں بزم صائب \
خیالِ زدلہا گدائی ندارم

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

صائب اگرچہ اصفہان میں پیدا ہوا تھا، لیکن ہندوستان اور ترکی میں اُسکی شہرت اپنے وطن سے زیادہ ہوئی۔ چھ سال تک ہندوستان اور کابل میں مقیم رہا۔ دربار شاہ جہانی میں

خاص تقرب حاصل تھا۔ اڈورڈ گے براؤن نے اپنی مشہور تصنیف "اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" میں صائب کے کلام کا انتخاب سب سے زیادہ دیا ہے۔ صائب کی مُلا طاہر غنی کاشمیری سے ملاقات اور تبادلۂ سخن کی روایات بھی عام ہیں۔

---

393. 354

دیوانِ صائب

حروفِ تہجی پر مبنی ردیف دال (نامکمل) تک دیوانِ اشعار ہے۔ یہ دیوان دیوانِ صائب کے نام سے مشہور ہے۔ دیوانِ صائب درحقیقت گنجینۂ عرفان اور متضمن تشبیہات و استعارات ہے۔ مکمل دیوان چالیس ہزار سے پچاسی ہزار یا بقولِ بعض ایک لاکھ بیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے دیوان صائب کے منتخبات تہران و استنبول میں چھپ چکے ہیں۔

مضمون شعر و ادب (دیوان غزلیات)، زبان فارسی، شاعر میرزا محمد علی پسر میرزا عبدالرحیم تبریزی الاصل، اصفہانی بلحاظ پیدائش متوفی ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۰/۱۶۷۱ء)، زمانۂ تالیف گیارھویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی)، اول و ناقص الآخر ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ غیر کشمیری، بعض غزلیات حواشی پر بھی، شروع سے اخیر تک کرم خوردہ مگر متن محفوظ، کسی زمانہ میں کتب خانہ عرشی نامی حیدرآباد آندھرا پردیش (مہر فولیو ۲۷۹ پر) کی ملکیت رہ چکا ہے۔ تقریباً دو سو برس قدیم کا نسخہ، فولیو ۴۰۵، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۱۹، تقطیع ½ ۱۵ × ½ ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز (ورق ۱۱سے)۔ یہ بھی اوپر کی جانب سے نصف پھٹا ہوا۔ اس ورق کی دوسری غزل کا پہلا شعر:

برزلف مدہ راہ دگر باد صبا را   زین بیش ملرزان دل آسودۂ ما را

مخطوطہ کا آخری شعر:

سادہ لوحانی کہ دل بر قصر دولت بستہ اند

دستِ خود چوں موج بر دوشِ حباب افگندہ اند

45. 355

دیوان صائب

مرزا محمد علی صائب کا مجموعۂ غزلیات ہے جسکی ترتیب حروف تہجی پر ہے۔ مرزا محمد علی کے مورثِ اعلیٰ تبریز کے رہنے والے تھے، مگر خود اُن کی پیدائش اصفہان میں ہوئی۔ صائب جہانگیر کے آخری عہد میں ہندوستان آیا۔ شاہ جہان نے قدردانی کی۔ بڑے بڑے مناصب پیش کیے، مگر خرابیٔ صحت کی بناء پر قبول نہ کر سکا۔ صائب کشمیر بھی آیا تھا اور یہاں کے گورنر ظفر خان احسن کا خصوصی مہمان تھا۔ صائب اپنے معاصر شاعر غنی کشمیری سے بیحد متاثر تھا اور اُس کا مداح بھی رہا ہے۔ شعرائے فارس میں یہ خصوصیت صرف صائب کو حاصل ہے کہ اپنے معاصر ہر شاعر کا مدّاح ہے۔ بغض و عناد جو دیگر شعراء کی خصوصیت ہے، صائب حیرت انگیز طور پر اُس سے پاک تھا۔ فارسی کا یہ نامور شاعر ۱۰۸۱ھ مطابق ۱۶۷۰ء میں اصفہان میں انتقال کر گیا۔

مخطوطہ کا آغاز اس بیت سے:

اگر نہ مدّ بسم اللہ بودی تاج عنوانہا نگشتی تا قیامت نو خط شیرازہ دیوانہا

اور اختتام اس بیت پر ہوتا ہے:

جان رسیدہ است ز شوق تو بلب صائب را

ہیچ وقتی بہ ازین نیست اگر می آئی

فولیو ۳۸۲، تقطیع ۱۲ × ۱۸ سنٹی میٹر، ناقل و تاریخ نقل نامعلوم، اندازاً

اواخر بارھویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کی نقل، کاغذ کشمیری، شکستہ نستعلیق میں تحریر، فی صفحہ ۹ سطور، حالت درست، مجلّد چرم۔

---

104. 356

دیوانِ طالب آملی

طالب آملی کے منظوم فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔ طالب ایرانی شاعر تھا۔ آمل سے جو مازندران کا ایک شہر ہے، تعلق رکھتا تھا۔ طالب ایران سے پہلے ترکستان اور وہاں سے ہندوستان آیا۔ احمد آباد گجرات میں پہلے عبداللہ خان فیروز جنگ کی سرکار سے متعلق ہوا اور بعدازاں دیانت خاں کی سفارش سے جہانگیر بادشاہ کے دربار سے وابستہ ہوگیا۔ جہانگیر کی طرف سے اُسے ملک الشعرائی کا خطاب ہوا تھا۔ طالب ۱۰۳۵ھ (۱۶۲۵ء) میں کشمیر میں فوت ہوگیا۔ اس کا دیوان چودہ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔

دیوان طالب کا زیر بحث دیوان بحیثیت ترتیب مندرجہ عنوانات پر مشتمل ہے:

۱. قصاید و مناقب (پہلے ۴۲ ورق)

۲. مثنویات (از ورق ۴۲ تا ورق ۸۸)

۳۔ غزلیات (از ورق ۸۸ تا ورق ۱۳۱)۔ غزلیات کا یہ حصہ ردیف الف سے ردیف جیم تک ہے۔

۴۔ غزلیات از ردیف خ تا ردیف ی (از ورق ۱۳۲ تا ورق ۲۴۴)۔ ورق ۲۴۴ انتہائی کرم خوردہ ہے جس سے اشعار کا بیشتر حصہ جا چکا ہے۔

۵۔ رباعیات از ورق ۲۴۵ (انتہائی کرم خوردہ) تا ورق ۲۹۸۔ یہ آخری ورق کرم خوردہ ہونے کے ساتھ سفید کاغذ کے ٹکڑوں سے مرمت شدہ ہے۔

مضمون، ادب و شعر، مصنّف طالب آملی، تاریخ تالیف سولھویں صدی عیسوی

کا آخر اور سترھویں صدی عیسوی کا آغاز، نام کاتب جوہر امینا بادی، تاریخ کتابت ۲ صفر ۱۰۷۰ھ (۹ اکتوبر، روز اتوار ۱۶۵۹ء)۔ اس لحاظ سے زیر بحث مخطوطہ شاعر کی وفات کے صرف پینتیس برس بعد تحریر ہوا ہے۔ اول سے نامکمل، لیکن اخیر پر مکمل۔ ورق ۷۸، ۷۹ اور ۲۳۴ اور ۲۳۵ انتہائی کرم خوردہ ہیں۔

تعداد اوراق ۲۹۸، خط نستعلیق باریک، مخطوطہ شروع سے لیکر اخیر تک کاتبانہ جدولوں کے مابین تحریر ہے۔ ورق ۱۳۱ نقاشی و تذہیب کاری کا حامل ہے۔ سطور فی صفحہ ۱۳ (اوسطاً) تقطیع ۹½ × ۱۵½ سنٹی میٹر، کاغذ غیر کشمیری۔

مخطوطہ کے اختتام پر کاتب کا نوٹ بایں طور ہے

"تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بدستخط فقیر الحقیر جوہر امنا بادی بالتاریخ ۲ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۰۷۰ھ (غالباً ۱۰۷۰ھ)"

اس مخطوطہ کے ورقِ اوّل کا پانچواں شعر جو کامل طور پر پڑھا جا سکتا ہے یہ ہے:

تازہ گو شاعریست چرب زبان   سخنش در کمالِ شادابی

اور آخری بیت یہ ہے:

با ایں لب شیریں ز کلامِ تو سپہر   گفتار دہد روزۂ امروز ترا

دیوان طالب آملی کا اسقدر قدیم نسخہ انتہائی نایاب ہے۔ طالب اگرچہ ایرانی شاعر تھا، لیکن ہند اور کشمیر سے اُسے والہانہ محبت تھی جس کا ثبوت اُس کی کشمیر میں وفات سے ہوتا ہے۔

دیوانِ ظہوری

ردیف دال تک مُلّا نورالدین محمد ظہوری ترشیزی متوفی ۱۰۲۶ھ (۱۶۱۷ء) کی غزلیات کا فارسی دیوان ہے۔ ترتیب غزلیات حروف تہجی کے مطابق ہے۔ ظہوری شعرائے ایران سے تھا لیکن وہاں سے ہجرت کر کے دکن میں ابراہیم عادل شاہ ثانی کے شعراء میں داخل ہو گیا تھا۔ ظہوری ابوالفیض فیضی برادر اکبر ابوالفضل کا معاصر تھا۔ خود فیضی ظہوری کے کمالات کا معترف تھا۔ اور بعض غزلیات کے جواب سے معذوری ظاہر کی ہے۔

مضمون شعر و ادب (غزلیات)، زبان فارسی، مؤلف و ناظم مُلّا نورالدین محمد ظہوری ترشیزی یا تربت خراسانی، ناقل نامعلوم، سال کتابت نامعلوم، لیکن مخطوط کے پہلے صفحہ کی دو مہروں سے جن کا سال ۱۹۴۰ سنہ بکرمی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط اسی یا اس کے لگ بھگ زمانے کی تحریر ہے۔ مہروں پر اس مصرع کے الفاظ کندہ ہیں۔

"دیائے رام بحالِ تمکند شامل باد"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً تمکند رام نامی کوئی شخص مخطوط کا کاتب اور ابتدائی مالک تھا۔ خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۷۶، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع : ۱۶ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز : آنکہ خواہد داشت فردا رحمتش دیوان ما
گشتہ وصفش آفتاب مطلع دیوانِ ما

(اسی غزل کے شعر ۹، ۱۰، اور ۱۱ کے دوسرے مصرعے ورق پھٹ جانے کے باعث ناپید ہیں)

آخری شعر : دل می دہد فریبت ، بازی مخور ظہوری

(اس شعر کا دوسرا مصرع آئندہ صفحہ پر تھا جو ندارد ہے۔ رکاب سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مصرع کی ابتداء ان الفاظ سے تھی: "بیگانہ پرور ما"

دیوان ظہوری کوئی نایاب مخطوطہ نہیں ہے۔ اس کے متعدد مکمل و نامکمل نسخے ہند و پاک اور دنیا کی دیگر قلمی لائبریریوں میں بھی دستیاب ہیں۔ دیوان ظہوری متعدد بار ہندوستان میں چھپ چکا ہے اور قدیم زمانے میں فارسی زبان کے نصاب میں داخل رہا ہے۔

---

225. **358**

دیوانِ علوی

قصاید و غزلیات اور رباعیات کا مجموعہ ہے۔ قصاید کا تعلق مدحتِ رسول اور اہلِ بیت سے ہے۔ غزلیات عاشقانہ اور صوفیانہ دونوں انداز کی ہیں۔ اور ان کی ترتیب بقاعدۂ حروف تہجی ہے۔ رباعیات فولیو ۱۶۸ کے حاشیہ سے شروع ہو کر اخیر کتاب تک ممتد ہیں اور ان کا تعلق تصوف اور دیگر موضوعات سے ہے۔ ترتیب مضامین حسب ذیل ہے:

۱۔ قصائد فولیو ایک سے فولیو ۲۵ تک۔

۲۔ ترکیب بند فولیو ۲۵ سے فولیو ۳۰ تک۔

۳۔ قطعہ بند ف ۳۰ سے ف ۳۲ تک۔

۴۔ ف ۳۲ سے ف ۳۴ تک۔

۵۔ ترجیع بند ف ۳۴ سے ف ۳۹ تک۔

۶۔ غزلیات ف ۳۹ سے اخیر کتاب تک۔

۷۔ فولیو ۱۶۸ سے سلسلۂ رباعیات جو ورق کے حاشیہ پر ہے، فولیو ۸۰ تک ممتد ہے۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، نام شاعر علوی، زمانۂ تنظیم نامعلوم، تاریخ کتابت

و نقل نامعلوم۔ خط نستعلیق خفی عمدہ اُستادانہ، کاغذ کشمیری۔ فولیو ۱۸۲۔ اوسط سطور فی صفحہ ۱۶، تقطیع ۵ء۱۰ × ۹ء۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : از ہر دو دیدہ مطلع دیوان حیرتم

بسم اللہ از نگاہ پریشان حیرتم

اختتام: چو علوی ناروا افتاد نقد اشکِ آگاہی

کہ از قلب شد کامل عیار گریۂ مستی

359

174.

دیوانِ غنی

دیوان غنی کا انتہائی نادر اور قدیم ترین نسخہ جو اُس کی وفات کے صرف چار سال بعد تحریر کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ جگموہن لال ایڈوکیٹ مائی تھان آگرہ (یو۔پی) کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ غالباً محمد امین داراب نے ۱۹۶۴ء دیوان غنی (چھاپ کلچرل اکادمی، لال منڈی سرینگر کشمیر) کی تدوین کے دوران اسی نسخۂ آگرہ کو مدِّ نظر رکھا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انہوں نے اس نسخہ کی تاریخ کتابت ۱۰۸۰ھ (۱۶۶۹ یا ۱۶۷۰ء) قلمبند کی ہے، جب کہ دیوان غنی کا زیرِ تبصرہ مخطوطہ جمعرات ۱۵ رمضان ۱۰۸۳ھ (دسمبر ۲۶، ۱۶۷۲ء) کی تحریر ہے۔

غنی کشمیری، کشمیر کے قبیلۂ عشائی سے تھا۔ نام مُلّا محمد طاہر ہے۔ مُلّا محسن فانی سے تلمذ اختیار کیا۔ تخلص کے مطابق ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۰ء) میں شعر کہنا شروع کیا۔ غنی ریعان جوانی میں ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۸ء) میں وفات پا گیا۔ مخطوطہ فولیو ۹ سے شروع ہے اور باقی آٹھ فولیوز غائب ہیں۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ مثنوی در شدّت زمستان اور تاریخ طالب ہمدانی (فولیو ۹ و ۱۰)

۲۔ غزلیات فارسی باعتبار حروف تہجّی (ف ۱۰ سے ف ۷۷ تک)

۳۔ رباعیات از ف ۷۷ (ب) تا ف ۸۶ (ب)

مضمون شعر و ادب، غزلیات، رباعیات، مثنوی اور قطعۂ تاریخی، زبان فارسی۔ مُصنّف مُلّا محمد طاہر غنی کشمیری، زمانۂ تصنیف سترھویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل نامعلوم، تاریخ نقل ۱۵ ماہِ رمضان، روز جمعرات ۱۰۸۳ھ (۲۶ دسمبر ۱۶۷۲ء)

(نوٹ) اس قدیم نسخہ کی موجودگی سے تذکرہ نگاروں کے اس قول کی نفی ہوجاتی ہے کہ سب سے پہلے میرزا محمد علی ماہر اکبرآبادی نے غنی کی وفات کے بعد اُس کے دیوان کو مرتّب کیا تھا۔ اور اگر یہ بات دُرست ہے تو غالباً یہی نسخہ میرزا محمد علی ماہر کی تحریر ہے) کاغذ کشمیری، خط نستعلیق شکستہ خوشخطی کی جداول کے مابین تحریر، فولیو ۷۶، سطور فی صفحہ دس، تقطیع ۷½ × ۸، ۱۵ سنٹی میٹر
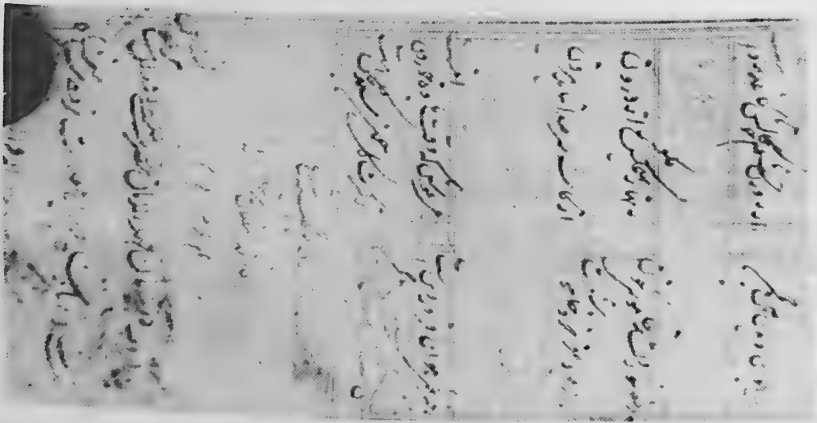
مخطوط اخیر پر ناقابل مطالعہ پانچ مُہروں کا حامل ہے۔

آغاز: زبس حرف رانیست پروای آب　　که بندد کف بحر بالای آب

اختتام: برنخیز غنی ہوای فرور دین است می نوش کہ وقتِ بادہ اینست

معنی است کہ آشیانِ مرغانِ چمن از کثرت گل چمن سبد گلچین است

کاتب کا اختتامیہ: ایں کتاب در زمان زمان مہد الامان خلیفۂ دوران مربع نشین مثلث نشان پادشاہ جم جاہ معدلت پژوہ شاہنشاہ داراشکوہ سلطان البر والبحر جلال الدین محمد اکبر۔

---

398. 360

دیوانِ غنی

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی مجموعۂ اشعار و غزلیات ہے۔ یہ غزلیات عام ایرانی شعراء کے کلام کے برخلاف ایسے اشعار پر مشتمل ہیں جن میں صفتِ (نزاکت) دعویٰ و دلیل ملحوظ رکھی گئی ہے اور یہ ہندوستان کے خیال پسند شعراء کا عام رجحان تھا۔ کچھ غزلیات اساتذہ کی زمینوں میں ہیں، لیکن رفیع کی طرز میں تحریر غزل سے عاجزی کا شاعر کو واضح طور پر اعتراف ہے (ف ۳۵)۔ کشمیر کے عام حسن میں صرف ایک شعر (ف ۱۸) وارد ہے۔

مضمون دیوان اشعار (غزلیات)، فارسی، شاعر مُلّا طاہر غنی عشائی متوفی ۱۰۷۹ہجری (۱۶۶۸ء) "پنہان شدہ گنج ہنری زیر زمین" تاریخ وفات ہے، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم لیکن اندازاً ایک سو سالہ قدیم نسخہ، لوح منقّش، دو کالمی تحریر، خطِ نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۸، اوسط اشعار فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۱ × ۸، ۲۰ سنٹی میٹر۔

آغاز: جنونی کو کہ از قیدِ خرد بیروں کنم پا را

کنم زنجیر پای خویشتن دامانِ صحرا را

اختتام: سنگ در کوچۂ و بازار کمین کردہ غنی من مجنون چہ کنم گر نبود کوہکنی

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

411.

361

دیوانِ قاسم انوار

حروفِ تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعۂ اشعار ہے۔ مخطوط کے صفحۂ اول پر "دیوانِ قاسم انوار" مذکور ہے، جو غالباً درست معلوم نہیں ہوتا۔ قاسم انوار کے علاوہ یہ کوئی اور قاسم ہے۔ دیوان کا دوسرا نام دیوانِ قاسمی بھی ہے، کیونکہ شاعر قاسم اور قاسمی دونوں تخلّص استعمال کرتا ہے۔ دیوان غالباً ناقص ہے اور ردیف میم کی غزلیات تک محدود ہے۔

مضمون شعر وسخن (دیوان)، زبان فارسی، شاعر قاسم یا قاسمی، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب وسال کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ غیر کشمیری، اوراق ۱۲۳، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۱ × ۶ یا ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: من بیچارۂ سودا ازده سرگردانم   کہ باوصاف خداوند ......

اختتام: مصحف حسنش بخط صدف غبارست

من صفت آن خط غبار چہ گویم

بوجہ ناقص الآخر کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

450.

362

دیوانِ محتشم

حروفِ تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے، لیکن یہ غزلیات صرف ردیف "ت" تک ہیں۔ ردیف وار غزلیات کی تعداد حسب ذیل ہے:

ردیف "الف" ۱۰ غزلیات۔

ردیف "ب" ۴ غزلیات

ردیف "ت" ۹ غزلیات۔ اس ردیف کی غزلیات بالعموم عشق و عاشقی کے مضامین کی بجائے مناقب و نعوت کا رنگ لئے ہوئے ہیں۔

کتاب کی اندرونی شہادتوں سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ محترم محمد شاہ پادشاہ غازی شہنشاہ ہند (۱۱۳۲ھ - ۱۱۶۱ھ = ۱۷۱۹ء - ۱۷۴۸ء) کے دور کا شاعر تھا، اور مذہباً اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا تھا، چنانچہ چار یار باصفا میں فضیلت ابوبکر صدیقؓ کا قایل تھا۔

مضمون شعر و سخن (دیوانِ غزلیات)، زبان فارسی، شاعر محترم (غالباً کشمیری)، زمانہ تالیف بارھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کی نقل، خط نستعلیق شکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۳، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۱ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: در خدا گیرم کہ کردی محو کے کردی خدا   کد خدائی میشوی گرمی شوی از خود جدا

اختتام: می کشم رنج تو از گنجم نمی گوئی خبر   نیست از بالاے تو نفعی مرا غیر از بلات

مخطوطہ نایاب و غیر مطبوعہ ہے۔ کاتب کا اختتامیہ ندارد، اچانک ختم ہو گیا ہے۔

اس دیوان سے غالباً ایک نئے شاعر کی دریافت ہوتی ہے۔

لکھتے تھے اور مولانا شبلی نعمانی سے تعلقات رکھتے تھے۔

جواب مراسلۂ منظومہ

میر سیف الدین تارہ بلی کشمیری مقیم لدھیانہ پنجاب کو، اُن کے معاصر کسی شخص سید غنی شاہ نے ایک منظوم خط لکھا تھا، اور مرتع الغزلان تصنیف مولوی حیدر صاحب پشلو کشمیری کے ساتھ اپنی بھی کچھ غزلیات روانہ کی تھیں۔ ساتھ ہی درخواست کی تھی کہ وہ ادعیۂ و اذکار روانہ کردیں جو میر سیف الدین تارہ بلی نے لکھی تھیں۔ اسی منظوم خط میں قصّۂ وامق و عذرا کی تکمیل کی بھی خواہش کی گئی تھی۔ یہ منظوم جواب سیّد غنی شاہ کے منظوم خط کے جواب میں ہے۔

مضمون شعر و شاعری (مثنوی)

زبان فارسی، مثنوی نگار میر سیف الدین تارہ بلی کشمیری، تاریخ نظم ۲۰ ربیع الاوّل ۱۲۷۲ہجری (۳۰ نومبر روز جمعہ ۱۸۵۵ء) مُصنّف کا خود نوشت

بقول مصنّف یہ رسالہ اُس نے مُرشد زادہ میر غیاث الدین صاحب کی تفریح طبع کے لئے قلمبند کیا ہے۔ خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۸، تعداد ابیات ۸۱،

تقطیع: ۲، ۱۵ x ۸، ۲۲ سنٹی میٹر۔ مقام کتابت لودیانہ، پنجاب۔

ابتداء: نامۂ صوفیاں صفا بارد بوئے از گلشن وفا آرد

اختتام: فالدّعا مُدّعا ختام کلام بردُعا والسلام والاکرام

مصنّف (جو خود کاتب بھی ہے) کا اختتامیہ:

"ناظمہ و کاتبہ الفقیر میر سیف الدین عفا ربہٗ عنہ و عن والدیہ بتاریخ بیستم ربیع الاول ۱۲۷۲ہ ہجریہ برای تفریح مرشدزادہ رشد و سادہ میر غیاث الدین صاحب در لودیانہ نوشت فقط۔"

میر سیف الدین نے کشمیری میں مرصع طرز میں "ھی مال ناگرا ے" اور "وامق عذرا" نامی مثنویات بھی لکھی ہیں۔ جو شایع ہو چکی ہیں۔

---

256. 364

چائے نامہ منظوم

کشمیر میں ۱۲ ویں صدی ہجری کا اواخر اور تیرھویں صدی ہجری کا آغاز (۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدی عیسوی) خطا (چین) سے براستۂ لداخ مشروبات میں چائے کی درآمد کیلئے مشہور ہے۔ یہ چائے خطا (موجودہ سنکیانگ، چین) کے سوداگروں کے ذریعہ گھوڑوں پر لاد کر کشمیر میں لائی جاتی تھی۔ کشمیر میں اس نئے مشروب کا بے حد سواگت ہوا اور فی الفور تمام کشمیر میں بحیثیت مشروب رائج ہو گئی۔ شعراء نے بڑھ چڑھ کر اس کی شان میں قصاید اور نظمیں لکھیں۔ زیر بحث چائے نامہ بھی انہیں منظومات کا ایک حصہ ہے۔

چائے نامہ میں خدا کی تعریف بھی چائے کی تشبیہہ سے شروع کی ہے۔ بعد ازاں چائے کی خوبیوں پر ایک مکمل تبصرہ ہے، اسے تماکو (تمباکو) اور نسوار پشاوری سے خوبی میں بڑھا دیا گیا ہے۔ خطا کے سوداگر بوروں میں بھر کر اور گھوڑوں پر لاد کر اسے جب کشمیر لاتے ہیں، تو یہ بار نہایت

ہی مُبارک اور ارزان ہوتا ہے۔ چائے کی درآمد سے ۱۸ویں اور ۱۹ویں صدی میں کشمیر کا سنٹرل ایشیا (وسط ایشیا) سے تجارتی تعلقات کا بھی علم ہوتا ہے۔ چائے نامہ کشمیر میں چائے کی تاریخ اور اور اُس کی درآمد پر قابلِ وثوق سند ہے۔ اس کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر، سرینگر میں محفوظ ہیں۔

مضمون شعر و سخن (مثنوی)، زبان فارسی، شاعر، مُلّا حمیدُ اللہ ساکن نوبوگ سنے پرگنہ، برنگ، کشمیر جنوبی، متوفی ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸ء بعہد ڈوگرہ شاہی) فقرہ "بخُلدِ برین شُد حمید" تاریخ وفات ہے
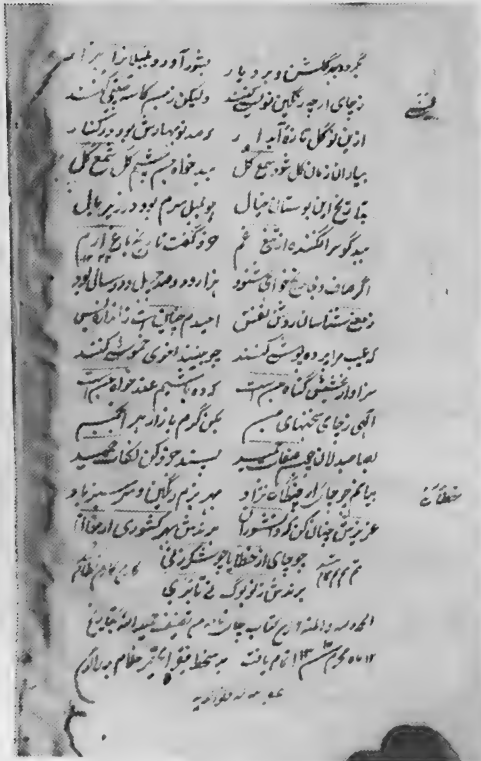
۱۲۶۴ھ

کاتب بدرالدین، تاریخِ کتابت ۱۲/ محرم ۱۳۱۵ھ (اتوار، ۱۳/ جون ۱۸۹۷ء)

تاریخ تصنیف چائے نامہ ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۷/۱۸۲۶ء بعہدِ سکھا شاہی) فقرہ "باغِ ارم" تاریخ تصنیف ہے جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

بہ بد گو سر افگندہ از تیغِ غم

خرد گفت تاریخ "باغِ ارم"

اگر صاف و بے رنج خواہی شنود

ہزار و دو صد چہل و دو سال بود

خطِ نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ کشمیری، لوح کا نصف صفحہ پیپیر ماشی کی نقاشی کا حامل، فولیو ۱۰، سطور فی صفحہ ۱۶،

تعداد ابیات ۲۹۵ ، تقطیع ۱۷ × ۲۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : چہ بے رنگ شاہی کہ با این نگار   زمین کردہ چوں چائے سبز از بہار

اختتام : چو چائے از خطا یا چو شکرزنی   برندش ز نو بوگ نے تا بری

کاتب کا اختتامیہ : الحمد للہ و المنۃ کہ این کتاب چائے نامہ من تصنیف حمید اللہ بتاریخ ۱۲ ماہ محرم ۱۳۱۵ھ اتمام یافت بدستخط فقیر الحقیر غلام بدر الدین۔

---

198. 365

خریطہ مشتمل بر منقبت جناب حضرت محبوب العالم

ایک سو سترہ (۱۱۷) اشعار پر مشتمل بزبانِ کشمیری جن میں بعض فارسی اشعار کی بھی ملاوٹ ہے، جناب سلطان العارفین حضرت مخدوم حمزہ کشمیری علیہ الرحمتہ کی منقبت میں ہے محامد و اوصاف کے درمیان ان کی والدہ مریم اور والد عثمان کا بیان بھی ہے۔ ان کے علاوہ شیخ کے بھائی بابا علی رینہ اور مہدی چوپان کا خاص طور پر ذکر ہے۔ سلطان العارفین کے دیگر خلفاء اور مُریدین بھی اس نظم میں جگہ پا گئے ہیں۔ منقبت کا ہر چوتھا مصرعہ "مدد یا حضرت سلطان مدد کر" پر ختم ہوتا ہے۔ منقبت کے دوران سلطان العارفین کی کرامات کا خاص طور پر ذکر ہے۔ حضرت سلطان کے مُرید خاص میر حیدر تیلہ موتی اور بابا نصیب الدین غازی خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔

مضمون شعر و ادب (منقبت)، زبان کشمیری، ناظم پیر احد جو، تاریخ تصنیف ۲۹ ماہ شوال ۱۳۰۷ھ (بدھ، ۱۸ جون ۱۸۹۰ء)، ناقل غلام احمد، سالِ نقل تقریباً متذکرہ صدر، خط نستعلیق سادہ مائل بہ شکستہ، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۲۳ (۱۱۷ اصل منقبت اور چھ اضافی کُل تعداد ۱۲۳ ابیات)، تقطیع ۱۵ × ۱۴۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : سدا بوزم گدا اوسے بو بر در   مدد یا حضرت سلطان مدد کر

اختتام: ثرٰیا مخدومہ مئے کُن نظر کر   بگفتن چھم یہ نادانی سراسر

کاتب کا اختتامیہ: از پیر احد جو بتاریخ ۲۹ ماہ شوال ۱۳۰۷ھ تحریر یافت. اگر جائے خطا باشد بذیل کرم بپوشند کہ در اضطراب نوشتہ شد۔

نوشتم من درین اوراق نامہ   کہ ماند از من مسکین نشانہ
اگر گویند آں مسکین کجا رفت   بگو بگریخت از دست زمانہ

کاتب کا نام غلام احمد خریطہ کے مع چار اور اشعار کے درج ہے۔

---

170.   366

دو قطعے

آگے پیچھے ایک طویل ورق پر مشتمل دو قطعوں کا مجموعہ ہے۔ پہلی طرف کا قطعہ کسی شخص "ہمایوں بخت" کی تعریف میں ہے۔ یہ پندرہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اور قطعہ دوم جو ورق کی دوسری جانب ہے، تہنیتِ عید الفطر پر مشتمل ہے۔ یہ تہنیت نواب لکھنو کو عید الفطر کے موقعہ پر دی گئی ہے۔ دونوں قطعات کے ناظم امداد علی بحر، متوطّن فیض آباد ہیں۔ تذکرۂ محمد رضا خان کے مطابق "امداد علی بحر متوطّن فیض آباد امام بخش ولد خضر احمد خاں ابن محمد یوسف خان جاگیردار معمورہ ولد شیخ مراد والا شاہی کے فرزند تھے۔ اکبر بادشاہ کی سرکار میں دو رسالے تھے، ایک کا نام والا شاہی اور دوسرے کا اعلا شاہی تھا۔ سیّد جلال اعلا شاہی کا اور شیخ مراد والا شاہی کا رسالہ دار تھا۔"

مضمون: شعر و ادب، زبان اردو، شاعر و ناظم شیخ امداد علی متخلّص بحر، فیض آبادی زمانۂ نظم انیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و ناقل تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق سادہ، دونوں قطعات کی تعداد اشعار ۲۹ (۱۵ اور ۱۴ بالترتیب)، کاغذ کشمیری،

تقطیع ۱۸ × ۲۹ سنٹی میٹر۔

قطعۂ اوّل کی ابتداء اور اختتام:

حاتم وقت رستم دوران | ابن شاہِ شہان ہمایوں بخت
بحمد اللہ دن پھرے تیرے | ہیں بڑے ہی جوان ہمایوں بخت

قطعۂ دوم کی ابتداء اور انتہا!

قبول روزی (سے) ہوئے جشن عید ہے آغاز
اذانِ صبح میں ہے شادیانے کی آواز
نگاہِ لطف و کرم سوئے بحر لازم ہے
قبولِ نذر ہو یہ اسے امیر بندہ نواز

قطعات مذکورۂ اُنیسویں اور اُس سے قبل کی صدیوں کی اُردو املا نویسی کی تاریخ پر بہت اچھی روشنی ڈالتے ہیں۔ قدیم زمانے میں لمبی یے اور گول "ی" دونوں گول "ی" سے لکھی جاتی تھیں اور ان قطعات کا املا اس کا مستند ثبوت ہے۔

---

183. 367

دیوانِ آتش

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ اس سے اٹھارویں صدی عیسوی میں اردو کے مروجہ رسم الخط پر روشنی پڑتی ہے۔ دیوان بلا کسی تمہید کے ردیف الف کی غزل سے شروع ہو گیا ہے۔

مضمون شعر وسخن (دواوین)، زبان اردو، شاعر خواجہ حیدر علی آتش فیض آبادی، زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی، کاتب محمد علی بخت قادری چشتی۔ کاتب نے یہ دیوان مرزا غلام

عماد الدین عرف مرزا کاشو خلف الصدق مرزا علی بخش کی حسب فرمایش نقل کیا ہے۔ مخطوط شاعر کی زندگی میں منقول ہونے کے باعث معتبر اور بہت اہم ہے۔ تاریخ کتابت ۴ ماہ ربیع الثانی ۵ سنہ جلوس محمد شاہی (۱۱۴۹ھ = اگست ۱۷۳۶ء)۔ خطِ نستعلیق مایل بہ شکستہ، دو کالمی تحریر، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۲۶۲، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۲۰٫۵ × ۳۰٫۵ سنٹی میٹر۔

آغاز:

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اختتام:

قالب خاکی کو لو سنتے ہیں آتش زیر خاک
کچھ نہیں معلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد دیوان خواجہ حیدر علی آتش بموجب فرمایش مرزا غلام عماد الدین عرف مرزا کاشو خلف الصدق مرزا علی بخش صاحب بتاریخ چہارم شہر ربیع الثانی ۵ سنہ جلوس محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ۔ کاتب الدیوان فقیر حقیر محمد عالی بخت قادری چشتی عفی اللہ عنہ بروز دوشنبہ۔

دیوانِ جامی

غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے۔ غزلیات کی ترتیب رسم کے مطابق حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی ہے۔ غزلیات سے قبل چند حمد اور نعوت ہیں۔ دیوان کے آغاز میں نو صفحات کا نثر میں مقدمہ ہے جس میں جامی کی جائے پیدایش اور شیخ الاسلام احمد جامی سے نسبت کا بیان ہے۔ دیوانِ اشعار قصاید، غزلیات، قطعات و رباعیات پر مشتمل ہے۔ تمام ابیات کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار سات سو پچاس (۸،۷۵۰) ہے۔ اس کے دو عدد نسخے مدرسۂ سپہ سالار تہران کی قلمی لائبریری میں زیر نمبر ۳۳۳ و ۳۳۴ محفوظ ہیں۔ دیوان جامی کا زیر بحث نسخہ خواجہ عبدالغفور نقشبندی کے ذریعہ جن کی چار عدد مہریں دیوان کے آغاز سے قبل ساتویں صفحہ پر ثبت ہیں کسی شخص عبدالعزیز کی معرفت بارہ روپوں میں شہر کابل میں خرید کیا گیا ہے۔ تاریخ خرید ۷ ذی الحجہ ۱۲۷۰ھ (جمعرات ۳۱ اگست ۱۸۵۴ء) ہے۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، شاعر نورالدین عبدالرحمان بن احمد بن محمد جامی متوفی ۱۷ محرم الحرام ۸۹۸ ہجری (۷ نومبر، جمعرات ۱۴۹۲ء)، تاریخ تالیف ۸۸۴ھ (۱۴۷۹ء) جیسا کہ جامی کے اس شعر سے مستفاد ہے:

از گوہرِ سال نظم ایں عقد دُرر بر روئے صدف نہادہ یکدانہ گہر

"صدف" کے منہ پر ایک نقطہ لگانے سے "ضدف" ہو جاتا ہے اور یہی لفظ دیوان کی تاریخ تالیف ہے۔ ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق، مقدمہ کی صفحہ کی لوح پیپر ماشی کی نقاشی کی حامل، دو کالمی سطور کے مابین تحریر، فولیو ۴۰۲ (صفحات ۸۰۴)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع ۱۰½ × ۲۰ ، ۱۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء : بسم اللہ الرحمان الرحیم ہست صلائے خوانِ کریم

آخری ابیات:

اشرف تو کمیت نکتہ دانی رانی — اسرار رموز جاودانی دانی

بنویس کہ مانند نداری درخط — درشیوۂ تصویر بمانی مانی

ناقل کا مخطوط کے اخیر پر نوٹ:

تمت تمام شد بتاریخ پانزدہم شہر صفر المظفر ۱۱۵۶ھ۔

184.

369

کلیاتِ انشاء

حسب ذیل مضامین کا مجموعہ ہے:

۱۔ قصاید از فولیو اول تا فولیو ۳۴۔

۲۔ غزلیات بترتیب حروف تہجی فولیو ۳۵ سے فولیو ۱۷۲ تک۔

۳۔ فردیات (۱۷۲ و ۱۷۳)

۴۔ رباعیات (۱۷۳ - ۱۷۴)

۵۔ قطعات در معرفت زبان پشتو (۱۸۴ - ۱۸۵)

۶۔ دیگر قطعات (۱۸۵ - ۱۹۲)

۷۔ چیستان و پہیلی (۱۹۲ - ۱۹۴)

۸۔ مثنوی فارسی (۱۹۵ - ۲۲۲)۔ تاریخ اتمام "نغمۂ آہنگ دل"۔ (۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء)

۹۔ شرح مائۃ عامل (۲۲۳ - ۲۲۵) بزبان فارسی۔

۱۰۔ دیوان فارسی (۲۲۶ - ۲۴۷) ترتیب حروف تہجی۔

۱۱۔ مخمسات (۲۴۸ - ۲۵۹)

۱۲۔ مسدّس (۲۵۹ - ۲۶۰)

۱۳۔ دیوان ہندی بے نقط (۲۶۱ - ۲۶۸)

۱۴۔ مثنوی بے نقط (۲۶۹ - ۲۷۲)

۱۵۔ شکارنامہ (۲۷۲ - ۲۷۶)

۱۶۔ متفرقات (۲۷۶ - ۳۳۸)

مضمون شعروسخن (دواوین)، زبان اردو، فارسی، پشتو، ہندی۔ شاعر میرانشاء اللہ خان مرحوم، زمانۂ تالیف اٹھارویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب اللہ داد بیگ عرف محمدی بیگ ولد محمد امین بیگ، تاریخ کتابت پیر ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۴ھ (۹ جنوری ۱۸۱۹ء)، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، اوراق ۳۳۸، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۲۰ × ۵، ۳۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : اے خداوند مہ و مہر ثریا و شفق۔

اختتام : اور کارروائی وہ کر جائے سب کی۔

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد دیوان میرانشاء اللہ خان مرحوم از دست اللہ داد بیگ عرف محمدی بیگ ولد محمد امین بیگ در ماہ ربیع الاول بتاریخ دوازدہم بروز دوشنبہ ۱۲۳۴ ہجری۔

---

93. 370

مجموعہ دیوانِ ظہوری و رسایل طغرا

۱۔ ملّا نورالدین محمد ظہوری کے دیوان شعر کا مجموعہ ہے۔ اس کی غزلیات کی ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہے۔ ظہوری ایرانی شاعر تھا اور ترشیز یا تُربتِ خراسان سے متعلق تھا۔ تکمیلِ مراتب کے بعد ہندوستان گیا اور والیٔ دکن ابراہیم عادل شاہ ثانی کی خدمت میں داخل ہوگیا۔ دیوانِ ظہوری اگرچہ قصاید، غزلیات، رباعیات پر مشتمل ہے، مگر زیر بحث مخطوطہ صرف مجموعۂ غزلیات

ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ مدرسۂ سپہ سالار جدید تہران میں زیر نمبر ۲۸۰۲ محفوظ ہے مخطوطہ مختلف دستخطوں سے مختلف اوقات میں تحریر کیا گیا ہے۔ کہیں خوش خط، کہیں شکستہ اور کہیں خوش خطی کی جدولوں کے مابین تحریر ہے لیکن عموماً شکستہ خط میں ہے۔ جداول کے مابین ورق ۹۷ سے ورق ۱۰۹ تک اور ورق ۲۷۱ سے ورق ۲۸۸ تک تحریر ہے۔ کُل اوراق ۳۱۶، سطور فی صفحہ ۱۳، خط نستعلیق و شکستہ، کاغذ کشمیری، تاریخ نقل نامعلوم، ناقل نامعلوم، اخیر پر قدرے نامکمل، حالت بحیثیت مجموعی اچھی۔ مضمون ادب و شعر۔ تقریباً تین سو برس پرانا۔ تقطیع ۱۲ × ۲۱½ سنٹی میٹر۔

پہلے ورق کا پہلا شعر یہ ہے:

چہ قامت است کہ دادست سرو ناز مرا   بجلوہ کند زین نخل برگ و ساز مرا

اور آخری ورق کا آخری شعر یہ ہے:

ز فیض مدحت دارائے عادل   ظہوری را کند الہام کاری

۲۔ رسایلِ طغرا، طغرائے مشہدی کے حسب ذیل رسایل کا مجموعہ ہے۔ یہ رسایل پُرتکلّف اور مُقفّیٰ و مسجع نثر پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ بیچ بیچ میں اشعار کے بھی حامل ہیں۔ طغرائے مشہدی ایک خوش فکر شاعر تھا۔ زیادہ تر انشاء پردازی میں خیال بندی کیا کرتا تھا۔ ایک مثنوی میں کشمیر کی تعریف کی ہے۔ شاہزادہ مراد بخش کے ملازموں اور حاشیہ برداروں سے تھا اور مدح میں قصیدے بھی لکھے ہیں۔ اخیر عمر میں مرزا ابوالقاسم دیوان المعروف بہ قاضی زادہ کی تحریک پر کشمیر میں آکر محلہ نایدیار سرینگر میں ایک دُکان پر دیوانہ وار رہا کرتا تھا۔ انتقال پر مزار شاعران در گجن سرینگر میں دفن ہوا۔

منشآتِ طغرا حسب ذیل ہیں:

۱۔ مشابہاتِ ربیعی نُسخہ ورق ۳۱۷ سے ورق ۳۲۲ تک۔

۲۔ آہنگِ بلبل ورق ۳۲۴ سے ورق ۳۲۸ تک۔

۳۔ مرأت الفتوح طغرا ورق ۳۳۰ سے ورق ۳۴۴ تک۔

۴۔ تاج المدائح ورق ۳۴۶ سے ۳۶۲ تک۔

۵۔ فردوسیۂ طغرا ورق ۳۶۴ سے ورق ۳۸۸ تک۔

۶۔ کنز المعانی طغرا ورق ۳۸۹ سے ورق ۳۹۵ تک۔

۷۔ تجلیات طغرا ورق ۳۹۶ سے ورق ۴۰۸ تک۔ طغراء کا یہ رسالہ کشمیر اور اُس کی خوبصورتیوں سے متعلق ہے۔ اس میں کشمیر کی فصل بہار، چنار، باغ فیض بخش اور خنکیٔ آب وہوا اور برف وغیرہ کا متخیلانہ ذکر ہے۔

اسی مجموعہ کے ملحق ورق ۴۰۹ سے ورق ۴۴۹ تک چالیس اوراق کسی نامعلوم فارسی تاریخ کے ہیں۔ ان کا تعلق ہندوستان پر بابر کے حملہ اور ابراہیم لودھی کی جنگ اور ہمایوں کے حملۂ سیالکوٹ سے ہے۔ آخری ورق سے سیاق کے دوران معلوم ہوتا ہے کہ ۹۳۵ھ (۱۵۲۹ء) میں مؤرخ یہ تاریخ لکھ رہا تھا۔

ورق ۴۵۰ ادویہ سے متعلق ہے، اور ورق ۴۵۱ اور ۴۵۲ صرفی کی فارسی غزلیات سے متعلق ہیں۔ یہ صرفی کشمیری ہے۔
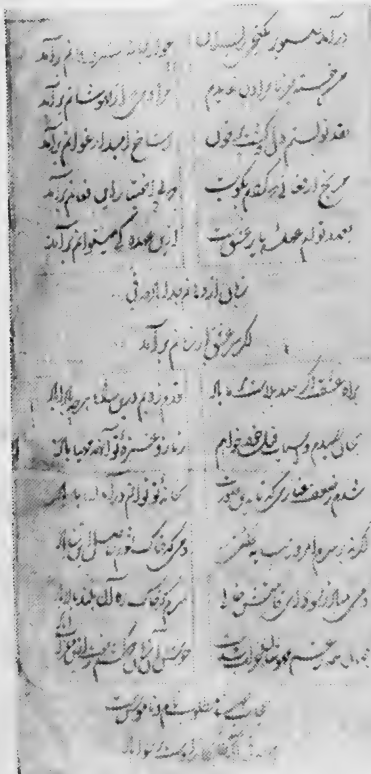
خط نستعلیق سادہ، ماسوائے اول الذکر بقیہ مخطوطوں کے اوراق ۱۳۶، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۲ × ۲۱½ سنٹی میٹر، مضمون ادب و شعر، نام ناقل اور تاریخ کتابت نامعلوم، تاہم تین سو برس قدیم۔ حالت بحیثیت مجموعی درست۔

---

220. 371

مجموعہ صوفیانہ مذاق

بشکل بیاض اقوال و ابیات اور اشعار کا مجموعہ ہے جن میں صوفیانہ مضامین قلمبند کئے گئے ہیں۔ یہ اقوال و ابیات مشہور بزرگوں اور صوفیانِ کرام کے ہیں جو وقتاً فوقتاً کہے گئے ہیں۔ انتخاب اقوال و اشعار میں بیاض نگار نے اپنے ذوقِ ادب و شعر کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اس سے مؤلف کی طبع تصوف پسندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

مضمون شعر و ادب بشکل بیاض، زبان زیادہ تر فارسی اور کہیں کہیں اردو، بیاض نگار عاصی پُر معاصی غلام محمد نقشبندی، تاریخ کتابت ابتدای شوال ۱۳۳۹ھ (بمطابق جون ۱۹۲۱ء) بیاض نگار کا خود نگاشتہ، تاریخ اختتام نامعلوم، خطِ نستعلیق خوش خط، کاغذ مشینی (بل کا تحریر شدہ فولیوز ۱۱۴، سطور فی صفحہ مختلف، تقطیع: ۱۰٫۳ × ۱۵٫۷ سنٹی میٹر۔

آغاز: گرچہ ناپاکم ولیکن دل بپاکان بستہ ام
در بہارستانِ عالم، رشتۂ گلدستہ ام

اختتام: شجرۂ طیبہ حضرتِ خواجۂ بزرگ نقشبند بخاری رح۔

جامع بیاض کا اختتامیہ ندارد۔

مجموعۂ منظومات فارسی

بیاض نما انداز کا فارسی منظومات کا مجموعہ ہے جس میں زیادہ تر نظمیں مُلّا توفیق کشمیری

سے متعلق ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ مثنوی در تعریف کشمیر صفحہ اول و دوم۔

۲۔ مخمس توفیق بر حافظ (صفحہ ۳ و ۴)، مخمس توفیق بر غزل صائب (ص ص ۴-۶)

ایضاً مخمس توفیق بر غزلِ صائب (۶-۷)، بر غزل کلیم (۷-۹)، بر غزل صائب (۹-۱۰)، بر غزلِ

جامی (۱۰ و ۱۱)، بر غزلِ کلیم (۱۲-۱۳)، بر غزلِ جامی (۱۳، ۱۴)، بر غزل صائب (۱۵ و ۱۶)

بر غزل جامی (۱۶-۱۸)، بر غزل صائب (۱۸ و ۱۹)

۳۔ رباعیات (۱۹-۲۱)

۴۔ منقبت شاہ نقشبند مُشکل کشا (ص ص ۲۲-۲۴)

۵۔ منقبت حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ (۲۴-۲۵)

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی، نظم، شاعر زیادہ تر مُلّا توفیق کشمیری متوفی سنہ ۱۱۹۷ھ

(۱۷۸۳ء)، بوجہ ناقص اول و آخر کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق خفی مایل بہ شکستہ

دو کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۵، سطور فی صفحہ ۱۰، تقطیع ۳۰، ۱۰ × ۱۸½ سنٹی میٹر

ابتداء: کدو خوش بنزدیک نرگس بکار سفارش چہ حاجت تو ئی بیبر کار

اختتام: یا حضرتِ مخدوم حاجات، مابہ تراست معلوم

حاجت چو روا است پی شما چیست حاجت بغرض ما

مخطوطہ کناروں پر سفید کاغذ سے مرمت شدہ ہے۔

مخزنِ اسرار

نظامی گنجوی کی مثنویاتِ پنج گانہ میں جو پنج گنج اور خمسۂ نظامی کے نام سے بھی مشہور ہیں، مخزن اسرار اُس کی پہلی مثنوی ہے۔ یہ مثنوی دو ہزار دو سو دو (۲۲۰۲) ابیات پر مشتمل ہے نظامی نے اسے بہرام شاہ منجکی والیٔ ارزنجان کے لئے نظم کیا تھا، اور اس کے صلے میں پانچ ہزار دینار سُرخ (اشرفیاں) اور پانچ تیز رفتار خچر حاصل کئے تھے۔ مخزنِ اسرار میں حمد و نعت کے بعد عارفانہ اسرار و رموز مختلف حکایات کے ذریعہ اُجاگر کئے ہیں۔ ہر واقعہ اور عنوان کے اختتام پر نظامی نے اپنا نام ظاہر کردیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اپنی شاعرانہ عظمت کا خاص احساس تھا۔ مخزن اسرار ہمیشہ سے کشمیر اور بیرونِ کشمیر کے فارسی درسی نصاب میں شامل رہ چکی ہے۔

مضمون شعر و ادب (مثنویات)، زبان فارسی، ناظم و شاعر حکیم نظامی گنجوی متوفی (۱۲۱۴ء) تاریخ تالیف ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ (پیر ۶ مئی ۱۱۵۷ء) جیسا کہ کتاب کے اخیر پر خود کہتا ہے:

بود حقیقت ز شمار درست　　بیست و چہارم ز ربیع نخست

از گہ ہجرت شدہ تا ایں زمان　　پانصد و پنجاہ دو افزون بران

مثنوی کا نام مخزن اسرار اس بیت سے جو مثنوی کے آخری صفحہ پر ہے، عیاں ہے:

پائے ز سر کرد و ز لب دُر فشاند　　مخزنِ اسرار بپایان رساند

کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۷۸ھ (جمعرات ۲۶ جون ۱۸۶۲ء) خطِ نستعلیق باریک، سادہ، آخری صفحہ بطرز شکستہ، کاغذ کشمیری، فولیوز ۷۹، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۱½ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　ہست کلید درِ گنج حکیم

آخری بیت : آنکہ کند روبسوئے دامنم　　منت صد جان بودش برتنم

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد بیست و ہشتم شہر ذی الحجہ ۱۲۷۸ھ۔

374

7.

مخزنِ اسرار

نظامی گنجوی کے خمسہ کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ باقی چار یہ ہیں :

۱۔ خسرو شیریں

۲۔ لیلیٰ مجنون

۳۔ ہفت پیکر

۴۔ اسکندر نامہ ۱

اسکندر نامہ ۲

دام اقبالہ

حسب الفرمائش خواجہ سیف الدین صاحب

از بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد صاحب

بید احقر میرزا حید ۱۲۷۳ھ

مخزن اسرار نظامی کا اکادمی کا زیر بحث محفوظ نسخہ انتہائی خوش خط ہے۔ باریک خطِ نستعلیق میں ہے۔ اشعار دوہری جدولوں کے مابین جو سنہری ہیں نقل کیا گیا ہے۔ فی صفحہ ۹ سطور ہیں۔ فولیو اول اعلیٰ درجے کی نقاشی اور تذہیب کاری کا حامل ہے۔ جدولین کا مابین پھولوں سے مزین ہے۔ تعداد فولیو ۱۳ (الف) ہے۔

مخزن اسرار (اسرار کا خزانہ) فارسی کے مشہور شاعر شیخ ابو محمد الیاس نظامی گنجوی کی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع جیسا کہ نام سے اظہار ہوتا ہے تصوّف ہے۔ اُس کے اپنے بیان کے مطابق نظامی نے مثنوی مخزن اسرار ۲۴ ربیع الاول ۵۵۹ھ (جمعرات، ۲۰ فروری ۱۱۶۴ء) کو منظوم کی، اور اس لحاظ سے خمسۂ نظامی میں اسے پہلا درجہ حاصل ہے۔ اس سلسلے میں نظامی کا بیان یہ ہے :

پائے زسر ساخت زلب در فشاند　　مخزنِ اسرار بپایان رساند

بود حقیقت ز شمار درست	بست و چہارم ز ربیع نخست
از گہ ہجرت شدہ تا این زمان	پانصد و پنجاہ نہ افزون بر ان ۵۵۹ھ

نوادر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ مرتب سید احسن شیر، نمبر ۱۳، ص ۶ میں مخزن اسرار کا سال تالیف ۱۴ رجب ۵۵۲ھ تحریر ہے جو مذکورہ اشعار کے مطابق درست نہیں ہے۔ مخزن الاسرار کے اتباع میں فیضی (م ۱۰۰۴ھ = ۹۶/۱۵۹۵ء) نے مخزن الادوار اور عرفی (م ۱۵۹۱ء) نے اسی نام کی مثنوی لکھی ہے۔ مخزن الاسرار کا پیش نظر مخطوطہ میرزا حیدر خوش نویس کا ہے۔ یہ نسخہ اُس نے حسب فرمایش خواجہ سیف الدین بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد صاحب کیلئے لکھا ہے۔ تاریخ نقل جو مخطوطہ کے آخری فولیو ۱۳۰ (الف) پر درج ہے ۱۳۱۲ھ (۹۵/۱۸۹۴ء) ہے۔ مخطوطہ نہایت عمدہ اور مکمل حالت میں ہے۔ اس کا آغاز ان ابیات سے :

ہست کلید در گنج حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فاتحۂ فکرت و ختم سخن	نام خدایست برو ختم کن
پیش وجود ہمہ آیندگان	پیش بقائے ہمہ پایندگان

اور اختتام ان ابیات پر ہوتا ہے :

وانکہ کند رو بسودائے منم	منت صد جان بودش در تنم
زانکہ قبول و رد ہر کس زغیب	بخشش خوانست کسا زاچہ عیب
بار خدایا ز کرم عفو کن	جملہ گناہان تو ز صاحب سخن

اخیر پر کاتب کی عبارت یہ ہے :

"حسب الفرمایش خواجہ سیف الدین صاحب دام اقبالہ از بابت نور چشمی خواجہ غلام محمد صاحب بید احقر میرزا حیدر ر ۱۳۱۲ھ۔"

قدیم زمانے میں نصاب فارسی میں داخل ہونے کے باعث اس کے نسخے کشمیر اور بیرونِ کشمیر کے اُن گھرانوں میں محفوظ ہیں جن کا کسی وقت فارسی زبان و ادب سے تعلق تھا۔ مخزن الاسرار کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ اور دو نسخے خمسۂ نظامی کی شکل میں خدابخش لائبریری پٹنہ میں زیر نمبر ۱۳ محفوظ ہیں۔

---

332. 375

نعت النبیؐ منظوم

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں منظوم قصیدہ ہے تعداد ابیات جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے ۱۸۰ ہیں:

فاءٌ وقاف فی العدد، ابیات مدح مستند
فی کل ہول والکمد، صلّوا علیہ دائماً

اس قصیدہ کی تنظیم سے ناظم کا مقصد قاری کے ہول اور رنج والم کو دور کرنا ہے۔

مضمون شعر وسخن (مدح)، زبان عربی، ناظم امام یافعی متوفی ۵۵۵ھ ہجری (۱۱۶۰ء) کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن اندازاً پچاس پہلے کی تحریر، خط نسخ سادہ و صاف، کاغذ کشمیری فولیو، ۸ سطور فی صفحہ ۱۱۔

آغاز: طلع النبی المصطفیٰ، کالبدر یطلع فی الدُّجیٰ

اختتام: من احمدٍ ذوالحرمة، صلّوا علیہ دائماً

اسی کے ساتھ ملحق ابو عبداللہ شرف الدین بوصیری (۶۰۸ھ - ۶۹۴ھ = ۱۲۱۱ء - ۱۲۹۵ء) کا قصیدۂ بُردہ ہے جو زمانہ میں ادباء کا موردِ توجہ رہا ہے۔ کشمیر میں یہ قصیدہ بطور تبرک پڑھا جاتا تھا، اور اس لئے اس کے متعدد نسخے دستیاب ہیں۔ یہ قصیدہ بارہا ہندوستان اور ترکی میں شایع

ہو چکا ہے۔

مضمون شعر و سخن (مدح نبیؐ بطرز قصیدہ)، زبان عربی، زمانہ نظم ساتویں صدی ہجری (تیرھویں صدی عیسوی)، تاریخ کتابت و کاتب غیر مذکور، اندازاً پچاس سال پرانا، خط نسخ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۵، سطور فی صفحہ ۱۱۔ تقطیع دونوں کی ۱۱½ × ۱۹½ سنٹی میٹر۔

آغاز: امن تذکر جیران بذی سلم

اختتام: واطرب العیس حادی العیس بالنّعم۔

دونوں میں کاتب کا اختتامیہ ندارد، لیکن ایک ہی قلم کی تحریر۔

---

501. 376

نعتِ شریف

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کے محامد اور اوصاف حسنہ میں طویل نعت یا قصیدہ ہے۔ اس میں پیغمبر اسلامؐ سے شفاعت کی اُمید کے ساتھ ساتھ آپ کو بنی اسرائیل کے دیگر انبیاء علیہم السلام کے بالمقابل افضل و بہتر قرار دیا گیا ہے۔ عام شعراء فارسی و عربی کے مطابق قیصر و کسریٰ اور خاقان کو آپ کی درگاہ کے ادنیٰ ترین خُدّام سے بتایا گیا ہے۔ اخیر میں آپ سے شاعر کی بخشش و عفو کی اُمید ہے۔

مضمون شعر و شاعری، زبان فارسی، شاعر غلام احمد فُنلی، المتخلص بہ جبید برادر غلام حسن کھویہامی مُصنّف تاریخ حسن، امام مسجد آستانِ نقشبند صاحب، سرینگر، متوفی لگ بھگ ۱۳۳۰ ہجری = ۱۹۱۲ عیسوی، ناقل اور تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مصنّف کے عہد کا، خطِ نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری) فولیو ۴ (صفحات)، ابیات نعت ۱۲۰، تقطیع ۹،۷ × ۲، ۱۸ سنٹی میٹر۔

شروع :

مرحبا اے پیک باد صبحدم

خوشخرامی، خوش خرام .....

اخیر کا بیت :

جیدا بس کن تو از راہِ ادب

طُلتَ فی التکلیف والمعروض تم

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

غلام احمد جید فاضلی کشمیری کی یہ جامع اوصاف فارسی نعت نایاب ہے۔ اس کا نسخہ کشمیر کے کسی اور مجموعۂ مخطوطات میں محفوظ نہیں ہے۔
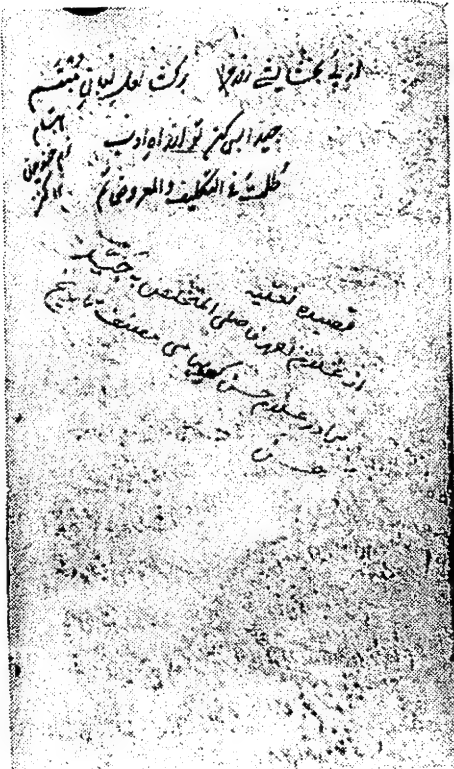
465. 377

نقلِ خطِ منظوم فارسی

میرزا سعد الدین کے اُس خط کا منظوم جواب ہے جو انہوں (مرزا سعد الدین) نے مدینۂ منورہ سے لکھا تھا۔ جواب دینے والے سیف الدین صاحب درابو والدِ مرزا سعد الدین ہیں۔ مرزا سعد الدین نے مدینۂ منورہ سے معمر حبشی، مجالس عروس میں شیرینی بکھیرنے اور قربانی کے گوشت کے دفن کرنے وغیرہ فروعات کے متعلق دریافت کیا تھا۔ سیف الدین درابو نے اپنے منظوم جواب میں ان مسایل کی دریافت کو مسلمانوں کے حق میں غیر ضروری قرار دیتے ہوئے، حُبّ اولیا و صلحاء

پر زور دیا ہے۔ اس سے قبل دو منظوم صفحات کسی شخص مخلص کے ہیں۔ دو مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات سے متعلق ہیں۔

مضمون شعر و ادب، زبان فارسی (نظم)، شاعر سیف الدین درابو، زمانہ نظم چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، ناقل سعید الدین، تاریخ نقل غیر مذکور، مقام نقل بنڈہ پور کشمیر۔ خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۷، تعداد ابیات ۱۰۴، تقطیع ۱۳ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز : شعلۂ دردی بجان او فروخت   لیک جسمش پاک ازان آتش بسوخت

اختتام : باہمہ اخوان و فرزندان و احبابش مدام

دار محفوظ از ہمہ شرو فتن در ہر دو دار

کاتب کا اختتامیہ : نقل جواب خط میرزا سعد الدین از طرف جناب سیف الدین صاحب درابو از مدینۂ منورہ زاد شرفہا کہ در ایام قضیۂ معمّریہ فرستادہ بودند۔ درمقام بنڈہ پورہ نقل گرفتہ شد۔ سعید الدین عفی عنہ۔

391.   378

وفات نامہ مولوی عزیز الدین

مولوی عزیز الدین مفتیٔ اعظم کشمیر کا مرثیہ ہے جو ان کی وفات پر لکھا گیا ہے۔ یہ وفات ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۹۱۱ء کو واقع ہوئی۔ صحیح روزِ وفات پیر، ۹ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہجری (۱۰ اپریل ۱۹۱۱ء) ہے۔ مرثیۂ مذکور میں مفتیٔ اعظم کشمیر کو سایبان، بلند مکان، عاقل و عارف کامل، صاحبِ ورع و تقویٰ، عابد و زاہد اور شاکر وغیرہ کے اوصاف سے متصف قرار دیا گیا ہے تاریخِ وفات بحساب حروف جمل اس شعر میں مذکور ہے :

از بکا مرہت بتاریخ وفاتش گہر گو ونان

کنز علم و حلم خاکس منز سپٔن ہے ہے نہان
۱۳۲۹ ہجری

مضمون شعر و سخن (مرثیہ)، زبان کشمیری، ناظم قمرالدین متخلص بہ خاکی، تاریخ مرثیہ ماہ

ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۹ ہجری (اپریل سنہ ۱۹۱۱ء)، مصنف کا خود نگاشتہ نسخہ، خط نستعلیق عام تحریر

کا، کاغذ مشینی، صفحات ۴۹، اوسط اشعار فی صفحہ ۹، تقطیع ۱۲،۴ × ۲۰ سنٹی میٹر

آغاز: آہ مرگن کوٚر فراقکہ دشنہ سیتی دل فگار

ماتمکہ اُشہ سیتی اچھ کرِن چون چشمہ سار

اختتام: چھُ دغا پیشہ یہ دُنیا دور گردون باز گار

گوم کوٚت مُفتی زمانک تھونہ للہ وٚن موٚر نار

مصنف کا جو اس مرثیہ کا کاتب بھی ہے، اختتامیہ:

الراقم ہوا الناظم قمرالدین متخلص بخاکی عفی عنہ۔

التماس

راقم آثم را در نظم اشعار کشمیری زبان بالکل محاورہ نیست۔ این چند ابیات کج مج حسب الحاح

بعضے اخلاء خاکی از قوافی نادرہ و عادی از مضامین و معانی وافرہ مرقوم شدند۔ ترقب و ترصد کہ بملاحظہ

و مطالعۂ صاحبان کیاست و فراست خصوصاً بماہران و واقفان این فن اصلاح پذیر خواہد شد۔

بمقتضائے مضمون "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" زبان طعن و تعنت در حق

این ہیچمدان دراز نفرمائید۔

ہفت اورنگ منظوم

حسب ذیل سات مثنویوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا دوسرا نام سبعۂ جامی بھی ہے:

۱۔ سلسلۃ الذہب تین دفتر (دفتر اول ورق ۱ سے ۶۱ تک، دفتر دوم ورق ۶۲ سے اور دفتر سوم ورق ۸۸ سے شروع ہے)

۲۔ سبحۃ الابرار (ورق ۱۰۷ سے شروع)

۳۔ تحفۃ الاحرار (ورق ۱۵۴ سے شروع)

۴۔ مثنوی (ورق ۱۸۳ پر)

۵۔ مثنوی یوسف زلیخا (ورق ۲۰۱ پر)

۶۔ لیلی مجنون (ورق ۲۶۳ پر)

۷۔ سکندر نامہ (ورق ۳۲۲ پر)

کُل تعداد اوراق ۳۵۷۔

مضمون شعر و ادب (مثنویات) زبان فارسی، ناظم و شاعر مولانا نورالدین عبدالرحمان جامی متوفی ۱۸ محرم ۸۹۸ھ (جمعرات ۸ نومبر ۱۴۹۲ء)، کاتب بیربل جیو، ساکن بلبل لنگر، تاریخ کتابت ۲۳ شہر ربیع الاول ۱۲۸۱ھ (جمعہ ۲۶ اگست ۱۸۶۴ء)، خطِ نستعلیق خفی، خوشنویسی کی جدولوں کے مابین چار خانوں میں تحریر، ہر مثنوی کے آغاز کا پہلا نصف صفحہ پیپر ماشی کی نقاشی کا حامل، تعداد اوراق ۳۵۷، سطور فی صفحہ ۱۷، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۷ × ۲۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: لِلّٰہِ الحمد قبل کُل کلام   بصفات الجلال والاکرام

اختتام: کہ تا پنبہ از گوش دل برکشیم   ہمہ گوش کردیم و دم درکشیم

کاتب کا اختتامیہ سلسلۃ الذہب کے دفتر دوم کے اختتام پر اس طرح مندرج ہے:
بدست بیربل جیو کاتب ساکن بلبل لنکر بتاریخ ۲۳ر شہر ربیع الاول ۱۲۸۱ھ تحریر شد۔ ہفت اورنگ جامی کی جملہ کتب زمانۂ حال تک کشمیر کے فارسی نصاب درسی میں داخل رہی ہیں اور اسی لئے اس کے متعدد نسخے دستیاب اور عام ہیں۔ ہفت اورنگ جامی متعدد بار ہندوستان ایران اور ترکی میں چھپ چکی ہے۔ اس کے متعدد نسخے مدرسۂ اسپہسالار تہران میں محفوظ ہیں۔

بیاض

بیاض

فارسی کی ایک منتشر کتاب جسے کیلاس پنڈت مٹو نے اپنے بھائی زندہ پنڈت کیلئے جمع کیا ہے۔ تاریخ تالیف ۲۵ ماہِ صفر المظفر ۱۱۵۱ھ = ۳ جون ۱۷۳۸ء ہے (ورق ۱۰۸)۔ بیاض مذکور مختلف شعراء کے نظم و نثر کلاموں پر مشتمل ہے، تاہم اس کے اہم مضامین یہ ہیں :

۱۔ مثنوی قضا و قدر (ورق ۳۰ سے ورق ۵۰ تک)

۲۔ امثال اہلِ فرس مؤلف محمد علی میلہ رودی، تالیف سنہ ۱۰۴۹ھ = ۱۶۳۹ء (ورق ۵۶ سے ورق ۸۶ تک)

۳۔ مناجات فارسی (ورق ۹۰ - ۹۱ تک)

۴۔ رسالہ اطوار در حال اسرار در تجرید و کلمات شری بشست و شری رام چندر ورق ۹۳ سے ورق ۱۰۶ تک)۔ ترجمۂ فارسی از شری بشست (سنسکرت)

علاوہ ان مضامین شعری اور نثر کے اس بیاض میں جن شعراء کا کلام دستیاب ہے یہ ہیں : ہُشیار، حکایت زاہد طمّاع (منظوم) از جعفر، صائب، صیدی (منتخب از قصیدہ) محمد قلی سلیم، و مُلّا وحشی (واسوخت)

شاپور، راہب، منتخب از تحفۃ الملوک، رقعۂ میر کمال الدین حسین بحافظ داود، ظہوری، والہ، حافظ شیرازی، مکالمۂ اکبر شاہ و شیخ فیضی، آصف خان، یوسف خان، صادق محمد خان، احمد بیگ خان، ناصر علی اور بابا ابراہیم، سوال و جواب عزیز و کامل (نثر) ورق ۱۲۳ سے ورق ۱۳۰ تک۔

آغاز : ..... آں ماہ سیمیں بر چہ گفت گفت با ہجرم بساز و گفتمش دیگر چہ گفت

اختتام: ہوالعزیز آنکہ اگر خواہش فقراء در خاطر است برادرم برائے افزونی عزت خود درویشان لباس حی آیند۔

اوراق ۱۳۰، تقطیع ۱۸ × ۳ سنٹی میٹر، خط نستعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری حالت اچھی، کشمیر کا نام دو جگہوں پر دستیاب (ورق ۶، ۲۶)۔ مجلد، مگر شکستگی کے قریب۔

---

261. 381

بیاض

منتخب شعرائے فارسی کے اشعار کا مجموعہ ہے۔ یہ اشعار زیادہ تر ہم طرحی غزلیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ قصائد اور موعظ و پند کے اشعار بھی ہیں۔ وہ شعراء جن کے کلام پر یہ بیاض مشتمل ہے، حسب ذیل ہیں:

سعدی شیرازی (قصائد موعظ و پند (ورق ۱ سے ورق ۱۳ تک) حافظ شیرازی، ہلالی شاہی سبزواری، میرزا صائب، میرزا طاہر، محمد توفیق، اعجاز، عبدالرحمان جامی، اُستاد فرد ضمیری، سیفی، محتشم کاشانی، امیر خسرو، افسری، محرومی ہراتی، عصمت، فانی، اہلی، عادلی آصفی، شرف الدین فخری، کمال الدین خجند، شایق، عاشق، شوکت، جویا، سعدی (غزل) آہی، اسیر، شیخ یعقوب صرفی (ورق ۳۱)، تحسین، کلیم، نور العین واقف، حُبّی، حضرت احمد جام، اُستاد، مفتون، میرزا قلی میلی، وصال، نعیمی، فیضی، شمس تبریز، ابن یمین، حسامی، کوچکی، کاتبی، ریاضی، ظہیر الدین، فاریابی، نظیری، میر ضیاء الدین، خاقانی، غنیمت کُنجاہی، آفرین، جعفر، سعدی (قصیدہ در مدح شمس الدین محمد ابن محمد) (ورق ۷۳ سے ورق ۷۹ تک) مانی، ناصر علی، میرزا جان سرور، رایج، نثاری، بیدل، محمود مخلص اور شیخ عبدالحق دہلوی (اخیر کے چار اوراق شیخ عبدالحق کے کلام پر مشتمل ہیں۔ مذکورہ شعراء میں

توفیق، شایق، جویا، شیخ یعقوب صرفی، جُستی اور میر ضیاء الدین کشمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیاض میں ورق ۸۱ پر کشمیر کے حسینوں کے متعلق سعدی شیرازی کا یہ شعر مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو خود کشمیر آیا تھا یا کشمیر کے حسن کے متعلق اپنے ہی وطن شیراز میں حسن رکھا تھا۔ پچھلے شعر کے ساتھ شعر یہ ہے:

آں کیست کہ می رود بہ نخچیر   پای دل دوستان بزنجیر

ہمشیرۂ جادوانِ بابل   ہمسایۂ لعبتانِ کشمیر

مضمون ادب و شعر (بیاض)، زبان فارسی، بیاض نگار نامعلوم، زمانۂ بیاض نگاری نامعلوم، البتہ ورق ۳۱ پر "یا عمر" کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۱۵ھ کے وقت کی تحریر شدہ بیاض ہے۔ خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، تعداد اوراق ۱۳۱، ہر صفحہ پر دو کالموں میں ترچھے انداز پر اشعار تحریر، اوسط اشعار فی صفحہ ۸، تقطیع ۱۰ × ۱/۲ ۱۷ سنٹی میٹر۔

ابتداء (دوسرا شعر): جائیکہ تیغ قہر بر آرد مہابتت
ویران کند بہ سیل عدم لشکر فنا

اختتام: ورق ۱۳۱ کے پہلے صفحہ کا آخری شعر:

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما   بلطف خود سر و سامان جمع پیش و پا کن

---

401.   382

بیاض اشعار

مختلف شعراء کے فارسی کلام کا انتخاب ہے۔ یہ انتخاب زیادہ تر طرحی غزلیات کی صورت میں ہے۔ وہ شعراء جن کے کلام پر یہ بیاضِ اشعار مشتمل ہے، حسب ذیل ہے:

حافظ، جامی، سعدی، حکیم شیرازی، خواجہ عماد، مولانا عالم، سیفی، آوازی، ہلالی، آہی،

فیضیؔ خسروؔ، سلمان ساوجی، کمال خجندی، امیر سلطان ابراہیم حیدر، حالی، کامی، آصفی حینا، مولانا حیدر، بنائی، جلالی، حسن دہلوی، عبیدی، طوسی، مولانا داعی، ان کے علاوہ تین بحر طویل ہیں۔ ان میں دوسری بحر طویل محمد توفیق کشمیری کی ہے اور تیسری بابا نانک کی۔ پہلی بحر طویل ناقص ہے اور کسی نامعلوم شاعر کی ہے۔

علاوہ متذکرہ صدر شعراء کے کلام کے نثر میں لالہ کول کے صنعتِ تجنیس میں چند رقعات ہیں۔ صنعتِ تجنیس یہ ہے کہ دو الفاظ یا زیادہ کا املا ایک ہی طرز کا ہو، مگر معنی مختلف ہوں جیسے عالِم اور عالَم۔ یہاں عالِم اور عالَم ایک ہی طرز پر لکھے جاتے ہیں۔ لیکن معنی دونوں کے مختلف ہیں۔

مضمون شعر و ادب، (بیاضِ اشعار) زبان فارسی، انداز بیان نظم و نثر، مصنفین مختلف اول و آخر سے ناقص ہونے کے باعث کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، لیکن اغلباً کوئی کشمیری پنڈت خط شکستہ اُستادانہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۶، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۰،

تقطیع : ۴½ × ۸ ، ۱۷ اسنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر) :

در حلقۂ گل و مل خوش دوش بلبل — ہات الصبوح ھبّوا یا ایھا الشکاری

اختتام : آخر از کرم خوبی تفصیلات ایں بہار گلستان آرزوی ہو عرفان۔

385

399.

۱۲۔ غزلیات و یک حکایت از محمود گامی (۲۶۵ - ۲۷۱)

۱۳۔ قصۂ محمود غزنوی از محمود گامی (۲۷۱ - ۲۷۸)

۱۴۔ کلام متفرق از محمود گامی و مقبول کرالہ واری (۲۷۹ - ۲۹۱)، کاتب دوتاگ جیو

تاریخ کتابت ۱۹۱۱ بکرمی (۱۲۷۰ھ ۔ ۱۸۵۴ء)

۱۵۔ نیز کلام محمود گامی مقبول و فاخر (۲۹۱ - ۳۰۶)۔

۱۶۔ شودہ نامہ منظوم (۳۰۷ - ۳۱۱) شودہ تمباکو اور اس کے پینے والوں کی مذمت میں ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور مصنف ابن عطائی جیسا کہ ان اشعار سے مفہوم ہے:

بگفت ابن عطائی این نصیحت — بہ دنیاؤ بہ دین شودن فضیحت

دوٗ سٕے اکھ نابکارن شودہ نامہ — ژھٕنِ شودَن زِ آتش نالٕہ جامہ

۱۷۔ رسالہ در فن معما منظوم (۳۱۱ - ۳۱۵)۔ مصنف و کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم۔

۱۸۔ نصاب و اصل کشمیری بزبان فارسی کشمیری (۳۱۶ - ۳۴۱)، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

---

451. 384

بیاض اشعار

طرحی غزلیات، قصاید، مخمس، اور مثلث پر مبنی ضخیم بیاض اشعار ہے۔ اس میں فارسی کے بہت سے قدیم اور نامی گرامی شعراء کے کلام نے جگہ پائی ہے اور یہ شعراء مندرجہ ہیں:

توفیق کشمیری، محتشم کاشی، جامی، سلمان ساوجی، سعدی شیرازی، محمد علی متین، کشمیری (ص ۵۶ و ۵۷) مولانا علی شہاب تبریزی، امیر خسرو دہلوی، کمال، اہلی، نظر علی، عصمت بخاری، عاشق، شاہی، رضا، وحشی، اوحدی، نور العین، واقف لاہوری، فصیحی، فغانی، جویا (صفحہ ۴۳)، قبول، بلیغی، ہلالی، آصفی، بنیر، حافظ، فخری، صائب، ساطع (ص ۸۶)، اسیر آصفی مجلسی، شیدر، ساحری، استاد، میلی، صرفی کشمیری، نظیری نیشاپوری، میر عنایت اللہ، سامی (ص ۹۵)

میر ضیاؤالدین، شریف، مفتون (ص ۱۰۴)، ریاضی فصیحی، قدسی، حزین، ضیاء، بیدل، تائب، امانی، خاقانی، آفرین، طغرا، کلیم، شمس تبریز، عراقی، ہاشم، حسامی، ماحی، مشتاق، شامی، عرفی، کمال الدین خجند، مولانا سہمی، میر نجات، علائی، حسن، مولانا رومی، حکیم نزاری، نشاری، نادری (۲۴۷)، نوری، نیازی، فخری، فایز، شکیم، تمکین، خزانی، ہمام الدین تبریزی، عبید، ظہوری، غنیمت گنجاہی، شیدای برہمن، نویدی، ابن یمین،

مضمون بیاض اشعار، زبان فارسی، مجموعۂ غزلیات، قصائد، مخمس، واسوخت، مثنوی، وغیرہ، بیاض نگار نا معلوم، زمانۂ بیاض تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا آغاز، کاتب و زمانۂ کتابت غیر مذکور، تاہم مذکورہ بالا زمانہ، خط نستعلیق، کاغذ دیسی کشمیری، صفحات ۳۴۰، اوسط اشعار فی صفحہ ۸، تقطیع : ۵ء۹ × ۸ء۱۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء : زاہدا کاکل شب .....

اختتام : مگو دیگر سخن ای طوطی شکرشکن باکس
چو غنچہ لب زہم بکشای در ہر انجمن باکس

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

385

463.

بیاض اشعار

ہم طرحی غزلیات میں شعرائے فارسی کے کلام کا مجموعہ ہے۔ وہ شعراء جن کے کلام بلاغت نظام پر یہ بیاض مشتمل ہے، یہ ہیں :

کمال، طوسی، غربتی، جامی، فخری، شاہی، خواجہ عبدالرحیم قاضی، ابوطالب، میر یا طاہری، رامی، حافظ، سیفی، حالی، نحوی، آگہی، عصمت، آذری، محمد توفیق کشمیری (قصیدہ)، صائب، نظامی،

در تعریف لب و دہان و چشم۔

مضمون بیاضِ اشعار، زبان فارسی، بیاض نگار نامعلوم، زمانہ تیرھویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط شکستہ اُستادانہ، کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق ۲۷، ابیات فی صفحہ ۱۰، تحریر آڑھی ترچھی، تقطیع ۱۹ x ۹ ۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : گفتیم کہ لبت زیر دو دندان چو بگزم
دارم نگہش گفت نگہدار زبان را

اختتام : جامی ز میٔ لعل لبت چاشنئ یافت
در باخت بہ میخانہ ہمہ دینیٔ و عقبا

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

12. (S.A) 386

بیاضِ اشعار

غلطی سے کلام شیخ نورالدین لکھا گیا ہے، ورنہ درحقیقت بیاضِ اشعار ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ غزل کشمیری از شیخ نورالدین (صفحۂ اول)

۲۔ دعائے صبح عربی دو عدد۔ ان میں سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے اور دوسری کسی نامعلوم شاعر کی (دو صفحات)

۳۔ شہادت اعضا در روزِ محشر فارسی منظوم از نامعلوم شاعر، ایک صفحہ۔

۴۔ من کلام شیخ العالم بزبانِ کشمیری ایک صفحہ۔

۵۔ غزل کشمیری از محمد احسن ۳ صفحات۔

۶ - ابیات و کلام شیخ العالم نورالدین ولی آٹھ صفحات۔

مضمون بیاضِ اشعار، زبان فارسی و کشمیری و عربی، مصنف مختلف جن کا تذکرہ اوپر کردیا گیا ہے، کاتب و سالِ کتابت نامعلوم۔ آغاز میں کسی شخص مخدوم غلام محمد صادق سنہ ۱۱۱۱ ہجری کی مُہر، زشت و شکستہ نستعلیق، اوراق ۸ - ابیات فی صفحہ مختلف، تقطیع ۱۲،۹ × ۷،۵ اسنٹی میٹر

شروع: بو کر پننہ ییٹلہ کفن کاس

ختم : مسلمانس روح نگینس

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

291. 387

بیاض فارسی

شعرائے فارسی کی ہم طرحی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ترتیب غزلیات حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہے۔ اکثر اوقات یہ غزلیات مکمل نہیں بلکہ ادھوری ہیں۔ ایک ہی زمین میں چند منتخب اشعار حسب منشائے بیاض نگار دیدئے گئے ہیں۔ علاوہ غزلیات کے یہ بیاض شعر و سخن کے جن عنوانات پر مشتمل ہے، یہ ہیں: فرد، قطعات، ترکیب بند از نورالعین واقف لاہوری، ترجیع بند از واقف لاہوری، و از بیدل، واسوخت ملّا وحشی، مکتب بند غنیمت لاہوری، چراغانِ اشرف در مدح زیب النساء بیگم، قصیدۂ مطرز، از قوامی مطرزی برادر شیخ نظامی گنجوی، قصیدہ سلمان ساوجی در مدح دلشاد بیگم زن شاہ اویس، بیمار و طبیب شریف آملی، شہر آشوب نعمت خان عالی، مدح شیخ امام الدین از مرزا مجرم و دیگر قصاید از مرزا مجرم کشمیری، قصیدہ حکیم انوری، ہجویات و تواریخ گوئی ہائے مرزا مجرم، مناجات مولانا جلال الدین رومی، رباعیات خواجہ مشکل کشا اور مناجات حضرت مولانا عطّار قدس اللہ سرہ۔

مضمون ادب وشعر، زبان فارسی، نظم، انتخاب شعراء، بیاض نگار عطاؤ اللہ، تاریخ بیاض نگاری ۲۸ دسمبر ۱۹۰۲ء، خط نستعلیق عمدہ، لیکن کہیں کہیں اُستادانہ شکستہ، کاغذ کشمیری، تحریر شدہ اوراق ۲۰۶ (صفحات ۴۱۲) تقطیع ۱۳½ × ۲۱ سنٹی میٹر۔ لوح سنہری منقش ترچھی تحریر تین کالموں میں۔

ابتداء : الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
که عشق آسان نمود اوّل ولی افتاد مشکل ها

اختتام : چو منصف بزرگان دین بوده اند
که بازیر دستان چنین کرده اند

---

447. 388

بیاض فارسی

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی فارسی کے مختلف شعراء کی غزلیات اور دیگر اصناف سخن کا انتخاب ہے۔ کچھ غزلیات طرحی ہیں، یعنی شعر کی ایک ہی زمین میں مختلف شعراء کے نتیجۂ فکر کا نتیجہ ہیں۔ یہ بیاض جن شعراء کے کلام پر مشتمل ہے، حسب ذیل ہیں :

واصل، قاسم، صائب، ناصر علی سرہندی، غنی کشمیری، لائح، ترسا، مولانا غنیمت کنجاہی، جامی، حیدر، صامت، حافظ، طوسی، مشتاق کشمیری، سعدی، اہلی، خسرو دہلوی، عالی (ورق ۱۹) ہاتف، سلمان، مضمون، ہلالی خوانساری، منیر، محتشم، مسکین، کمال، کاتبی، حسن، شمس الدین، حزین، اشرف، اسیر، سخنور، محمود، قانع، آصفی، قدسی، کلیم، فانی، فخری، عزت، بلبل، عراقی، فارغ، طوفان، ظہیری، مخلص۔

علاوہ غزلیات کے یہ بیاض واسوخت از وحشی بافقی (ورق ۴۲ سے ورق ۴۶ تک)

مثنوی از مجرم در تعریف کشمیر (ورق ۷۶ و ۷۷)' اور غزلیات مجرم پر ورق ۷۷ سے ۸۹) مشتمل ہے۔

مضمون شعر و ادب (بیاض)' زبان فارسی' بیاض نگار (مجرم کشمیری)' زمانۂ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آخر' کاتب غیر مذکور' اغلباً مرزا مہدی مجرم' تاریخ کتابت غیر مذکور' لیکن انیسویں صدی عیسوی کی تحریر بیاض اشعار' خط نستعلیق' کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق ۸۹' اوسط ابیات فی صفحہ ۶' تقطیع ۱۴٫۳ × ۲۲٫۵ سنٹی میٹر۔

آغاز: در غم گل در گریبان کردن از حمکن روش۔

اختتام: گفتم ای ماہ نام تعین کن گفت مخدوم منعمت اسحاق (اختتام سے پہلا شعر)۔ کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

519. 389

بیاض کشمیری

بشکل کتاب یہ بیاض حسب ذیل منظوم مناقب ولغوت پر مشتمل ہے:

رباعی در نعت محمدؐ' منقبت شریف در شان شاہ جیلان' منقبت دوم در شان شاہ جیلان از ثناء اللہ' کلام حضرت شیخ نورالدین کشمیری در شان خلفائے اربعہ' منقبت فارسی در شان امیر کبیر میر سید علی ہمدانی' منقبت دوم (کشمیری) در شان میر سید علی ہمدانی' نعت شریف کشمیری از سید مصطفیٰ در فضایل شب معراج' نعت فارسی از قادری در شان پیغمبرؐ' منقبت شریف شیخ مخدوم حمزہ کشمیری از قادری' منقبت بابا لطیف الدین ریشی' نعت شریف مشتمل بر درود و سلام از محمود گامی' منقبت شاہ جیلان' نعت شریف محمد مصطفیٰؐ' نعت دیگر در شان محمد مصطفیٰؐ' منقبت غوث اعظم از قادری' منقبت فارسی از جامی' منقبت محبوب العالم' منقبت فارسی سید علاؤالدین بخاری' منقبت شریف حضرت امیر کبیر' نعت محمد مصطفیٰ' نعت دوم از مقبول در شان محمد مصطفیٰؐ۔

مضمون شعر وسخن (بیاض)، زبان زیادہ تر کشمیری اور خال خال فارسی، مُرتّب بیاض سیّد غلام مصطفیٰ، سالِ ترتیب تخمیناً چودھویں صدی ہجری (تیسویں صدی عیسوی کا وسط) کا نصفِ اوّل کاتب سیّد غلام مصطفیٰ مذکور، تاریخ غیر مذکور، نستعلیق زِشت خط، کاغذ مشینی، اوراق ۲۱ (صفحات ۴۲) ابیاتِ صفحہ مختلف، تقطیع : ۱۶ × ۲۱،۱ سنٹی میٹر۔

شروع : شاہی کہ ز حالِ مفلسان آگاہست　　ہرچند گناہ بود شفاعت خواست
توقیع شہادت است وکفیٰ باللہ ہست　　یعنی کہ جناب محمد الرسول اللہ ہست

انجیر : داغ داری مدار بردلِ ما　　و لالۂ و داغ مرتضائی تو

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

426　　　　390

بیاضِ متین

شعرائے فارسی کے بے ترتیب اور حسب انتخاب بیاض نگار، اشعار کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق ہندوستان اور ایران کے فارسی شعراء سے ہے۔

مضمون شعر و ادب (بیاض اشعار)، زبان فارسی، بیاض نگار محمد علی خان متینؔ فرزند عصام الدین خان متوفی ۱۱۶۲ھ ہجری (۴۹، ۱۷۴۸/ ۱۷۴۹ء) شاگرد عبد الغنی قبول کشمیری متوفی ۱۱۷۹ھ (۱۷۶۵ء) مدفون مزار حضرت گنج بخش سرینگر کشمیر۔ خود نوشت، زمانۂ کتابت ۱۱۶۲ھ ہجری سے ۱۱۶۴ھ (۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۱ء تک کا زمانہ)، خط نستعلیق شکستہ، کاغذ کشمیری، اوراق ۱۱۳ اوسط تعداد ابیات فی صفحہ ۲۴، تقطیع : ۹ × ۱۷،۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : تاریخ مہ و سال وفاتش جستند　　گفتم دوم از مہ ربیع الثانی
۹۷۷ھ

اختتام : نجف قلی خان :

پیراہن گل ریزۂ مقراض قباست   گر روز ازل بر قد حسن تو بُریدند

کاتب کا اختتامیہ ندارد :

محمد علی خان متین کے اپنے قلم کی تحریر کردہ یہ بیاض انتہائی نادر و نایاب ہے۔ محمد علی خان متین فرزند عصام الدین خان متوفی ۱۱۶۲ھ ہجری (۱۷۴۹ء) نائب صوبۂ کشمیر تھا۔ عبدالغنی قبول اور قاسم خان سے تلمذ تھا۔ اُن سات شعراء میں پہلا شاعر تھا جنہیں راجہ سوکھ جیون حاکم کشمیر نے منظوم تاریخ کشمیر لکھنے کے لئے منتخب کیا تھا۔

391

410

نسخۂ زینت الجمال

محبوب کے سراپا کے متعلق مختلف شعرائے فارسی سے ماخوذ مجموعۂ اشعار ہے۔ اس میں بلا نام لئے تقریباً ہر اُس شاعر کا کلام مندرج ہے جو مؤلف کو معلوم تھا۔ محبوب کے سراپا کے متعلق جن چیزوں کا بیان ہے، حسب ذیل ہیں :

وصفِ کاکُل، وصف شانۂ زُلف، وصف پیشانی، وصفِ حُسن با نزاکت، تعریف

قد وقامت، وصف خرامش و تمکین، در وصف ابرو، در وصفِ چشم، در وصف نگاہ و سرمۂ و غمزہ، و حیا، در وصف غمزہ، در وصف رخسارۂ و عرق، در صفت گوش، باب دوازدہم در صفتِ خال، در تعریفِ خط، در وصف لب و بوسہ، در تعریف بوسہ و قلیان، در تعریف زبان و دہن، در وصف تبسّم و خندہ، در تعریف دندان و مسّی، در تعریف چاہ زنخ، در تعریف گردن، در تعریف آغوش، در تعریف دست و حنا، در تعریف ساعد و بازو، در تعریف سینۂ و پستان، در تعریف کمر، در وصف سُرین، در وصف ران و ساق، در وصف خلخال، در وصف پائے۔

مضمون بیاض اشعار، زبان فارسی، مؤلف مرزا محمد مہدی مجرم کشمیری، مقام تالیف دارالسلطنتہ لاہور، تاریخ تالیف ۱۱ دسمبر ۱۸۶۴ء، مؤلف کا خود نوشت، جا بجا کاٹ چھانٹ نستعلیق زشت خط، کاغذ کشمیری، فولیو ۸۴، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۷،۳×۱۰ سنٹی میٹر،
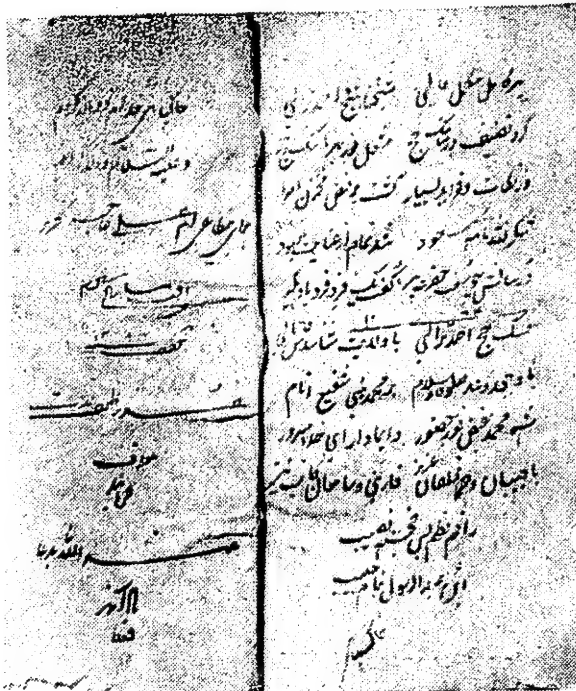
ابتداء:

چو بسم اللہ شدہ بر سورۂ نور
بیاض گردنت زاید ز کاکل

اختتام:

خاکپای او غبار چشم عاشق میبرد
ہمچو خاکستر کہ نورانی کند آئینہ را

مؤلف کا اختتامیہ جو کاتب بھی ہے:

در دار السلطنتہ لاہور صورتِ اتمام پذیرفت، بتاریخ ۱۱ دسمبر ۱۸۶۴ء تمام شد۔ مؤلف کے مطابق بیاض زینت الجمال کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تقریباً ہر شاعر کا ذکر آیا ہے۔ دنیا میں غالباً واحد نسخہ۔

---

443. 392

یازدہ ترجیع بندھا

بشکل بیاض یا انتخاب بشیخ سید عبد القادر گیلانی علیہ الرحمتہ کی شان میں گیارہ ترجیع بندوں کا مجموعہ ہے۔ ترجیع بند شاعری کی وہ صنف ہے جس میں چند اشعار کے بعد بار بار ایک ہی شعر اس طرح دُہرایا جاتا ہے کہ یہ شعر پہلے اشعار کا مضمون میں حصہ بن جاتا ہے۔ علاوہ یازدہ ترجیع بند کے یہ انتخاب شعرائے مختلف یعنی طبیب، نیاز، سعدی، شایق، معالی، اعظم اور ابن یمین کی مناجات و مناقب پر بھی مشتمل ہے۔

مضمون شعر و سخن (مناقب و تعریفات) زبان فارسی، ترجیع بندوں کے مصنف محمد جان بیگ سامی متوفی ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) اور تائید ہیں۔ ناقل غیر مذکور، تاہم روایتاً غلام احمد بشیدا امام مسجد نقشبند صاحب خانیار، سرینگر کشمیر، سال نقل غیر مذکور، خط بالعموم نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، تعداد اوراق ۵۱، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۴ × ۲۲،۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: للّٰہ الحمد کہ اقبال پرستارِ من است — پاسبانِ درِ من دولت حق یارِ من است

اختتام: نجمی بیچارہ را ورد باشد دنیا ابن بس است — از دل و جان ثنا کر مولائی

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

مثنویات

(قصص و حکایات)

361. 393

مہابھارت

ہندوؤں کی مشہور اساطیری رزمیہ کتاب مہابھارت کا پہلا کھنڈ ہے۔ اس کے مضامین حسب ذیل ہیں:

جنم جی کی چھایہ کی اور گوروسیوا کی مہما، گرڑ جی کی پیدایش، شیشہ ناگ کی کہانی راجہ پریکھت کے مرنے کا سبب، ویاس جی کی کہانی، ڈوشنت اور شکنتلا کا بیاہ، راجہ سیاتی کا بھوگ راجہ رشی شانشنو کا گنگا کے ساتھ بیاہ، ستہ وتی وغیرہ کا مرنا اور دریودھن کا بھیم سین کو زہر کھلانا۔ ویاس کے ذریعہ دروپتی سے پانڈوؤں کے بیاہ کا بیان۔

مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری، اصل زبان سنسکرت، اصل کا مصنف شری ویاس دیو، مترجم سونہ رام رینہ ولد دیارام رینہ ساکن موضع دُرسو تحصیل بلوامہ جو زمانہ حال کا شاعر ہے۔ نستعلیق زشت خط، تاریخ ترجمہ غیر مذکور۔ کاغذ مشینی۔ صفحات ۲۰۱۔

تقطیع: ۲۰.۵ x ۳۱.۵ سنٹی میٹر۔ بہ خطِ مصنّف دنیا میں واحد نسخہ۔

شروع: یہ مہابھارت چھُس بہ بھگوان کرشن جی سٕنٛز دھیایہٕ ستہٕ بھگوان سٕنٛدِس پریمی۔

اخیر: تہٕ کیاز دروپتی چھہٕ پانچوِنی بھاین ہنٛدِ خاطر تری اُوپتِن گنیمژ۔

---

361. 394

مہابھارت

بھگوان وید ویاس کی مہابھارت کا یہ حصہ پانڈوؤں کا دروپتی سے شروع ہو کر یدھشٹر اور ارجن دیو کی اور شری دُرگا بھگوتی کی کتھا پر ختم ہوتا ہے۔

مضمون اساطیری قصّے، زبان کشمیری ترجمہ از مہا بھارت بزبانِ سنسکرت، مترجم مسافر سونہ رام رینہ ولد پنڈت دیا رام رینہ، ساکن موضع دُرسو تحصیل پلوامہ، کشمیر، مترجم کا خود نوشت زشت خطِ نستعلیق، کاغذ مل کا، تحریر شدہ اوراق ۲۱۷، سطور فی صفحہ ۲۳،

تقطیع : ۲۰٫۵ X ۳۱٫۵ سنٹی میٹر۔

شروع : پانڈون درو پیتی سےٖتو وٕواہ سپدن۔

اخیر : ییھتےٖ پأٹھکٕو ییٚیتہٕ دھرم چھُ، تنٕتی چھُ سریکرشن۔

اخیر پر مترجم کا جو کاتب بھی ہے' نام اور ولدیت اور سکونت درج ہے۔

---

361. 395

مہا بھارت

مہا بھارت کا یہ حصہ دوستوں کی فوجوں کا آپس میں لڑنے سے شروع ہو کر درون چارؔیہ کے ذریعہ وستاسن کے نرسکار کے مضامین پر مشتمل ہے۔

مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری ترجمہ از مہا بھارت سنسکرت۔ مترجم سونہ رام ولد پنڈت دیا رام ساکن موضع دُرسو تحصیل پلوامہ کشمیر، مترجم کا خود نوشت، زشت خط' اوراق ۱۰۱، (صفحات ۲۰۲) تقطیع : ۲۰٫۵ X ۳۱٫۵ سنٹی میٹر۔

شروع : دوستونی فوجن ہیٚنٛدِ پٕن ویٚرن ھٕشد پانہٕ وٕانی لڈُن۔

اخیر : اوم نمو بھگوتی واسدیو، اوم نمہ سِوایہ، اوم پستوایہ۔

---

361. 396

مہا بھارت

۸، ۷، ۶، ۵، ۴ حسب ذیل الگ الگ جدولوں پر مشتمل ہے:

حصۂ چہارم ۶۰ اوراق (صفحات ۱۲۰)، مضمون اساطیری قصے، زبان کشمیری، مترجم سوہن رام ولد پنڈت دیارام ساکن موضع درسو تحصیل پلوامہ کشمیر، ملازم محکمہ اگریکلچر۔

حصۂ پنجم ۲۵ اوراق (صفحات ۵۰)

حصۂ ششم ۱۰۱ اوراق (صفحات ۲۰۲)

حصۂ ہفتم ۱۰۱ اوراق (صفحات ۲۰۲)

حصۂ ہشتم ۱۰۰ اوراق (۲۰۰ صفحات)

زبان کشمیری، مترجم متذکرہ صدر۔ مترجم کا خود نوشت، زشت خط، تاریخ کتابت غیر مذکور، مگر حال ہی کا۔

---

342. 397

اسکندرنامہ

ملک نصرت الدین بادشاہ آذر بائیجان کے نام معنون ایک ضخیم کتاب ہے۔ اسکا دوسرا اور تیسرا نام بالترتیب شرفنامہ اور اقبال نامہ بھی ہے۔ اسکندرنامہ کبھی کبھی "خرد نامہ" کے عنوان سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس میں اسکندر مقدونی کے حالات و فتوحات کا جن میں اساطیر کا رنگ غالب ہے مفصل بیان ہے۔ اسکندر نامہ کا موجودہ مخطوط حمد خدا سے شروع ہو کر ممدوح نصرۃ الدین کی مدح اور اپنے فرزند کی نصیحت پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

- مضمون: قصص و حکایات، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، زبان فارسی، ناظم حکیم نظامی گنجوی متوفی ۶۰۷ھ (۱۲۱۱ / ۱۲۱۰ء)، سال تالیف ۷ محرم الحرام ۵۹۷ھ (اتوار، ۱۵ اکتوبر ۱۲۰۰ء)، کاتب محمد صدیق اللہ ولد میر ہدایت اللہ، تاریخ کتابت جمعہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۳۲ ہجری (۱۴ فروری ۱۸۱۷ء)، نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۴۴، سطور فی صفحہ ۱۴۔

اس کے ساتھ مندرجہ ذیل مخطوطات بھی ملحق ہیں جو اسی کاتب کے قلم کے تحریر کردہ ہیں:

۱۔ نام حق منظوم جو مسایل دینیہ ضروریہ کے بیان میں ایک مختصر مثنوی ہے۔ اس کے مصنّف شرف الدین بخاری ہیں جو بخاری مولد اور نسب تھے اور علوم دینیہ خراسان میں حاصل کئے تھے۔ نام حق ۱۷۰ ابیات ہیں اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ کاتب صدیق اللہ، تاریخ کتابت سلخ (آخری روز) ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۰ھ (اتوار، ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۱۵ء)، فولیو ۲۴۵ سے ۲۴۹ تک۔

۲۔ کریما منظوم۔ اس کا دوسرا نام پند نامہ بھی ہے۔ یہ ایک اخلاقی مثنوی ہے اور سعدی شیرازی کی جانب منسوب ہے۔ کاتب صدیق اللہ، تاریخ کتابت جمعرات ۳ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۳۲ ہجری (۲۰ فروری سنہ ۱۸۱۷ء) فولیو ۲۵۰ سے ۲۵۷ تک۔

آغاز: خدایا جہان پادشاہی تراست ۔ زما خدمت آید خدائی تراست

اختتام: کہ ایں پند نامہ شود چوں تمام ز سعدئ شیراز باد اسلام

کاتب کا اختتامیہ: فی التاریخ ۳ شہر ربیع الثانی بیوم پنجشنبہ ارقام یافت سنہ ۱۲۳۲ھ

یاد رہے متذکرہ صدر تینوں کتابیں گذشتہ زمانے میں ہندوستان و کشمیر میں نصاب کا لازمی حصہ تھیں اور تیس چالیس برس پہلے تک بھی رہی ہیں۔

---

515. 398

اعجاز قرآن منظوم

فضایل قرآن میں یہ تاریخی کتاب حسب ذیل مطالب و مضامین پر مشتمل ہے:

۱۔ گفتار در بیان اہالی روزگار و فضایل و دلایل بے شمار کلام کردگار کہ قرآن مجید است۔

۲۔ در بیان فضیلت کلام باری عز اسمہ۔

۳۔ از مثنوی مولوی معنوی قدس سرّہ العزیز۔

۴. گفتار در بیان محافظت باری بکلام قدیم خود که قرآن شریف است و بی ادبی نمودن بعضی از کفار نسبت بآں کلام کردگار۔

۵. پیشی نمودن مسلمانان در عدالت و شهادت گذرانیدن شان و مثل خارج نمودن بتحریک حکامانِ کفره که الکفر ملة واحدة۔

۶. منقبت بانئ مسلمانی میر سید علی همدانی۔

۷. در بیان اجتماع خواص اهلِ اسلام در خانقاه معلی در باره طلبیدن بیرسٹر از هندوستان و عرضی دادن به ریزیڈنٹ بهادر۔

۸. حکم دادن ریزیڈنٹ صاحب در اخراج کردن هره گوپال نو کدلی بدلگام و برادر وی جانکی ناتھ بحضور مهاراج صاحب ذو الاحتشام۔

۹. تاریخ اخراج هره گوپال و جانکیٔ بدخصال از کشمیر جنت نظیر۔

۱۰. تتمه داستان از زبان مصنّف و ترغیب و انگیز نمودن بعضی دوستان دینی در بارهٔ نظم این قصه۔

۱۱. تتمۂ داستان۔

مضمون داستانِ تاریخی بشکل مثنوی، زبان مثنوی، مثنوی نگار مهدی ترالی، تاریخ نظم ۱۳۱۶ھ (۱۸۹۸/۱۸۹۹ء) فقره "ؤهه وُن هرس بدگوهرس گو قهر قرآن" مادۂ تاریخ ہے۔ مُصنّف کا خود نوشت، تاریخ کتابت ۲۸ شوال ۱۳۱۷ھ ہجری (جمعرات ۲۹ فروری ۱۹۰۰ء) خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۶، تعداد ابیات ۳۵۰۔

تقطیع: ۲۴٫۵ x ۱۵٫۴ سنٹی میٹر

شروع: سزا چھے حمد بیحد تس بهردم   کرُن بیُمو از عدم ایجاد عالم

انجیر: فراغت نامئ لب خامہ زار قاتم　　ز مہدی ھقّو ز ہ پتّس تر آغاز و انجام

کاتب کا اختتامیہ: کاتبہ و مالکہ مہدی ترالی عفی اللہ عنہ و لوالدیہ و لاستادہ الی لقاء و مدت حیاتہ آمین یارب العالمین۔ ۲۸ شوال ۱۳۱۷ھ ہجری۔

416.　　　　399

اکبر نامہ منظوم

شاہ افغانستان اکبر شاہ کی اُن مُہمات اور لڑائیوں کا بیان ہے جو اُسے حکامِ ہند انگریزوں کے ساتھ اُنیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں پیش آئی تھیں۔ مؤلف کے مطابق اکبر نامہ کا سبب تالیف وہ غیرت دہانی ہے جو کسی روشن نہاد بزرگ نے یہ کہکر اُبھاری تھی کہ اصلی شعراء مر چکے ہیں اور اُن کے چور یا فضلہ خوار باقی رہ گئے ہیں۔ آج کسی میں طاقت نہیں ہے کہ رزم یا بزم کا نقشہ منظوم انداز میں پیش کر سکے۔ مثنوی اکبر نامہ اُسی غیرت کے جواب میں معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اصل مطلب پر آنے سے قبل کے مطالب یہ ہیں:

حمد و ثنائے جناب باری تعالیٰ، تعریف محمد مصطفیٰ ص، صفتِ معراج، تعریف شیخ محی الدین حاکم کشمیر ملازم مہاراج رنجیت سنگھ گوید کہ در عدل و انصاف شہرۂ آفاق بود، در بیانِ مطبوعۂ کتاب۔ اس کے بعد سے آغاز داستان ہوتی ہے۔

اکبر نامہ سے مصنف کی چار اور تصانیف پر روشنی پڑتی ہے، وہ ہیں: (۱) در ردّ شیعہ (۲) مدح چارے (۳) گلستان (۴) شکرستان جیسا کہ ان اشعار سے مفہوم ہے:

چو بلبل بیا در گلستانِ من　　چو طوطی بخوانِ شکرستانِ من

نگر در دو نثرم ز سر تا بپای　　دگر در ردِ شیعۂ و مدحِ چارے

مضمون رزم، بطرزِ مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار ملا حمید اللہ متوفی ۱۲۶۴ھ ہجری

(۱۸۴۸/ ۱۸۴۷ء)۔ مُلّا حمید اللہ پرگنہ برنگ میں سکونت پذیر تھا۔ اخیر عمر میں اسلام آباد آگیا تھا تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی طبع عالی کے باعث اشعار آبدار کہا کرتا تھا۔ ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۸۔ ۱۸۴۷ء) میں فوت ہوگیا۔ خود تاریخ وفات اس شعر میں کہی تھی ؎

عزیزا زمن گر کسی پرسدت ۔۔۔ بگویش "بخلد برین شد حمید"
۴ ۶ ۱۲ ھ

کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، ناقص الآخر، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری فولیو ۱۱۵، ابیات فی صفحہ ۲۵، تقطیع: 9,9 × ۲۱,۳ سنٹی میٹر۔ ناقص الآخر۔

آغاز: خدایا جہاندار اکبر توئی ۔۔۔ کرم گستر و بندہ پرور توئی

اختتام: ہمانا کہ ترسید باز ازنفاق ۔۔۔ کز آتش فتاد ایں چنین اتفاق

بوجہ ناقص آخر کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

116. ۔۔۔ 400

انوار اختری المعروف بہ چمنستان حسرت

مختلف موضوعات پر اردو اور فارسی زبانوں کی مثنوی ہے۔ اودھ کے آخری بادشاہ سلطان واجد علی شاہ المتخلص بہ اختر اس کے مصنّف ہیں۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ حمد و ثنا باری تعالیٰ از صفحہ ا تا صفحہ ۵۔

۲۔ تشریح دہ کلمات تورات از ص ۵ تا ص ۱۱۔

۳۔ بیان نعت حضرت ختم المرسلین از ص ۱۱ تا ص ۱۳۔

۴۔ بیان داستانِ اعجاز و کرامات ص ص (۱۳-۲۱)

۵۔ بیان داستان مدح و ثنائے شیر یزدان و بیانِ اعجاز و کرامات (ص ص ۲۱-۲۹)

مثنوی کا یہ حصہ فارسی میں ہے۔

۶. بیانِ علم و کمال و زہد و اتقا مولوی فدا حسین (۲۹ - ۳۱)

۷. بیانِ جاہ و جلال منشی میر مظفر علی ص ۳۱ - صرف تین شعر درج ہیں۔ (یہاں مخطوطہ اچانک طور پر ختم ہے)

مضمون قصص و حکایت، زبان اردو و فارسی، قسم ادب نظم (مثنوی) مصنّف سلطان واجد علی شاہ اختر آخری تاجدار اودھ، سال تصنیف ۱۲۷۲ھ (۵۶/۱۸۵۵ء) "چمنستانِ حسرت" مثنوی کا تاریخی نام ہے۔ عنوانات لال روشنائی سے، کاغذ کشمیری، ناقل اور سالِ نقل نامعلوم، لیکن مصنّف کے اپنے وقت کا، خط نستعلیق سادہ، بعض الفاظ قدیم اردو کے املا میں تحریر مثلاً ہی (بجائے ہے)' نی (بجائے نے)' جستی (بجائے جس سے)' وغیرہ وغیرہ۔ سطور فی صفحہ ۱۳، اخیر سے نامکمل، کہیں کہیں مرمت شدہ، تقطیع: ۱۵ x ۲۳ سنٹی میٹر۔ تعداد صفحات ۳۲۔

آغاز: بنامِ خالقِ ارض و سموات حکیم کامل (بالغو) واحیای (ے) اموات

آخری صفحہ کا آخری شعر:

نگہدارِ ظہورِ بادشاہی مددگار امور بادشاہی

اخیر پر لفظ "جلیل" کی رکاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ صفحہ اس لفظ سے شروع تھا۔

401

147.

بہار دانش

بہار دانش کا دوسرا نسخہ ہے (پہلا ملاحظہ ہو زیر شمارہ ۱۲۶)

مضمون داستان، زبان فارسی نثر، مصنّف عنایت اللہ، سالِ آغاز ۱۰۶۱ ہجری

(۱۶۵۰ء) بعہدِ شاہِ جہاں، ناقل نامعلوم، تاریخِ کتاب ۵ ماہِ بیساکھ ۱۹۲۱ سمہ بکرمی = ۱۸۶۴ء بعہدِ مہاراجہ رنبیر سنگھ آنجہانی متوفی ۱۸۸۵ء، خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تعدادِ صفحات ۲۶۴، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع : ۱۵،۲ × ۲۵ سنٹی میٹر۔ مخطوطہ صفحۂ اول کے بعد کچھ اوراق و صفحات سے نامکمل ہے۔ بہار دانش نایاب نہیں ہے اور اس کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کی قلمی لائبریری اور عالم کے دیگر مجموعۂ مخطوطات میں محفوظ ہیں۔

آغاز : فاتحۂ کتاب مستطاب آفرینش پیرایۂ صحیفۂ دانش و بینش....

اختتام : سیہ کاری مکن چون جامۂ خویش

بشو از چشم تر خون از نامۂ خویش

زبانرا گوشمال خاموشی ده

کہ ہست از ہر چہ گویم خامشی بہ

تمام شد

ناقل و کاتب کا اختتامیہ : "تمت الکتاب المستطاب بہار دانش بتاریخ ۵ ماہِ بیساکھ ۱۹۲۱ سمہ (بکرمی)" در نوشتن بسبب کم املائی لغوی بظہور شدہ باشد قلم اصلاح جاری دارند"۔

---

126. 402

بہار دانش

عنایت اللہ نامی کسی شخص کی فارسی داستان ہے۔ یہ داستان بعہد شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہِ غازی تالیف ہوئی۔ اس امر کا تذکرہ مخطوطہ بہار دانش کے صفحہ ۹ پر

سطور ۱۵ و ۱۶ میں ملتاہے۔ بہار دانش جہاندار سلطان اور بہرہ وربانو کی داستان معاشقہ ہے جہاندار سلطان بہرہ ور بانو کو بڑی جان جوکھوں اور پاپڑ بیلنے کے بعد حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اس کے ضمن میں سات وزیر اور چار وزیروں کی داستانیں بھی بیان ہیں۔ بہار دانش کی اہم سُرخیاں یہ ہیں: مقدمہ، آغاز داستان کی پہلی اور دوسری سُرخی ندارد، تبسّم کردن طوطی بر ہرزہ درائی مہربانو، تعین کردن جہاندار شاہ بے نظیر را بجہت آوردن شبیہہ مہرہ ور بانو، آمدن بے نظیر از شہر مینوسواد و آوردن شبیہہ ماہ فریب بہرہ ور بانو، حکایت وزیر اول، حکایت وزیر دوم، حکایت ندیم سوم، حکایت ندیم چہارم، حکایت وزیر پنجم، حکایت وزیر ششم، حکایت وزیر ہفتم قصۂ برہمن سادہ لوح، خلوت زن اول، خلوت زن دوم وسوم و چہارم و پنجم، آراستن خیرسگان ہنگامۂ موعظت و مناصحت درپیش جہاندار شاہ، پژوھش نمودن شہنشاہ طریقۂ سرانجام، سواد نامۂ والا، جواب مکتوب ہمایوں، رسیدن جہاندار شاہ برلب آب ناپیدا کنار، دوچار شدن شاہزادہ باسیّاح، تمہید قواعد سخن از زبان ندرت بیان شارک، آمدن آں مرغ زیرک و رہبری نمودن بشاہزادہ را، رسیدن جہاندار ببارگاہ پدر بہرہ وربانو، رسیدن ملک زادہ بوادیٔ ہولناک، رسیدن ملک زادہ بشہر نبود باس، یافتن ملک زادہ خلخال بہرہ وربانو، رونق ہنگامۂ نشاط و آرایش برجستن ہوشنگ از کمین و بلا بر روئے ملک زادہ کشودن، آگاہ شدن ملک زادہ ازیں، لبیک گفتن بادشاہ بداعِ اجل اور آخری عنوان ہے لبریز شدن جام عمر جہاندار شاہ (ص ۵۹۲ تا آخر کتاب)

مضمون قصص و حکایات، زبان فارسی، نثر، مصنّف عنایت اللہ، سال ترتیب آغاز ۱۰۷۱ھ (۱۶۵۰ء) بعہد شاہ جہاں، نام مخطوط صفحہ ۴ اور صفحہ ۵۹۸ پر درج ہے۔ اول الذکر صفحہ پر تاریخ آغاز بھی مذکور ہے۔ ناقل نامعلوم، سال نقل (غالباً) ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) خط نستعلیق متوسط، مخطوط کا پہلا صفحہ غلطی سے بعد میں چسپاں کردیا گیا ہے۔ یہ صفحہ بطور نصف

پیپر ماشی کی نقاشی کا حامل ہے۔ کاغذ کشمیری، صفحات ۵۹۹، سطور فی صفحہ ۱۹،

تقطیع : ۱۵ X ۲۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : فاتحۂ کتاب مستطاب آفرینش و پیرایۂ دانش

اختتام : زبان را گوشمالِ خامشی دہ کہ ہست از ہرزہ گوئی خاموشی بہ

نسخۂ بہار دانش تمام شد۔

403

408.

تحفۃ العراقین

مختلف النوع مضامین پر مشتمل مجموعۂ اشعار ہے۔ اس سے مصنف کی معاصر شخصیتوں کے احوال و کوایف، اوصاف حسنہ و قبیحہ سے بھی علمیت ہوتی ہے۔ شاعر نے تحفۃ العراقین سفرِ مکہ سے مراجعت کے وقت منظوم کی تھی۔ اس کی تالیف اُس وقت واقع ہوئی جب شاعر عراقِ عرب اور عراقِ عجم کو عبور کر چکا تھا۔ شمارۂ ابیات تقریباً ۳۲۷۱ ہے۔ تحفۃ العراقین ۱۸۵۵ء میں ہندوستان میں شایع ہو چکی ہے۔ اس کے چند قلمی نسخے زیر اندراج نمبر ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۲، ۱۱۴ اور ۶۳ کتب خانہ مدرسۂ سپہسالار جدید تہران میں محفوظ ہیں۔ تحفۃ العراقین اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کشمیر میں نصاب فارسی کا اہم جُزو رہ چکی ہے، اس لئے قدیم گھرانوں میں اس کے نسخے اکثر دستیاب ہیں۔

مضمون مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار ابراہیم یا بدیل یا ابراہیم بدیل خاقانی متوفی ۵۹۵ھ (۱۱۹۸/۱۱۹۹ء)، زمانۂ تالیف چھٹی صدی ہجری (بارھویں صدی عیسوی) کاتب مُلاّ طیب ساکن موضع مورن، تاریخ کتابت یوم دوشنبہ ۱۰ ماہِ ربیع الاول ۱۱۵۰ ہجری (۲۷ جون ۱۷۳۷ء)، ناقص الاول، خط نستعلیق باریک سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۷، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۵، عنوانات لال روشنائی سے، تقطیع : ۱۲،۸ X ۲۱½ سنٹی میٹر۔

آغاز: دل آئینہ دو روی پاک است آں آئینہ را غلاف خاکست

اختتام: ایں دعوت را بگاہ تہلیل آمین آمین کناد جبریل

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون ملک الوہاب از دست ملّا طیب ساکن موضع مون در تاریخ ۱۰ شہر ربیع الاولیٰ سنہ ۱۱۵۰ ہجری یوم دوشنبہ در ماہ مذکور۔

74. ۴۰۶

چار درویشی منظوم

پنڈت واسہ کول اوگرہ بلبل خلف پنڈت ٹھاکر کول صاحب اوگرہ ساکن محلہ خانقاہ معلیٰ سرینگر کشمیر کی منظوم تصنیف ہے۔ پنڈت واسہ کول ۱۸۵۰ء میں بمقام سرینگر کشمیر پیدا ہوئے اور ۱۹۰۹ء میں سرگباش ہوگئے۔ آپ مہاراجہ رنبیر سنگھ آنجہانی کے درباری شاعر تھے۔ چار درویشی نظم کا مضمون قصص و حکایات ہے۔ یہ فارسی کی ایک طویل مثنوی ہے۔ چار درویشی جیسا کہ مصنف کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے سنہ ۱۹۳۷ بکرمی (۱۸۸۰ء) میں بعہد مہاراجہ رنبیر سنگھ منظوم ہوئی۔ فہرست مضامین حسب ذیل ہے:

۱۔ حمد و مناجات از ص ۱ تا ص ۵۔

۲۔ در تعریف بادشاہ و دعا و تعریف استاد (۵-۱۶)

۳۔ در مذمت دنیا (۱۶ - ۱۸)

۴۔ آغاز داستان چار درویشی در تعریف آزاد بخت بادشاہ روم (ص ۱۸ تا ص ۲۸)

۵۔ داستان آزاد بخت بادشاہ روم (ص ص ۲۸ - ۳۳)

۶۔ آغاز قصۂ چہار درویش (از ص ۳۳ تا ص ۵۹۲)

۷۔ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات، اختتام کتاب چار درویشی، نصیحت در حق

فرزند، مدح دیوان اننت رام، مدح مہاراجہ رنبیر سنگھ از صفحہ ۵۹۲ تا اختتام کتاب (ص ۶۱۰)

سنہ کتابت ۱۴ ماہ بھادروں سنہ ۱۹۷۲ بکرمی (۱۹۱۵ء)، کاتب پرشاد کول، کاغذ مشینی، تعداد اوراق ۳۰۵، فی ورق ۱۸ اشعار، تقطیع ۲۰ × ۳۳ سنٹی میٹر

غیر مطبوعہ، دنیا کی کسی اور لائبریری میں موجود نہیں ہے، مخطوطہ فارسی کے قصۂ چہار درویش کا منظوم فارسی ترجمہ ہے۔ اور اس سلسلے میں کشمیر کے کسی فارسی شاعر کی سب سے پہلی کوشش ہے۔ خط نستعلیق سادہ۔

---

349. 405

چار درویشی منظوم

شاہ رنبیل سنگھ (مہاراجہ رنبیر سنگھ) والیٔ کشمیر کے نام معنون چار بے نوا درویشوں کی منظوم داستان ہے۔ آغاز داستان سے قبل مضامین کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ حمد خدا و مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ۔

۲۔ در تعریف بادشاہ (رنبیل سنگھ) می گوید۔ اس ضمن میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عدل و احسان کی تعریف کی گئی ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کے حق میں دعا ہے۔

۳۔ در تعریف اُستاد می گوید (استاد کا نام مذکور نہیں، صرف اُس کے علم و فضل کی مُبہم تعریف کی گئی ہے جو ہر شخص پر حاوی ہو سکتی ہے۔)

۴۔ در تعریف باغ و بہار و در مذمّت دُنیا۔ اس کے فوراً بعد ہی قصۂ چہار درویش کی داستان کا آغاز ہے اور سب سے پہلے آزاد بخت شاہ روم کی داستان ہے۔

اختتام کے مضامین حسب ذیل ہیں:

۱۔ مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات ۲۔ اختتام کتاب چار درویشی ۳۔ بیان نصیحت در حق فرزند دلبند ۴۔ مدح دیوان اننت رام ۵۔ مدح شہریار تصنیف تخمیر مہاراج رنبیل سنگھ والیٔ کشمیر و دعائے بادشاہ رنبیر سنگھ۔

یہ منظوم داستان اُس وقت کی تصنیف ہے جب شاعر کی عمر ۴۲ برس کی تھی۔ فرزند کی نصیحت میں لکھتا ہے:

حال من شد فرون زسی و چہار   ہست حیاتِ ہنوز در گہوار

مصنّف کے مطابق کتاب مذکور اگرچہ چار درویش بے نوا کا منظوم قصہ ہے، تاہم پانچ داستانوں کا حامل ہونے کے باعث نظامی کی پنج گنج کی داستان کی یاد دلاتا ہے۔ اس خزینۂ گنج کے لئے اُس نے بہت ہی رنج برداشت کیا ہے۔

مضمون داستان (قصۂ چہار درویش عرف باغ و بہار) بطرز مثنوی، زبان فارسی شاعر سخنور کشمیری، سال تالیف ۱۹۳۷ بکرمی = ۱۸۸۰ء۔ کاتب مُلّا ولی اللہ حیدرپوری تحصیل سری پرتاپ سنگھپورہ، تاریخ کتابت جمعرات، ۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۹ ماہ بیساکھ

۱۹۶۲ سنہ بکرمی = ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء۔ خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۶۰، سطور فی صفحہ ۱۵،
تقطیع : ۱۵.۲ × ۲۶.۳ سنٹی میٹر۔

آغاز : ای جہاندار در زمان و زمین آفرینندۂ مکان و مکین

اختتام : این دعا مستجاب باد ز حق بر تو خوشنود کردگار تو باد

---

292. 406

حملۂ حیدری منظوم

یہ طویل داستان شاہِ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات و کوائف اور کفّارِ قریش سے آپ کے محاربات کے بیان میں ہے۔ اس کی تصنیف و تالیف کا سبب یہ تھا کہ بقول
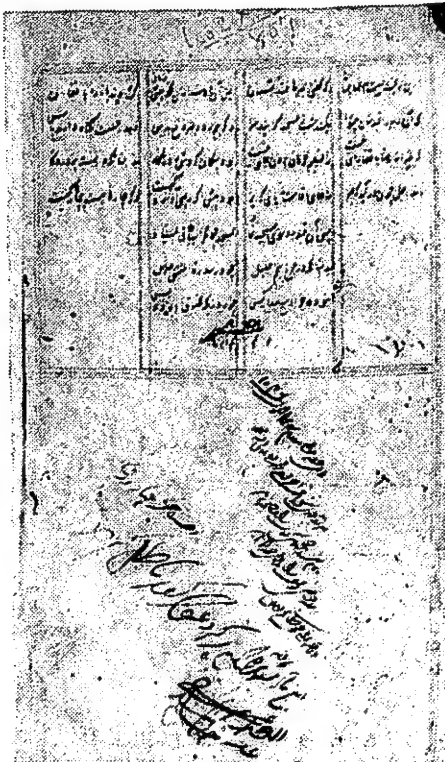
مُصنّف اُس نے تمام عمر غزل گوئی میں صرف کی تھی، اور جس سے ماسوائے وقتی واہ واہ کے کچھ بھی پلّے نہ پڑا تھا چنانچہ ایک روز خیال آیا کہ بجائے اس عارضی کام کے کوئی مستقل اور دیرپا کارنامہ انجام دیا جائے۔ یہی خیال "حملۂ حیدری" کی تصنیف و تالیف کا باعث ہوا۔ کتاب کا نام "حملۂ حیدری" مقدمہ (فولیو ۶، سطر ۳) کے اس شعر میں درج ہے:

بران نامہا یافت بالاتری
شدش نام ازان "حملۂ حیدری"

محاربات علیؓ کے سلسلے میں اس دور کی تمام تر تاریخ پیشِ نظر کردی گئی ہے۔ کتاب چونکہ شیعہ نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے اس لئے مخالفین اہل بیت یا آپ سے مدِّ مقابل ہونے والوں کی خوب خبر لی گئی ہے اور بہت سوں کو دار البوار (ہلاکت کے گھر) بھیجدیا گیا ہے۔ ضمن میں آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت، آپ کی تبلیغ اور خلافت و امامت کا قضیہ بھی بالتفصیل بیان ہوگیا ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مؤلف وشاعر باذل، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب یوسف، تاریخ کتابت وقت عصر ۱۷ جمادی الاوّل ۱۰۴۶ھ (جمعہ ۷ اکتوبر ۱۶۳۶ء)، کاغذ غیر کشمیری، خطِ نستعلیق خفی، چار چھوٹے کالموں میں تحریر، لوح بشکل مینار و گنبد منقّش، فولیو ۴۰۲ (صفحات ۸۰۴)، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع: ۱۵٫۲ × ۲۷½ سنٹی میٹر۔

آغاز: بنام خداوند بسیار بخش خرد بخش و دین بخش و دینار بخش

اختتام: نبوده جزاو هیچ بیدار کس چو روزیکه مخلوق او بود و بس

کاتب کا اختتامیہ بخط شکستہ استادانہ:

"بوقت عصر بتاریخ ہفدہم شہر جمادالاوّل ۱۰۴۶ھ بروز چہل شش حسب الفرمود محمد تقی صادق اللہ العلی باتمام رسید۔ ہر کہ این کتاب را مطالعہ نماید بندۂ عاصی یوسف را بدعائے خیر یاد نماید و فاتحہ برائے عفو خطاے جمیع مومنین"۔

حملۂ حیدری کا اتنا قدیم نسخہ کسی اور مجموعۂ مخطوطات میں محفوظ نہیں ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

97. 407

خدیجہ نامہ

خویلد کی بیٹی اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داستان ازدواج کا بیان ہے۔ شاعر نے آغاز داستان میں خویلد کو بطور مبالغہ عرب کا بادشاہ لکھا ہے جسکی تاریخ سے شہادت نایاب ہے مصنف کے مطابق خدیجہ نامہ کی داستان روضۃ الاحباب مؤلفہ محدث جلال الدین اور مدارج النبوۃ پر مبنی ہے۔ اس امر کا مظاہرہ متن کے متعدد حوالوں سے ہوتا ہے۔

مؤلف خدیجہ نامہ کوئی شخص فیروز دین تخلص صدیق ہے۔ یہ تخلص کتاب کے متعدد مقامات پر موجود ہے، جبکہ نام صرف ایک جگہ پر مقدمہ میں آیا ہے۔ وہ شعر یہ ہیں:

دُعا اَکھ دور ز ایمرِ خدا بوز   ونی فیروز دین سوزن ہنڈُے سوز
نہ اُکھ سوزُس چھُ ثانی بیا کھ سوؔاہ   نہ بیحتہ کن بومنوی نہ بڑوت کن زاہ

خدیجہ نامہ فیروز دین صدیق نے محمود گامی کی "شیرین خسرو" کی داستان سے متاثر ہو کر منظوم کی ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہے:

چھُ نامہ اوسمُت محمود گامی   ونن شیرینہ خسرو، کرُنہ خامی

یہ امر کہ شاعر کا نام یا تخلص صدیق ہے، اور یہ کہ وہ اس داستان کا ناظم ہے، مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

صدیقو کرُ خدیجُن نامہ مرقوم   نظر بر صفوٕ دل کر ژھ معلوم

داستان کے ضمن میں متعدد مقامات پر غزلیات، نعوت اور دیگر قصص و حکایات کا بھی بیان ہے۔ داستان کے اخیر میں فارسی کے تین اشعار چائے کی تعریف میں ہیں۔ اختتام پر داستان کی قبولیت کی استدعا خدا تعالیٰ سے ان الفاظ میں کی ہے:

قبول کرنن خدایا تا ختامہ   صدیقن ونہ ونی معراج نامہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ نامہ کے بعد شاعر "معراج نامہ" کا بھی ناظم ہے

لیکن مخطوط کے اخیر میں اس کے صرف تین اشعار دستیاب ہیں جو اس کے عدم تکمیل کی علامت ہیں، البتہ خدیجہ نامہ ماسوائے ابتدائی تین صفحات کے مکمل ہے۔ یہ تین صفحات اصل داستان پر کوئی اثر انداز نہیں ہیں۔

مضمون: داستان، شاعر: فیروز دین صدیق، زبان: کشمیری، پیرایۂ بیان: شعر وسخن نام کاتب: نامعلوم، تاریخ کتابت: نامعلوم، کیفیت: ابتداء میں تین صفحات سے نامکمل، لیکن اخیر میں معراج نامہ کے صرف تین ابیات دستیاب۔

خط: ابتدائی بھدا نستعلیق، خالص کشمیری قلم سے، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۳½×۲۲ سنٹی میٹر، ورق ۱۲۰ (الف) پر خواجہ عزیز اللہ نام کی ایک مہر۔

موجودہ مخطوط کا پہلا شعر:

وسام و رستم و کاؤس و دارا　　　فریدون و ہم دقیانوس وجبارا

آخری شعر:

مول موج وندہ تس قبیلہ کرونے　　　حضرت سونے سالس ڈراو

197.　　　　　　　　　　　　　　　　　　**۶۹۸**

خریطہ مشتمل بر قصۂ ایوب صابر یا ایوب نامہ

دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) اشعار پر مشتمل بزبان کشمیری بنی اسرائیل کے مشہور پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کی دکھ درد کی داستان پر مشتمل ایک طویل قصہ ہے۔ شاعر نے اس کی بنیاد قصص انبیاء پر رکھی ہے جو وعاظ اور شعراء کا ماخذ ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایوب صابر کس طرح باوجود شیطان کے ورغلانے کے خدا کی آزمائش میں پورے اترے۔ جسم میں ایک ایک بالشت کے کیڑے پڑ گئے تھے، مگر پھر بھی حمد خدا سے زبان رطب اللسان تھی۔ قصۂ ایوب صابر کے ناظم مقبول شاہ کرالہ واری

ہیں جو کشمیر کے پیرزادوں میں سے تھے۔ وفات کے بعد موضع کرالہ واری پرگنۂ اچھہ میں آسودہ ہیں، اور اسی مناسبت سے کرالہ واری کہلاتے ہیں۔

مضمون قصص و حکایات بطرز اشعار، زبان کشمیری، ناظم پیر مقبول شاہ کرالہ واری، زمانۂ تصنیف ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۹ / ۱۸۶۸ء) جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

سنہ اوس باہ شتھ بییہ پانژ شتھ سال

تیلہ وڈنم این قصہ شیرین مقال

کاتب و ناقل نامعلوم۔

خطِ نستعلیق معمولی۔

کاغذ کشمیری۔

تعداد ابیات ۲۶۸۔

تقطیع: ۱۲½ × ۱۹۶ سنٹی میٹر

آغاز:

الغرض بوز آو شیطانِ لعین

عرض کوّر تمی پیشِ رب العالمین

اختتام:

مغفرت میٹے کرتہٕ از بہر رسول

یا قبولہ شند سون تھاوسہ قبول

کاتب کا اختتامیہ:

تم تم تمام شد۔

شاعر کی زندگی میں لکھا گیا اور شاید خود نوشت۔

خریطہ مشتمل بر قصۂ یوسف زلیخا منظوم

مغرب زمین کے ایک بادشاہ طیموس کی بیٹی زلیخا اور حضرت یعقوب کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان معاشقہ کا بیان ہے۔ آغاز میں زلیخا کے ناک و نقشہ کی مفصل تصویر ہے، اس امر کا کہ زلفیں کیسی پیچ در پیچ تھیں۔ بعد ازاں حسن یوسف کا بیان ہے جو سمسار (دنیا) کے لئے باعث زینت و خوبصورتی تھے۔ ضمن میں اس امر کا بھی مفصل تذکرہ ہے کہ کس طرح یوسف بھائیوں کے ہاتھوں کنویں میں گر کر سوداگروں کے ذریعہ بحیثیت غلام مصر میں فروخت ہوئے اور کس طرح عزیز مصر (بادشاہ طیموس) کے محل خانے میں رسائی حاصل کی۔ داستان بڑی دلچسپ اور آب و تاب کے شاعرانہ رنگ و روغن کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ یہ خریطہ جو دونوں جانب تحریر ہے مصنف کی پوری منظم کتاب ہے۔

مضمون قصہ و داستان، پیرایۂ بیان نظم، زبان کشمیری، شاعر محمود گامی، زمانۂ نظم انیسویں صدی کا نصف آخر، کاتب لسہ جو، ساکن سیر کانلی، پرگنہ کھاورپارہ، تاریخ کتابت نامعلوم، لیکن مصنف کی معاصر، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۲۰۴، تقطیع: ۱۲ × ۲۱۶ سنٹی میٹر۔

آغاز : حمد بحد نعت احمد ہر صحیفش ابتداء۔

اختتام : کرتہ محمود و زلیخا مختصر

کاتب کا اختتامیہ:

از دست خواجہ لسہ جو ساکن سیر کانہ، پرگنہ کھاورپارہ۔

خریطہ مشتمل بر قصۂ شیخ صنعان

یمن کے ایک بزرگ اور ولی شیخ صنعان کی داستان عشق کا بیان ہے۔ یہ بزرگ ایک عیسائی دوشیزہ کی محبت میں جو ملک روم کی رہنے والی تھی، اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ یار و اصحاب نے بہتیرا سمجھایا، مگر عشق کا تیر کچھ ایسا لگا تھا کہ ایک بھی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ بالآخر بڑی خفت سے احباب واپس لوٹ آئے۔ ادھر شیخ صنعان جو پہلے ایک کامل بزرگ تھے، محبوبہ کی مرضی کے مطابق سؤر چراتے رہے۔ محبت صادق تھی، اس لئے محبوبہ آخر اُن کی ہو کر دین اسلام میں داخل ہوگئی۔ شیخ صنعان کی یہ داستان شیخ فریدالدین عطّار کی منطق الطیر سے ماخوذ ہے جس میں یہ قصّہ تقریباً تیرہ صفحات پر مفصّل درج ہے۔ مسلمان اہلِ قلم میں شیخ صنعان کی داستان معاشقہ ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے۔ چنانچہ یہ منظوم قصہ اس کی صدائے بازگشت ہے۔ یہ داستان دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں اُس حکایت کا بیان ہے جس میں شیخ رومی دوشیزہ پر عاشق ہوکر اُسے مذہب اسلام میں لانے کا باعث ہوا تھا، اور دوسرا حصہ پیر کے فراق میں غزل پر مشتمل ہے۔

مضمون قصہ و داستان، طرز بیان منظوم، زبان کشمیری، ناظم محمود گامی، زمانۂ نظم انیسویں صدی عیسوی کا نصف آخر، ناقل و کاتب نامعلوم، تاہم اندازہ سے مصنّف کا معاصر، خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۱۵۶، تقطیع ۱۲ × ۱۲۸ سنٹی میٹر۔

آغاز کا شعر ندارد، تاہم دوسرے شعر کا کٹا ہوا مصرعہ: چھٹے حمدہ پتہ۔

اختتام غزل در فراق پیر ما می آرد۔

کاتب کا اختتامیہ: اللھم اغفر لکاتبہ۔

راماین منظوم

بحرِ متقارب میں جس کے اوزان فعولن فعولن فعولن فعول ایک مصرع میں اور یہی اوزان دوسرے مصرع میں بھی ہیں۔ ہندوؤں کے اوتار شری رام چند اور سیتا کی داستان ہے۔ اس کا دوسرا نام رام نامہ بھی ہے۔ رامایَن حسبِ ذیل چار دفاتر میں منقسم ہے:

۱۔ دفترِ اوّل صفحہ ۴ سے صفحہ ۶۳ تک۔

۲۔ دفترِ دوم صفحہ ۶۳ سے صفحہ ۱۱۷ تک۔

۳۔ دفترِ سوم صفحہ ۱۱۷ سے ۱۸۵ تک۔

۴۔ دفترِ چہارم ص ۱۸۵ سے ۲۱۲ تک۔

رامایَن یا رام نامہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے عنوانات نظم میں بطور قصیدہ ذوالمطالع بیان کئے گئے ہیں۔ آغاز مہیش یعنی خدا کی تعریف میں قصیدہ سے ہے۔ رامایَن منظوم ۱۹۲۱ سنہء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

رقم بر زدم سالِ طبعِ کتاب   ہزار است با نہصد و بست و یک (۱۹۲۱ سنہء)

مضمون داستان، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، بحرِ متقارب، زبان فارسی، تعدادِ ابیات ۶۵۲۴، ناظم مصر راہداس قابل، تاریخ تالیف ۱۹۲۰ سنہ عیسوی، کاتب آنند، تاریخ کتابت ۱۶ ماہ پوہ ۱۹۸۰ سنہ بکرمی روز یک شنبہ (اتوار)، خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ مشینی، صفحات ۲۱۴، اوسط اشعار فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۱۷ × ۲۷٫۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای چراغِ عالم افروزِ شبستانِ مہیش   وی فروغِ مہر گوری ماہِ تابانِ مہیش

اختتام: بیا قابلا تا شود در جناب   کتابت قبول و دعا مستجاب

رسد بر عزیزان مصر کلام　　　ازین رام رام جہان رام رام

کاتب کا اختتامیہ : این کتاب رامایین رامداس بقلم بندۂ درگاہ آنند نام بتاریخ ۱۶ ماہ پوہ سنہ ۱۹۰۸ بکرمی یوم یکشنبہ اختتام یافت۔ ابیات کل ۶۵۲۴۔

484.　　　　412

رضا نامہ منظوم

داستانِ کربلا پر مشتمل یہ طویل منظومہ حسب ذیل سات دفاتر پر مشتمل ہے :

۱۔ دفتر اوّل در بیان چہار یار۔

۲۔ دفتر دوم در بیان خشم و مہر یزید۔

۳۔ دفتر سوم در بیان قتل امام مسلم در کوفہ۔

۴۔ دفتر چہارم در بیان قتل امام مسلم در کوفہ۔

۵۔ دفتر پنجم در بیانِ حادثۂ کربلا۔

۶۔ دفتر ششم در بیانِ جنگ و پیکار۔

۷۔ در ہفتم در بیان روانگی سران و خواتین از کوفہ بسوی شام۔

ان کے علاوہ کتاب کے چند ابتدائی مضامین و مطالب یہ ہیں :

حمد خدا، مناجاتِ باری تعالیٰ، نعت حضرت سید المرسلین، در بیان معراج، مدح غوث الاعظم محبوب العالم حضرت مخدوم شیخ حمزہ، در کیفیت اظہار مطلب دل خود گوید، در بیان سیر وجود پژوہش احوال گوید، در مذمت نادانی کہ از سبب نادانی بر این کتاب بد گویند۔ حکایت مناقشہ صراف با نوشیروان و بوذرجمہر از سبب چشم گوید۔

مضمون رزم (مثنوی) ؛ زبان فارسی ؛ مثنوی نگار ملّا محمد اشرف ساکن دیر، پرگنہ چھرٹ

سال تصنیف ۱۱۶۹ھ (۱۷۵۶/۱۷۵۵ء) چنانچہ بقول شاعر:

چو تاریخ جُستم دو گونہ ز کہ   بگفتا ہزار و صد و شصت و نُہ

ناقل محمد کبیر ساکن منز بیگام پرگنۂ مذکور، تاریخ نقل ۱۲۷۶ھ (۱۸۶۰/۱۸۵۹ء)

چار کالمی تحریر، خط نستعلیق باریک، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۱۹۲، تعداد ابیات فی صفحہ ۵۴، مجموعی تعداد ابیات دس ہزار، تقطیع: ۱۷ × ۲,۳۳ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا ہمیشہ بقای تراست   بہر کار مشکل کشائی تراست

اختتام: چو ابیات این نامہ کردم شمار   خرد گفت بامن بگو دہ ہزار

کاتب کا اختتامیہ: "تمت تمام شد کتاب رضا نامہ من تصنیف مولّا محمد اشرف ساکن دیر پرگنۂ چھراٹ از دست فقیر الحقیر کمترین از امت محمد کبیر ساکن منز بیگام پرگنۂ مذکور سنہ ۱۲۷۶ ہجری۔"

مخطوطہ غیر مطبوعہ اور انتہائی نادر و نایاب ہے۔

---

427.   413

منظوم

فردوسی طوسی کے شہنامہ پر مبنی سامہ نریمان کی داستان ہے۔ سامہ نریمان زابلستان (موجودہ کابل) کا مشہور پہلوان تھا، اور بہادری و دلیری میں جنات اور دیوؤں کا مقابل ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ ایران کے بادشاہ منوچہر کے دربار میں ملازمت تھی۔ اسی نریمان کو خدا تعالیٰ نے ایک فرزند عطا کیا تھا جس کا نام اپنے نام پر سامہ نریمان نے سامہ رکھا تھا۔ سامہ نامہ اسی لڑکے کی منظوم داستان ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان کشمیری مترجمہ از شاہنامہ فارسی، ناظم لچھمن کول بلبلؔ، تاریخ نظم ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۶/۱۸۶۵ء) "بہار روضۂ چمن" تاریخ ہے، کاتب خضر شاہ

متوطن موضع راموہ، تاریخ کتابت سنہ ۱۳۰۹ھ (۱۸۹۲ء)، سموت سنہ ۱۹۴۹ بکرمی، خط نستعلیق معمولی کاغذ کشمیری، اوراق ۳۷، ابیات فی صفحہ ۲۰، تقطیع: ۲۳٫۳×۱۴٫۳ سنٹی میٹر

ابتداء: اول حمدا بوٗن تس ذات پاکس   لوٗدُن ییمہ بابہ آدم مشت خاکس

اختتام: وُچھُن تارٔیخ یُدرانک نظر کر   "بہار روضہ چین" گو بہتر

دِتم ساقیہ مۓ کرتم دستگیری   بشکر ختم قِصہؔ چای شیری

چھ لاٗزِم قصہ دبہ راوِت پتم چای   چھ خاٗلی نعمزن پت چاپہ ہنیز جای

خداوندا یہ کاتب شادکرتن   زغم ھائے زمان آزاد کرتن

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام بتاریخ دوم ماہ ذی القعدہ بروز یکشنبہ ہنگام ظہر در موضع تار، از دست فقیر الحقیر سراپا پُر تقصیر خضر شاہ متوطن موضع راموہ ارقام یافت سنہ ۱۳۰۹ ہجری، سموت سنہ ۱۹۴۹ء۔

---

446.   ۶/۶

سام نامہ منظوم

شہنشاہ ایران منوچہر کے فرزند سام کی داستان ہے۔ یہ سام ہندوستان کے کسی راجہ کی بیٹی کے پیٹ سے تھا۔ اباؤ اجداد کی طرح بہادر اور زور آور تھا۔ چودہ برس کی عمر پانے پر ایک روز گورخر کے شکار کے لئے گیا۔ گورخر کا پیچھا کرتے کرتے ایک صحرائے لق ودق میں پہنچا اور وہاں ایک پری جس کا نام پری دخت تھا کی زلف گرہ گیر میں اسیر ہو گیا۔ سام نامہ اسی واقعہ کی مفصل اور طویل داستان ہے۔ ضمن میں بطور تفصیل اور بھی بہت سی داستانیں مذکور ھیں جن کا تعلق قصہ سے ہے۔

مضمون داستان (بطرز مثنوی)، زبان فارسی، مثنوی نگار نا معلوم، زمانۂ تالیف

نامعلوم، ناقل و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم ایک سو برس پہلی نقل، اخیر پر ریشہ کول نامی کسی کشمیری پنڈت کی ملکیت کی مُہر جس کا سنہ بکری ۱۹۳۷ (مطابق ۱۸۸۰ء، عہد مہاراجہ رنبیر سنگھ) ہے۔ خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۸۳، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۱، تقطیع: ۱۴٫۵ × ۲۳٫۵ سنٹی میٹر۔

آغاز: چنین گفت موبد بدین داستان   که از دخترِ شاہِ ہندوستان

اختتام: ہر آن دین دری کونہ بردین بود   ز یزدان و زشاه نفرین بود

کاتب کا اختتامیہ ندارد، البتہ اخیر پر ریشہ کول کی مُہر ہے جو سال ۱۹۳۷ بکرمی کی حامل ہے۔ گمانِ غالب ہے کہ یہی شخص مخطوط سام نامہ کا مالک اور کاتب تھا۔

415

507.

سبعہ سیّارہ یعنی مجموعۂ مثنویات زُلالی خوانساری

زُلالی خوانساری کی حسبِ ذیل سات مثنویات کا مجموعہ ہے:

۱۔ مثنوی محمود و ایاز کشمیری (فولیو ۱ سے فولیو ۸۲ تک)، سالِ تصنیف ۱۰۲۴ ہجری = ۱۶۱۵ عیسوی: "جملہ الہی عاقبت محمود باشد" مادۂ تاریخ اتمام ہے۔ مثنوی محمود و ایاز کی ابتداء سنہ ۱۰۰۱ ہجری (۱۵۹۳/ ۱۵۹۲ء) میں کی گئی تھی۔ تعداد ابیات ۲۰۲۴، مضمون داستان بطرز مثنوی زبان فارسی۔ شاعر زُلال خوانساری، سالِ وفات نامعلوم، تاہم سنہ ۱۰۲۴ ہجری کے بعد۔

۲۔ شعلۂ دیدار از شاعر متذکرہ صدر (فولیو ۸۴ سے فولیو ۹۳ تک)

۳۔ حسن گلوسوز از زُلالی خوانساری (۹۴ - ۱۰۳)

۴۔ آذر و سمندر از شاعر مذکور (۱۰۳ - ۱۱۰)

۵۔ مثنوی ذرّہ و خورشید (۱۱۰ - ۱۱۳)

۶۔ سلیمان نامہ (۱۱۳ - ۱۱۸)

۷۔ میخانہ (۱۱۸ - ۱۳۱)

ماسوای مثنوی محمود و ایاز کے ہر مثنوی کے آغاز میں شاعر کا ایک مختصر نثری مقدمہ ہے

مضمون داستان و تصوف، زبان فارسی، شاعر زُلالی خوانساری متوفی گیارھویں صدی ہجری

کا وسط (سترھویں صدی عیسوی کا آغاز) ناقل غیر مذکور، تاریخ نقل غیر مذکور، تاہم گیارھویں صدی

ہجری (سترھویں صدی عیسوی کے اخیر اور اٹھارویں صدی عیسوی کے آغاز) کی نقل، ڈبل تحریر

یعنی حواشی پر بھی، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۳۱، تعداد ابیات فی صفحہ ۲۴،

متصل جامع مسجد ۱۲ رجب بروز جمعہ ۱۱۶۸ ہجری میں ابوالحسن خان کی پیشکارگی میں بعہد

شک جیون مل بابا خداداد کے ذریعہ خرید کی گئی۔ تقطیع ۹×۱۳ و ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع: بنام آنکہ محمودش ایاز است   غمش بتخانۂ ناز و نیاز است

اخیر: ذرہ تا بحر و بحر تا با صول   ہر یکی آں خویش کردہ قبول

خاتمہ پر مخطوطہ کے قدیم مالک کے الفاظ جن میں سے بعض دانستہ مٹا دئے گئے ہیں:

ایں کتاب زلالی از آں ملک ..... خرید شد، در وقت صوبہ شک جیون مل بہ پیشکارہ گی ابوالحسن خان

یوم جمعہ بوقت چاشت متصل مسجد جامع بتاریخ ۱۲ شہر رجب المرجب ۱۱۶۸ھ (؟)

---

142.   4/6

سکندر نامہ (یا نامۂ خرد)

فارسی کی منظوم داستان بشکل مثنوی ہے۔ اس میں ایک اسطوری ہیرو (مشہور

شخصیت) کی مہمات اور کارناموں کا بیان ہے۔ سکندر نامہ کا بیان نیز شمارہ ۳۴۲ اور ۱۹۰ میں بھی

ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل عنوانات جو سرخی سے دئے گئے ہیں، یوں ہے:

حمد و نعت سید المرسلین کے بعد سبب نظم این کتاب، در حسب حال و اتمام روزگار عذر انگیختن این کتاب، حکایتِ تمثیل، وانمودن این داستان، دعا پادشاه نصرة الدین فیروزی یافتن سکندر با لشکر زنگیان، سکالیش کردن سکندر شاه بر قهر دارا، گرفتن سکندر فال غالب و مغلوب، آئینه ساختن حکیمان، خراج ساختن دارا از سکندر، ترتیب کردن سکندر بر حسرت دارا، داستان راے زدن دارا، نامه فرستادن دارا، مصاف کردن سکندر، عهد بستن سکندر، شکایت کردن حشم دارا، خراب کردن اسکندر آتشکدهٔ عجم را، رسیدن سکندر بملک صفاهان، نشستن سکندر بر تخت کیان، رفتن سکندر بزیارت کعبه، صفت برج داستان کشادن سکندر دررا، رفتن سکندر بقلعه، رفتن سکندر بملک رے، رفتن بهندوستان در آمدن سکندر از هندوستان بملک چین، نامه فرستادن سکندر بجانب خاقانِ چین و جواب نامهٔ سکندر، آمدن خاقانِ چین در بارگاه سکندر، خبر یافتن سکندر از بیرون آمدن بملک روس آمدن سکندر بدشت قبچاق، مصاف نمودن سکندر با لشکر روس، صفت آبِ حیوان رفتن سکندر در ظلمات، گفتار اندر بے مراد آمدن، گفتار اندر بازگشتن از فتحِ جهان، شکایت سکندر فیلقوس، آغاز داستان ولادت اسکندر، دانش آموختن از لقوماخس پدر ارسطا طالیس حکیم، نشستن سکندر بر تخت، مصاف سکندر با لشکر زنگیان، ختم کتاب و دعاے محمد محمود خود گوید۔

مضمون داستان، زبان فارسی، مثنوی، ناظم نظامی گنجوی، تاریخ تالیف ۲۸ محرم الحرام ۵۹۸ھ (جمعرات ۲۸ اکتوبر ۱۲۰۱ء)، ناقل پرشاد کول، سال نقل ۱۹۴۰ بکرمی = ۱۸۸۳ء خط نستعلیق باریک، ہلکی جدولوں کے مابین تحریر، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۸۴، سطور فی صفحہ ۱۱ تقطیع: ۱۱۰۶ X ۲۱۰۶ سنٹی میٹر

ابتداء: خدایا جہاں بادشاہی تراست ز ما خدمت آید خدائی تراست

اختتام: تمام شد نسخۂ اسکندر نامہ من تصنیف حضرت مولوی نظامی، رقیمۂ نیاز ۱۹۴۰ء

190. 417

سکندر نامہ

سکندر نامہ نظامی کا ایک اور نسخہ ہے۔ اس کا دوسرا نام شرفنامۂ خسروان بھی ہے۔ جیسا کہ اس شعر (ص ۱۶) سے مفہوم ہے ؎

ازاں خسروی می کہ در جام اوست شرفنامۂ خسروان نام اوست

شاعر کا اس کتاب کی تالیف سے مقصود "تاریخ ہائے کہن" تازہ کرنا تھا۔ یہ پرانی تواریخ تاریخ اسکندری کے نام سے تحریر کی گئی تھیں۔ سکندر نامہ میں حمد و خدا و نعتِ رسولِ مقبول کے بعد فیلقوس کے بیٹے اسکندر کی داستان اور اُس کی مُلک گیری کا بیان ہے۔ نظامی کے مطابق فیلقوس روم کا بادشاہ تھا جس کے حکم کے اطاعت گذار روم اور روس تھے۔ اختتام پر اپنے بادشاہ ملک نصرۃ الدین جس کے نام پر کتاب معنون ہے "جو فریدوں کمر، بلکہ خاقانِ کلاہ" ہے کی تعریف ہے۔ اُس کی علم پروری اور حکومت کو سراہا گیا ہے جس کے فرمان پذیر فرنگ، فلسطین، رہبان اور روم ہیں۔ بالآخر بادشاہ کے حق میں دعائے خیر اور تاریخ تالیف پر قصہ کا اتمام ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ، تاریخ تالیف چار گھڑی بعد از چار محرم ۵۹۷ھ (اتوار، ۱۵ اکتوبر ۱۲۰۰ء)، جیسا کہ خود کہتا ہے:

بتاریخ پانصد نود ہفت سال کہ خوانندہ از و نگیرد ملال

بسالی چہارم محرّم بُداست ز ساعت گذشتہ چہارم بُداست

ناقل احقر عبودیت پیوند، نانک چند، تاریخ نقل ۳ ماہ بیشاک سموت ۱۹۱۲ء

۱۸۵۹ء۔ خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، فولیوز ۱۱۶، سطور فی صفحہ ۱۵، ہر سطر دو کالموں میں دی ہوئی دو ابیات پر مشتمل، تقطیع ۱۵ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: خدایا جہاں پادشاہی تراست   ز ما خدمت آید خدائی تراست

پناہ بلندی و پستی توئی   ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اختتام: بیا ساقی از خم دہقان پیر   بمن دہ یکی ساغری دلپذیر

ازاں می کہ جاندار وی ہوش باد   مرا شربت و شاہ را نوش باد

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب سکندر نامہ بید احقر عبودیت پیوند، نانک چند بتاریخ سوم ماہ بیشاک سموت ۱۹۱۲ ہنگام چاشت یوم یوم شنبہ بخیر باد۔

الہی ہر آنکسکہ این خط نوشت   عفو کن گناہش عطا کن بہشت

540   418

سکندر نامہ بحری

سکندر ذوالقرنین کی ولادت اور فتوحات عالم کا تفصیلی بیان ہے۔ آغاز داستان سے قبل سکندر کے ذوالقرنین سے موسوم ہونے کی وجہ تسمیہ مفصل مذکور ہے۔ ابتداء میں خدا محمد اور چار یار کی حمد و نعت اور مناقب ہیں۔ کتاب کا اخیر اپنے فرزند کو موعظہ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ سکندر نامہ بحری بادشاہ وقت ملک نصرۃ الدین جس کا ذکر اخیر پر درج ہے بطور ہدیہ پیش کش کی گئی ہے۔

مضمون قصص و حکایات، زبان فارسی بطرز مثنوی، شاعر نظامی گنجوی، سال تصنیف ۵۹۷ ہجری (۱۲۰۰/۱۲۰۱ء)، ناقل غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۹۱۳ سنہ بکرمی (۱۸۵۶ء)، خط نستعلیق باریک، چار کالموں میں تحریر، کاغذ کشمیری، اوراق ۳۵ (صفحات ۷۰) ابیات

فی صفحہ ۱۲، تقطیع : ۱۵ × ۲۷ سنٹی میٹر۔

شروع : خرد ہر کجا گنجی آرد پدید　　بنام خدا سازد آنرا کلید

ختم : نظامی کہ جاں داروی ہوش باد

ہمیں شربت آں شاہ را نوش باد

کاتب کا اختتامیہ : تمت تمام شد ۱۹۱۳ء بکرمی۔

اسی مخطوطہ کے ساتھ شروع میں مجلد مولانا عبدالرحمان جامی کی مطبوعہ منظوم مثنوی یوسف زلیخا ہے۔

267.　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　۴۱۹

سوز و ساز

اس کا دوسرا نام محمود و ایاز بھی ہے۔ یہ طویل مثنوی جو تقریباً سات ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ محمود و ایاز کے خیالی معاشقہ پر مبنی ہے۔ مثنوی کی داستان یوں ہے کہ ایاز جو بادشاہ کشمیر کا خوبصورت اور حسین و جمیل فرزند تھا، شکار کے دوران ایک بدخشانی ڈاکو کے پنجے میں پھنس جاتا ہے۔ ڈاکو اُسے غزنین لے جاکر محمود غزنوی کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے۔ ایاز کشمیر کے روایتی حُسن کی طرح اتنا خوبصورت ہے کہ بادشاہ دیکھتے ہی ہزار جان سے ایاز کا والہ و شیدا ہو جاتا ہے۔ بالآخر شہزادہ ایاز کسی طرح محمود کے ہتھے سے چھوٹ کر اپنی خوبصورت سرزمین میں دوبارہ لوٹ آتا ہے، اور یہاں باپ کی وفات پر شاہ مسعود کا خطاب اختیار کرکے حکمرانی کرنے لگتا ہے۔ ادھر محمود نامہ بر پرندہ کے ذریعہ ایاز کا پتہ نکال لیتا ہے۔ دونوں کے مابین جنگ ہوتی ہے۔ مسعود گرفتار ہوکر دوبارہ غزنین پہنچا دیا جاتا ہے۔ اب طرفین کی جانب سے محبت شروع ہوجاتی ہے۔ بالآخر محمود ایک معمولی سی بیماری کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ جاتا ہے اور اس کے

کچھ عرصہ بعد ایاز بھی دوسرے عالم کو سدھار کر محمود کی قبر کے پاس قبر پاتا ہے۔ دونوں کی وفات سے قصۂ سوز وساز انجام کو پہنچتا ہے۔ آغاز داستان سے قبل پانچ مناجاتیں، پانچ نعوت، ایک منقبت حضرت مرتضیٰ علی، مدح شاہ عباس والیٔ ایران، مدح مرزا حبیب اللہ صدر اور مدح میر باقر داماد ہے۔ یہی میر باقر داماد اس خیالی داستان کی تنظیم کا باعث ہوا ہے۔ اخیر میں میرزا قواما مستوفی اور دوبارہ مدح میر باقر داماد ہے۔

مضمون قصص وحکایات، بپیرایۂ بیان مثنوی، مثنوی نگار زُلالی خوانساری، زمانۂ تصنیف ۱۰۰۱ھ سے ۱۰۲۴ھ تک (۱۵۹۲ء - ۱۶۱۵ء)، لفظ "نظامی" تاریخ آغاز ہے اور مصرع "الٰہی عاقبت محمود باشد" تاریخ اختتام

اول و آخر سے قدرے نامکمل، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، مثنوی اول سے لے کر اخیر تک صرف کشمیر اور اُس کے حُسن کے بیان سے لبریز ہے۔

انتہائی نایاب و نادر نسخہ ہے، خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۸۶ (صفحات ۳۷۲)، تعداد ابیات تقریباً ۷۰۰۰، سطور فی صفحہ (اوسط) ۱۸۔

تقطیع: ۱۱ × ۲۰½ سنٹی میٹر۔

آغاز تیسری مناجات کے اس شعر سے:
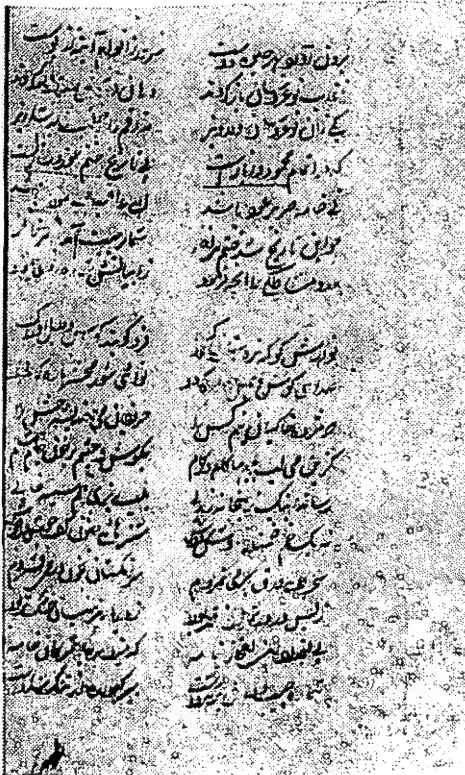
دل آتش پرستانِ دِل افروز   نسیم غنچہ بے داغ جگر سوز

مخطوطہ کا آخری شعر:

شمارہ جیب و دامن پُر گہرداشت   ببر گہوارہ از تنگ شکر داشت

506.   420

شیرین خسرو

نظامی گنجوی متوفی ۶۰۶ھ ہجری (۱۲۰۹ء) کی "خسرو شیریں" پر مبنی ہے۔ خود مثنوی خسرو شیریں ۴،۹۱۴ ابیات ہے، لیکن یہ مثنوی انتہائی مختصر ہے اور صرف ۴۸۸ ابیات کی حامل ہے یہ امر کہ شیرین خسرو نظامی گنجوی کی مثنوی کا تتبع ہے، ان اشعار سے مفہوم ہے:

زبعد حمد و نعتس بقاو نم یاد   ولی شیرین و خسرو عشق فرہاد

چھُہ فرماون نظامی واتہ ماین   شہ خسرو چھہ تیر نو شیرواین

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان کشمیری، مثنوی نگار محمود گامی متوفی ۱۲۷۱ھ = ۱۸۵۵ء، کاتب و ناقل خود مصنف، تاریخ کتابت ۹ ماہ مبارک ربیع، ۱۲۴۸ ہجری، ۹ اگست روز یکشنبہ (اتوار)، ۱۸۳۲ء برائے رسول صوفی بستعلیق زشت خط، کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق ۱۳ (صفحات ۲۶)، تعداد ابیات ۴۸۸، صفحہ ۱۲ پر "حامی شرع نبی مُلّا قمرالدین قاضی" کے عنوان کی دو مدوّر مہریں۔ تقطیع ۱۰،۵ × ۱۹،۲ سنٹی میٹر۔

شروع: اول حمد اتس ییمہ پادٗہ کور جہان   زمین و اسمان و عشق و عرفان

خاتمہ: نہ خسرو نے شہ شیرین نے شہ فرہاد   مگر چھےٗ عاشقن ہنزا اکھ کتھا یاد

درود رحمتِ حق بر نظامی   غلامی در گہش محمود گامی

کاتب (مصنف) کا اختتامیہ: تم تم تم تمام شد

الٰہی بیامرز خوانندہ را | عفو کن برحمت نویسندہ را

الٰہی ہر آنکسکہ این خط نوشت | عفو کن گناہش عطا کن بہشت

کتاب شیرین خسرو بابت خواندن از دست خود تحریر یافت، ہرگاہ کسے دعویٰ باطل است۔ از مالِ رسول صوفی۔ مرقوم بتاریخ ۹ ماہ مبارک ربیع سنہ ۱۲۴۸ ہجری۔ شاید کشمیری زبان کے نامور شاعر محمود گامی کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی دنیا میں واحد موجود تحریر۔

---

534.   Printed 421

قصص الانبیاء

حضرت آدم علیہ السلام کے احوال سے، قاروں اور اُس کی ہلاکت کے واقعات تک اول سے ناقص قصص الانبیاء کا مخطوطہ ہے۔ تاہم یہ نام بھی گمان غالب پر مبنی ہے قصص الانبیاءؑ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے واقعات آیاتِ قرآنی سے مؤید ہیں۔ قصص الانبیاء بنی اسرائیل کے احوال و واقعات پر ایک مستند کوشش خیال کی جاتی ہے۔ یہ کتاب عامۃ الناس کے واعظوں کے لئے معلومات کا بہترین ذخیرہ ہے۔

مضمون قصص و حکایات اساطیری (Legendary) انداز کی، زبان فارسی، مصنف و تاریخ تصنیف نامعلوم، کاتب میر ابراہیم ولد میر علی ابن میر حبیب ساکن کشمیر جنت نظیر، تاریخ کتابت ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۰۹۶ ہجری (ایت وار۔ ۸ مارچ سنہ ۱۶۸۵ء) خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، اوراق ۱۷۷ (صفحات ۳۵۴)، سطور فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۱۶ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع: پس جبرئیل علیہ السلام را فرمان شد۔

اختتام: علماء گفتہ اند بیشتر اوراد ابوبکر رضی اللہ عنہ لا الٰہ الا اللہ بود و بیشتر اوراد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر بود و بیشتر اوراد عثمان رضی اللہ عنہ سبحان اللہ

بود و بیشتر اوراد علی کرم اللہ تعالیٰ الحمد للہ بود۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون الملک الوہاب علیٰ ید خاکپای فضلاء و بلغاء احقر عباد اللہ میر ابراہیم ولد میر علی ابن میر حبیب ساکن کشمیر جنت نظیر بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الآخر ۱۰۹۶ ہجری۔ الٰہی بصدقۂ جمیع پیغمبران و اولیاء و انبیاء کہ دریں کتاب جمع اند حاجت ایں گناہگار برآری بمنہ وکرمہ آمین یا رب العالمین۔

الٰہی ہر آنکسکہ ایں خط نوشت عفو کن گناہش عطا کن بہشت
قاریا برما مکن چندیں عتاب گر خطائے رفتہ باشد در کتاب

---

404. 422

قصۂ چہار درویش منظوم

چار درویشوں اور ایک بادشاہ آزاد بخت کی منظوم داستان ہے جو نثر میں فارسی کے اسی نام کے قصہ پر مبنی ہے۔ ترتیب مضامین حسب ذیل ہے:

۱۔ حمد خدا، مناجات بدرگاہِ باری تعالیٰ ۲۔ تمہید در بیان عشق ۳۔ در تعریف اوستاد ۴۔ آغازِ حقیقت ۵۔ حسب حال درویش اول ۶۔ در اظہار سرگذشت درویش دوم (فولیو ۷۶ سے فولیو ۱۴۵ تک) ۷۔ آغازِ داستانِ سگ پرست (۱۴۵ - ۱۵۷) ۸۔ رسیدنِ دختر وزیر پیش سگ پرست (۱۵۷ - ۱۷۴) ۹۔ حکایت از زبان سگ پرست (۱۷۴-۲۶۴) ۱۰۔ سرگذشت درویش سوم گوید (۲۶۴ - ۳۲۸) ۱۱۔ سرگذشت درویش چہارم (۳۲۸-۳۸۰)

مضمون داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم دیوہ رام تیکو پنڈت متخلص بہ دریا کشمیری، سال تصنیف ۱۲۹۹ھ = ۱۸۸۲ء، فقرہ" ایں گلدستۂ ہوش" تاریخ تالیف ہے اور تاریخ بکرمی" ایں روشن چراغی" ہے۔ اعداد ۱۸۸۱ باضافہ اعداد "ن" از لفظ نور۔

مصنّف کا خود نوشت جیسا کہ جا بجا کانٹ چھانٹ سے مفہوم ہوتا ہے، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۳۸۰ - اشعار فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۸ و ۹ × ۲ و ۱۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء : خداوندا تو ئی مرہم نہٴ ریش تو می سازی غنی مسکین درویش

اختتام : سپند پیر کامل سوختمش ز مردم چشم بد بر دوختمش

کاتب کا اختتامیہ : تمت تمام آمد کار من بنظام - این کتاب مسمی چار درویش بعون عنایت خداوند آفریدگار شاہ و درویش منکلام دریا، بقلم بندۂ عبودیت ارتسام دیوہ رام پنڈت تیکو متخلص بدریا متوطن بلدۂ کشمیر باختتام درپیوست ۔ اکنون التجا از فضلا و بلغائے زمان آندارم کہ ہرگاہ جائے سہوی بودہ باشد بذیل کرم بپوشند، خامۂ اصلاح بر آں جاری دارند کہ انسان مشتق من السہو والنسیان۔

---

392.   423

قِصّۂ حضرت تمیم انصار

حضرت تمیم انصار کی بیوی کی منظوم داستان ہے۔ یہ عورت حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یہ شکایت لیکر آئی تھی کہ اُس کا خاوند تمیم انصار تیس برس سے غایب ہے۔ اُس کی زندگی اور حال و احوال کے متعلق مطلق خبر نہیں ہے، اس لئے دوسرے خاوند کی اجازت دی جائے۔ یہ بات اُس نے رو رو کر حضرت عمرؓ کے روبرو بیان کی۔ حضرت عمر نے مزید سات برس کی مہلت چاہی، بالآخر اُس کا نکاح ایک جوان سے کر دیا گیا لیکن کچھ عرصہ بعد تمیم نمودار ہو جاتے ہیں۔ آغاز قِصّہ سے قبل حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ کے فضایل کا بیان ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان کشمیری، ناظم و کاتب بابا ثناؤ اللہ ولد بابا محمد ولد

بابا یحییٰ، تاریخ تصنیف و کتابت جمعرات ۲۳ رجب ۱۳۰۹ھ (۲۲ فروری ۱۸۹۲ء) خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحات ۳۶، ابیات فی صفحہ مع حاشیہ ۲۰، کل تعداد ابیات ۷۰۰،

تقطیع : ۱۳ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : دوسرا شعر :

حمد بیحد بدرگاہِ الٰہی شہن بیہٹھ کنہ چھِہ تمی شِشر بادشاہی

اختتام : بیہندی پاسہ دوہ نی بوزُم خدایا رُچھتون کاتب ز آفتہای دُنیا

کاتب کا اختتامیہ : " تمت تمام شد قِصّہ حضرت تمیم انصار بدستخط فقیر الحقیر بابا ثناؤاللہ ولد بابا محمد ولد بابا یحییٰ بتاریخ ۲۳ رجب المرجب بوقت پیشین یوم پنجشنبہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری "

---

152. ۴۲۴

قِصّہ حاتم طائی منظوم

ضیاء الدین نخشبی کے فارسی قِصّۂ آرائشِ محفل المعروف بہ قِصّۂ حاتم طائی پر مبنی کشمیری کی منظوم داستان حاتم طائی ہے۔ قِصّۂ حاتم طائی کے اصل مصنّف کا نام سید ضیاؤ الدین تھا جو ہندوستان کے شہر بدایون کا رہنے والا تھا، لیکن اصل میں اہالیٔ نخشب سے تھا، جو ترکستان کا ایک شہر ہے اور جیحون اور سمرقند کے مابین واقع ہے۔ ہندوستان آکر بدایون میں گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ اور شیخ نظام الدین اولیاء کے مریدوں میں سے تھا نخشبی ۷۵۰ سنہ ہجری (۱۳۴۹ء) میں فوت ہو گیا۔ قصّۂ حاتم طائی ہندوستان میں بہت مشہور ہے، اردو میں اس کا ترجمہ آرائش محفل کے نام سے موسوم ہے اور اس کی دلچسپی اور دلکشی سے کشمیری زبان بھی نہ بچ سکی۔

مضمون داستان، زبان کشمیری، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، کشمیری میں ناظم علی شاہ ولد محمد شاہ ساکن کرم شور تحصیل نرہ سنگھ پورہ، لیکن اصل وطن قصبۂ چرار ہے جیسا کہ کتاب کے اخیر پر اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

وطن پرٗون در قصبۂ چرار چھم　　علمدارے شاہ سالار چھم

کاتب عبدالعلی، تاریخ کتابت ۲۷ ماہ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ۔ کتاب طباعت کی غرض سے نقل کی گئی تھی۔ پہلے بارہ اوراق (صفحات ۲۴) کے ماسوا، باقی مخطوط کا تمام کاغذ کشمیری، زشت خط، تعداد صفحات ۲۵۲، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۲½ x ۲۰½ سنٹی میٹر

تقسیم مضامین یہ ہے۔

۱۔ حمد و تمہید از صفحہ اول تا صفحہ ۳۰۔ ۲۔ بیان شرطِ اوّل (۳۰-۵۱) ۳۔ شرط دوم (ص ۵۲-۸۲) ۴۔ شرط سوم (۸۳-۱۵۰) ۵۔ شرطِ چہارم (ص ۱۵۰-۱۸۲) ۶۔ شرط پنجم (۱۸۳-۲۰۶) ۷۔ شرط ششم (۲۰۷-۲۳۲) ۸۔ شرطِ ہفتم (۲۳۳-۲۵۰) خاتمۂ کتاب و مناجات ص ص ۲۵۱ و ۲۵۲)

ابتداء: ثناتس یُس چھُ برحق گلشنٕ حی

بھرنٕ چھُے تٔسٕندٕ ے یی کرٕ تھٕ طے

اختتام: درود تمسنزی امید چھم　　زنہندِ پاسہ سائیلس پیہٕ کر کرم

مصنّف عبدالعلی یا علی شاہ نے یہ قصّہ بائیس برس کی عمر میں منظوم کیا تھا۔

سال تصنیف ۱۳۳۷ھ = ۱۹۱۹ء

425

152. قصّۂ شہزادیٔ یمن و شاہِ ولایت حضرت علیؓ

حضرت علی اور شہزادیٔ یمن کی داستان عقد و نکاح ہے۔ اس کا مصنّف بھی عبدالعلی

(مصنف قصۂ حاتم طائی) ہے۔ یہ قصہ اُس نے لوگوں کے اصرار پر اُس وقت لکھا جب انہوں نے ایک محفل میں مقبول شاہ کرالہ واری کی منظوم داستان گُلریز سُنی تھی اور عبدالعلی سے بھی فرمایش کی تھی کہ وہ بھی ایک داستان قلمبند کرے، تب عبدالعلی یا علی شاہ نے یہ داستان لکھی۔ عبدالعلی کے مطابق قصۂ شہزادی یمن و حضرت علیؓ مشہور محدّث ابن حجر عسقلانی کی روایت پر مبنی ہے۔

مضمون داستان، زبان کشمیری نظم (مثنوی)، مؤلف عبدالعلی۔ زمانۂ کتابت ۱۳۴۲ھ (۱۹۲۳ء)، ناقل و کاتب نامعلوم، خط نستعلیق زشت، تعداد صفحات ۸۴، سطور فی صفحہ ۱۳، کاغذ کشمیری، تقطیع ۱۲½ × ۲۰½ سنٹی میٹر۔

ابتداء : بوین حمد ذاتس کُنہٕ دمبدم   کرُن یم زِ عالم وجود از عدم

اختتام : بقسمت ہیمت دورِ چھس زاں مکان
بشان در کر مشور چھس ایں زمان

---

194.   426

قصہ شاہ بہرام منظوم کشمیری

شاہ بہرام اور شہزادی گُل اندام کی منظوم داستان ہے۔ اس میں دونوں کا معاشقہ بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل عنوانات یہ ہے :

حمدِ خدا، نعتِ رسول، ابتداے داستان در بیان تولّد شدن شاہ بہرام، در بیان رفتن بہرام ہنرمند بار اوّل بشکار، رفتن بہرام روز دیگر بشکار، داستان، نامہ نوشتن بہرام بہ گل اندام، بقیہ داستان، قصّے کے ضمن میں حسب موقعہ غزلیات لطف سخن کے لئے مندرج ہیں۔

مضمون قصّہ و داستان، پیرایۂ بیان مثنوی، زبان کشمیری، مُصنّف اسداللّٰہ متخلص بہ منصف جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے :

بیا منصف بیا آں مختصر کر   ژِ اَز غفلت برو ووِنی یادِ حق کر

ناقل و کاتب خود مصنّف، تاریخ کتابت ۲۵ ماہِ ربیع الاولیٰ ۱۳۳۰ھ ہجری روز سہ شنبہ (۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء)، خط نستعلیق بھدّا، کاغذ کشمیری و غیر کشمیری (صفحہ ۳۷ تک غیر کشمیری) مل کا اور صفحہ ۳۸ سے اختتام تک کشمیری، ۹۱ صفحات ۵۶، سطور فی صفحہ اوسطاً ۹۔ تقطیع : ۱۴½ × ۱۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء : پس از حمد خداوند الٰہی   دوان چھس از دل و جان گواہی

اختتام : بیا منصف بیا آن مختصر کر   ژِ از غفلت برووِنی یاد حق کر

مصنف کا اختتامیہ : بید ضعیف النحیف ..... بتاریخ ۲۵ ماہِ ربیع الاولیٰ ۱۳۳۰ھ روز سہ شنبہ بوقت پیشین بزرگ :

من نوشتم آنچہ دیدم در کتاب   ختم کن واللّٰہ اعلم بالصواب

مخطوطے کے صفحہ ۱۵ کے دامن میں مصنّف کی خود نگاشتہ یہ عبارت درج ہے:

۲۹ صفر ۱۳۳۱ روز جمعہ بود نوشتہ شد ۱۲ اسداللّٰہ عفی عنہ۔

---

۱۹۹.   427

قصّۂ منصور حلّاج منظوم کشمیری

مشہور عارف و صوفی منصور حلّاج کی منظوم داستان جس میں اُس کے فنا فی اللّٰہ اور علمائے زمانہ کی مخالفت اور بقول اُن کے دین سے خارج ہونے کا بیان ہے۔ نام حسین، باپ کا نام منصور تھا، اتفاق سے تاریخ میں بجائے نام کے باپ کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ ابو مغیث کنیت اور حلّاج لقب تھا۔ شیراز کے قصبہ بیضا میں پیدا ہوا اور عراق میں نشوونما پائی۔ اصل میں "حلّاج اسرار" کہتے تھے، مگر بتدریج حلّاج کہا جانے لگا۔ ۳۰۶ھ یا ۳۰۹ھ (۹۱۸ء یا

۹۲۱ء) میں خلیفہ مقتدر کے وزیر حامد بن عباس کے حکم سے علمائے وقت کے فتوے سے قتل ہوا۔ قتل سے پہلے ہزار تازیانے مارے گئے، ہاتھ پاؤں کاٹ کر جلا دیا گیا اور راکھ دریائے دجلہ میں بہا دی گئی۔

مضمون قصہ و داستان، پیرایۂ بیان نظم، زبان کشمیری، شاعر و ناظم نامعلوم، تاریخ کتابت غیر مندرج، کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، لیکن کم و بیش ایک سو برس پہلے کی نقل، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تعداد ابیات ۲۳، تقطیع ۱۴×۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : حمد تس یُس چھُ اللہ والصمد

لم یلد، لم یولد و کفواً احد

بعد حمد نعت و صلوٰۃ و سلام

بوز دوہ ژی قصہ عالی مقام

اوس در بغداد منصور حلاج

عارفن بیہ عاشقن ہنداوس تاج

اختتام : شکل منصور آیہ نشہ ظاہر سپُن

وُچھتہ کیُتھ دیوانہ کیُتھ واصل سپُن

کاتب کا اختتامیہ : تم تمام شد کارِ کارِ من نظام شد

---

406. 428

قصہ ورقہ و گل شاہ منظوم

یمن کے قبیلہ بنی شیبان کی داستان ہے۔ اسی قبیلہ کے دو بھائی ہلال اور ہمام نامی تھے۔ ہلال کی ایک بیٹی تھی جس کا نام گلشاہ تھا اور ہمام کا بیٹا ورقہ نامی۔ دونوں بچپن سے

ایک ساتھ پلے، بڑھے اور مکتب میں یکجا تعلیم حاصل کی۔ دونوں ایک دوسرے کے عاشق تھے۔ ورقہ اور گُل شاہ انہی دو عاشق و معشوق کی داستان ہے۔ مطالب کتاب حسب ذیل ہیں:

۱۔ آغازِ قصہ ۲۔ بدست آوردن ابن عمر لعین گُل شاہ را برگردیدن ۳۔ مجلس دوم در گرفتار شدن ورقہ بدست آں کافر گبر ۴۔ در بیان فرستادن ورقہ غلام خود را بطرف یمن نزد خالوئے خود سلیم شاہ ۵۔ در رخصت دادن گل شاہ ورقہ را بجانب یمن نزد سلیم شاہ ۶۔ مجلس سوم در بیان گرفتار شدن ملک عنطر بدست ورقہ گرد ۷۔ حیلہ کردن وزیر عنطر و قاصد را فرستادن نزد ورقہ ۸۔ در فرمودن ملک عنطر بکُشتن ورقہ ۹۔ در بیان خلاص شدن ورقہ از بند و کشتن او ملک عنطر را و ظفر یافتن وے ۱۰۔ در گریختن لشکر عنطر ۱۱۔ در بیان شنیدنِ ملک محسن آوازۂ حُسنِ گُلشاہ و عاشق شدن بروی ۱۲۔ مجلس چہارم در روانہ شدنِ ملک محسن بطلب معشوقہ ۱۳۔ در رسول فرستادن ملک محسن نزد ہلال ۱۴۔ در بیان خبر دادن خواہر خواندہ گل شاہ بہ گُلشاہ کہ ترا بخواجہ سپردند ۱۵۔ زاریٔ و نوحہ کردن گل شاہ در فراق ورقہ ۱۶۔ آمدنِ دختر کہ ہمراز گُل شاہ بود ۱۷۔ مجلس پنجم واقف شدن ورقہ و جنگ کردن ورقہ با چہل زنگی ۱۸۔ مجلس ششم در رخصت گرفتن ورقہ و بملک خود رفتن وی۔ ۱۹۔ رسیدن سوار در شام و آگاہ ساختن گُلشاہ را از وفاتِ ورقہ ۲۰۔ ہلاک کردن گُلشاہ خود را بر قبر ورقہ۔ ۲۱۔ آمدن حضرت رسالت پناہ و علی ابن ابی طالبؓ و ایشان را زندہ نمودن۔ مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار (مخلص)، سال تصنیف نامعلوم، کاتب عبدالکبیر عرف گنائیؔ ولد خواجہ عبدالعلی، ساکن قصبہ ترال تحصیل اونتی پورہ، تاریخ کتابت ۲ ماہ جمیدالثانی سنہ ۱۳۲۷ھ (۹ جولائی روز جمعہ سنہ ۱۹۰۹ء)، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، اوراق ۳۸، ابیات فی صفحہ ۳۱۔ تقطیع: ۱۴½ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: شنیدم کاندر ایام پیمبر   یکی عیسیٰ ہُدیٰ باجاہ و بافر

اختتام: غریقِ رحمت ایزد کسی باد   کہ کاتب رابہ الحمدی کند یاد

کاتب کا اختتامیہ: الحمد للّٰہ رب العالمین کہ این کتاب باصواب یعنی قصۂ ورق و گلشاہ بدستخط فقیر...... عبدالکبیر عرف گنائی ولد خواجہ عبدالعلی ساکن قصبہ نزال تحصیل اونتی پورہ۔ تحریر شدہ بتاریخ بیستم ماہ جمیدالثانی ۱۳۲۷ ہجری۔

---

432. 429

قضاء و قدر

یہ مجموعہ بلحاظ مضمون و مطالب درج ذیل مضامین و عنوانات کا حامل ہے:

۱۔ آمدن جبرئیل علیہ السلام در خدمت شریف حضرت سلیمانؑ کہ ما مقدر فرمودیم کہ بادشاہ مشرق پسرو بادشاہ مغرب دختر دریں وقت تولّد شدند۔ ۲۔ داستان دوم دربیانِ احوال شہزادہ مشرق و نخچیر بازی او در بحر و بر و شکستہ شدن جہازش بحکم قضاء و قدر و خلاصی یافتن وی ۳۔ داستان سیوم دیدن غلامی از غلامانِ سلیمان علیہ السلام آں شہزادہ را وشناختن و نواختنش ۴۔ داستان چہارم رفتن شہزادہ ہمراہ وزیران در سفر برائے تفحص احوال آندرختاں ۵۔ داستان پنجم دیدن شاہزادہ و وزیران جوانی را کہ برادر آں دو پیر بود ۶۔ داستانِ ششم قصۂ برادران خود گفتن ۷۔ داستانِ ہفتم پرسیدن پادشاہ زمان از مردمان کہ اگر آں دو شخص لاطمع را فرزند باشند باہمدگر خویشی کنند شاید کہ کسے اولاد آں ہردو گنج را بردارد ۹۔ تتمہ داستانِ نہم ۱۰۔ حکایت جانبازیٔ اہلِ ایقان۔ ۱۱۔ حکایت بر سبیل تمثیل آں دو اہل یقین۔

مضمون قصص و حکایات بطرز مثنوی، زبان کشمیری، مثنوی نگار رحیم اللّٰہ

(شاعر کا نام صفحہ ۵۳ کے آخری شعر میں درج ہے) تاریخ تصنیف ۴ شعبان ۱۳۰۱ھ ہجری سے ۲۷ شعبان ۱۳۰۱ ہجری (۳۰ مئی ۱۸۸۴ء سے ۲۲ جون ۱۸۸۴ء) تک۔

شاعر کے خود نوشت نسخہ پر مبنی

تاریخ کتابت ۷ ربیع الاولیٰ ۱۳۰۹ھ ہجری (اتوار، ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

خط نستعلیق روزمرہ کی تحریر کا، کاغذ کشمیری، صفحات ۵۴، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۱۴ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

ابتداء۔

یا الٰہی ازمناہی میون دل
پھر تہٕ کرتن یادِ پنہٕ نے مشتغل

اختتام:

ذکر حق چھُے نام پیغمبرؐ پرٕ
ای رحیم اللہ درودہ، غم مبر

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد قصۂ قضا و قدر بزبان کشمیری من تصنیف رحیم اللہ سکنہ قصبہ پانپور پرگنہ وہو، حال مہراج بازار از دستخط مصنف ہم تمام یافتہ شد، حرّرہ فی التاریخ ہفتم ربیع الاولیٰ ۱۳۰۹ھ ہجری۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم
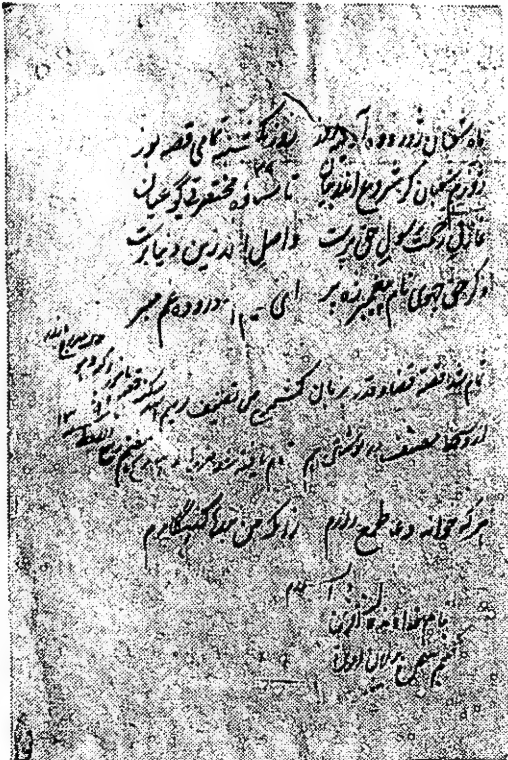
کبک نامہ منظوم

بطرز مثنوی یہ مختصر رسالہ حاکم کشمیر کے چکوروں کے شکار کے بیان میں ہے۔ یہ شکار کوہِ سلیمان کی چڑھائی اور نشیب و فراز میں کیا گیا تھا۔ اس سے پہاڑ کی زمین چکوروں کے خون سے لالہ زار ہو گئی تھی۔ اس موقعہ پہ عقابوں (گدھوں) نے شکار شدہ چکوروں پر حملہ بول دیا تھا۔ لیکن کشمیر کے حاکم کے بارداروں نے کلائیوں سے باز چھوڑ کر فوراً اس کا تدارک کر دیا تھا جو کے بازوں نے جھپٹ کر گدھوں کی آنکھیں نکال دی تھیں۔ کبک نامہ اسی واقعہ کی منظوم داستان ہے۔ یہ بیان اس لئے بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ شاعر اس موقعہ پر صوبیدار کشمیر کے ہمراہ تھا۔ نظم میں مقامی رنگ کے سلسلے میں کوہ ماران، شیر گڈھ اور تخت سلیمان (کوہ سلیمان) وغیرہ کا ذکر ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار ٹیکارام جیو، زمانہ سکھ دور حکومت (۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۶ء تک)، کاتب ٹھاکور کاک جیو، تاریخ کتابت جمعرات ۱۹۰۱ سمہ بکرمی (۱۸۴۴ء)، خط نستعلیق صاف و خوانا، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۸۔ ابیات فی صفحہ ۱۳، کل تعداد ابیات ۲۰۱، صفحہ اول و دوم پر مخطوطہ کے قدیم مالک "دلرس سُتھا" تاریخ ۱۸۹۷ بکرمی (۱۸۴۰ء) کی مُہر۔ تقطیع : ۲۴ × ۱۳.۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : چو کبک صبح نورانی بصد ناز — ز کوہ چرخ کردہ خندہ آغاز

اختتام : عقاب صید عدلش کن ہمایوں — چو کبک از انقلابش دار مامون

کاتب کا اختتامیہ : بروز پنجشنبہ در ساعت سعید تحریر یافت سال ۱۹۰۱ سمہ (بکرمی ؟) نہایت نایاب نسخہ۔

لیلیٰ مجنون منظوم

خمسۂ صرفی کا تیسرا دفتر ہے جو نظامی گنجوی کے تتبع میں لکھا گیا ہے لیلیٰ مجنوں عرب کے دو مشہور عاشقوں کی داستان ہے جسے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے موضوعِ بحث قرار دیا ہے۔ ترتیب مضامین حسب ذیل ہے:

حمد و ثنا و نعتِ رسولِ مقبول ؐ، مدح ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ، علیؓ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراءؓ، امام حسن و امام حسین رضؓ، مدح امیر کبیر میر سید علی ہمدانی و شکایت بخت، نصیحت فرزند ارجمند خویش، بیان نظم کتاب، آغاز قصہ۔ یہاں سے دیگر عنوانات کے خانے کاتب نے خالی چھوڑ دئے ہیں۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار شیخ یعقوب صرفی ولد حسن گنائیؒ (۹۲۸ھ - ۱۰۰۳ھ = ۱۵۲۲ - ۱۵۹۵ء)، تاریخ تالیف ۹۹۸ھ (۱۵۹۰/۱۵۸۹ء) جملہ "شرح عشقبازی" تاریخ ہے، کاتب سلطان، مقام کتابت موضع ویذر (کاتب نے یہ مثنوی اپنے فرزند عبدالکبیر کی خاطر موضع ویذر میں لکھی ہے) تاریخ کتابت ۲۴ رشعبان بوقت صبح ۱۲۴۳ھ (منگل وار ۱۱ مارچ ۱۸۲۸ء) مخطوطہ کا ابتدائی صفحہ اخیر پر، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، صفحات ۷۸، چار کالمی تحریر، ابیات فی صفحہ ۳۰، تقطیع: ۲۱٫۵ × ۱۶ سنٹی میٹر۔

آغاز (آخری صفحہ سے)

ای نام تو بہترین سرآغاز   بی نام تو نامہ کے کنم باز

اختتام بھی آخری صفحہ پر:

در خاتمۂ سخن طرازی   تاریخ تو "شرح عشقبازی"

۹۹۸ ہجری

ویں نامہ کہ گشت روح ازو شاد مقبول ہمہ سخن وراں باد

کاتب کا اختتامیہ: "تمت الکتاب بید فقیر سلطان بجہت فرزند دلبند عبد الکبیر در موضع ویذربت تاریخ بیست و چہارم ۲۴ شہر شعبان بوقت صبح تحریر یافت ۱۲۴۳ ہجری"

مثنوی لیلیٰ مجنون کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہیں۔

---

91. 432

لیلیٰ مجنون

نظامی گنجوی کے تتبع میں فارسی کی منظوم مثنوی ہے۔ اس کے مؤلف و ناظم کشمیر کے مشہور عالم و شاعر شیخ یعقوب صرفی متوفی ۱۰۰۳ھ (۱۵۹۵ء) ہیں۔ لیلیٰ مجنون آپ کے مجموعہ خمسہ کا تیسرا حصہ ہے۔ مثنوی لیلیٰ مجنوں کی داستان عرب روایت پر مبنی ہے۔ شیخ یعقوب صرفی نے اس کے بیان میں اسی روایت کا تتبع کیا ہے۔

جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی حسن گنائی کے ساتویں فرزند تھے اور سب سے چھوٹے۔ ۹۲۸ھ (۱۵۲۲ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۰۰۳ ہجری (۱۵۹۵ء) کو فوت ہو گئے۔ لیلیٰ مجنوں کی فہرست مضامین یہ ہے:

مقدمہ در حمد و ثنائے حضرت ذوالجلال، نعتِ ختم الانبیاء، شب معراج، مناقب خلفائے اربعہ، منقبت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء، امام حسن و امام حسینؓ، منقبت قطب ربانی علی ثانی امیر کبیر میر سید علی ہمدانی، نصیحت فرزند دل پسند، سبب تالیفِ کتاب، تولّد مجنوں، تولّدِ لیلیٰ، حضور لیلیٰ و مجنون بمکتب، در افشائے سرِّ عشق، چارہ سازی اُستاد بحالِ مجنوں، شرحِ حال کہ در کنج خویش افتادہ، رفتن مجنون بلباس کوراں، در بیقراری و اضطراب مجنوں، در بازار

رفتن مجنوں بلباس کوران، درطلب کردن پدر مجنوں مجنوں را، درمکالمات کردن عقد لیلی با مجنون، درحرمان مجنوں از عقد لیلی، استمداد نمودن پدر مجنوں در دفع جنون، در بردن مجنون پدرش بزیارت کعبہ، آوردن او از ہاموں، نامۂ لیلی بجانب مجنون وجواب وی بر لیلی، عقد کردن لیلی با پسر ابن سلام و دیگر واقعات، درختم کتاب فیض مستطاب المسمّی بر لیلی مجنون. خط نستعلیق سادہ، مضمون قصص وحکایات بطرز مثنوی، زبان فارسی، کاغذ کشمیری، تعداد اوراق ۸۸، تعداد سطور فی صفحہ ۱۴، حالت درست، سال تصنیف ۹۸۸ھ (مطابق ۱۵۸۰ء)، نام کاتب عبدالصمد میر المعروف بہ ستار، تاریخ کتابت ۱۶ ماہ ذی حجۃ الحرام ۱۲۸۶ھ (۱۹ مارچ ۱۸۷۰ء)۔

آغاز : ای نظم مرا بنامت آغاز نام تو کلید مخزن راز

اختتامیہ کاتب : ایں کتاب لیلی مجنون از تصنیف حضرت شیخ یعقوب صرفی نوراللہ مرقدہ بید فقیر الحقیر سراپا تقصیر عبدالصمد میر المعروف بہ ستار غفراللہ الغفار بتاریخ ۱۶ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۲۸۶ھ تحریر یافت۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم

153 433

لیلی مجنون

چار ہزار چار سو ابیات پر مشتمل نظامی گنجوی متوفّی ۶۰۷ھ یا ۶۱۱ھ کی تیسری مثنوی ہے۔ اس میں عرب کے روایتی قصّہ لیلی مجنون کا بصورت شعر مفصل بیان ہے۔ مثنوی لیلی مجنون گذشتہ زمانے میں ہندوستان وکشمیر میں فارسی زبان کے نصاب میں داخل رہی ہے اور اس کے مطالعہ کے بنا، فارسی دان نہیں کہلاتا تھا۔ حسب دستور لیلی مجنون کی ترتیب داستان یوں ہے: حمد باری تعالی و نعت رسول ؐ، درود چار یار و معراج پیغمبر، در تفکر تصنیف

ایں کتاب، مدح پادشاہ، درنصیحت فرزند خود، در وصف سخنوری، آغاز داستان لیلیٰ و مجنون، اور در نصیحت پادشاہ خود۔ مثنوی لیلیٰ مجنون نظامی کی دیگر چار مثنویوں کے ساتھ ملکر پنج گنج (پانچ خزانے) یا خمسۂ نظامی کہلاتی ہے۔ دیگر چار مثنویاں مخزن الاسرار، خسرو شیریں، ہفت پیکر، اور اسکندر نامہ یا شرفنامہ یا اقبال نامہ ہیں۔

مضمون داستان، زبان فارسی نظم (مثنوی) مُصنّف نظامی گنجوی، سال تصنیف سلخ (آخری تاریخ) رجب ۵۸۴ھ = ۲۴ ستمبر سنیچر ۱۱۸۸ء۔ مثنوی لیلیٰ مجنون شاعر نے اپنے فرزند کے لئے لکھی تھی اور ابوالمظفر شاہ شروان شاہ کے نام سے معنون ہے۔ ناقل کشمیر کا مشہور فارسی شاعر ہُشیار ہے جو ایک کشمیری پنڈت تھا۔ اخیر پر اُس کی طبع زاد دو نظمیں بھی ہیں جو ایک مثنوی اور دوسری غزل ہے۔ سال نقل ۱۹۱۱ سنہ بکرمی = ۱۸۵۴ء، کاغذ کشمیری، صفحات ۲۲۲، سطور فی صفحہ ۱۴، خط نستعلیق معمولی، تقطیع ۱۱ × ۱۹ سنٹی میٹر۔ مخطوط کی سیاہی بیشتر مقامات پر سیلن کے باعث پھیل چکی ہے اور اکثر مقامات پر اوراق ایک دوسرے سے جُڑ گئے ہیں۔

ابتداء: اسے نام تو بہترین سرآغاز ۔۔۔ بے نام تو نامہ کے کنم باز

اختتام: این نامہ بنام وے باد ۔۔۔ بر دولت وے خجستہ پے باد

58. 434

شعر و ادب

مثنوی کسی گمنام مصنّف کی بے نام فارسی مثنوی ہے جس کا موضوع بالعموم مسایل تصوّف مثلاً فقر و توکل، غنا اور دنیا کی بے ثباتی ہے اور جس کو قصص و حکایات میں پیش کیا گیا ہے۔ مثنوی اور مُصنّف کا نام اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے ابتدائی اوراق ناپید ہیں

مثنوی طویل ہے اور ۱۵۹ فولیوز پر مشتمل ہے۔ مثنوی مذکور انتہائی عجلت اور بے خیالی کے ساتھ لکھی گئی ہے، کیونکہ فولیو ۱۵۴ سے فولیو ۱۵۶ تک کے اکثر اشعار کے مصرعے درج نہیں ہیں۔ فولیو ۵ اور فولیو ۹ کے صفحہ اوّل کے بعد رکاب نہ ملنے کے باعث تسلسل ٹوٹتا ہے۔ مثنوی کے آغاز سے قبل تین ورق کسی انشائے فارسی کے اور ایک نامکمل قصیدہ کسی شخص کا مکارخان کی کتخدائی کے متعلق ہے۔ یہ قصیدہ اول سے لے کر اخیر تک مزاح کا رنگ لئے ہوئے ہے۔

مثنوی کا آغاز: گر نداری معرفت عابد نۂ   سوئے اصل خویشتن عاید نۂ

انجام: یعنی اینجا من عمل کردم بذات   معتبر نبود تعدد در صفات

تاریخ کتابت سلخ صفر المظفر ۱۲۷۰ھ = یکم دسمبر سنیچر ۱۸۵۳ء۔ کاتب نامعلوم۔

تقطیع: ۱۰½ × ۲۰ سنٹی میٹر، فی صفحہ ۱۳ سطور، کاغذ کشمیری، حالت درست، مجلد، نستعلیق سادہ۔

مثنوی کے اخیر پر الگ اوراق پر سلمان ساوجی کا فارسی قصیدہ ہے جس کا مطلع ہے

چوں شد بہ تخت عاج خرامان خدیو روس

افتادہ شاہ رنگ ز اورنگ آبنوس

---

178. 435

مثنوی میر حسن

نواب آصف الدولہ والیٔ اودھ کے عہد میں لکھی جانے والی اردو کی طویل مثنوی ہے۔ اس مثنوی کا ایک اور نام مثنوی سحر البیان بھی ہے۔ مثنوی میں شہزادہ بے نظیر اور شہزادی بدر منیر کی خیالی داستان معاشقہ کا بیان ہے۔ اس کے مصنف میر غلام حسن دہلوی متوفی یکم محرم ۱۲۰۱ھ ہیں۔ حمد خدا و نعت پیغمبر اور منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد مصنف نواب

آصف الدولہ اور ان کے وزیر سعادت علی خان کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ بعد ازاں قصّہ کا آغاز ہوتا ہے جو اخیر تک جاری ہے۔ اختتام پر بھی مُصنّف اپنے ممدوح آصف الدولہ کو دعائے خیر دئے بنا نہیں رہتا اور تان مثنوی کی تعریف اور اُس کی تنظیم میں مشقت پر ٹوٹتی ہے۔ مصنّف نے فرطِ تعریف سے اسے ایک پھلجھڑی اور موتی کی مسلسل لڑی قرار دیا ہے۔ مثنوی میر حسن کا موجودہ مخطوطہ جگموہن لال ایڈوکیٹ مائی تھان آگرہ، یو پی سے حاصل کیا گیا ہے۔ زیر بحث مخطوطہ تصنیف کے ۲۷ برس بعد نقل ہوا ہے جو اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

مضمون قصّہ و داستان، زبان اردو، انداز بیان مثنوی، مصنّف یا ناظم میر غلام حسن دہلوی، تاریخِ تصنیف ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء)، کاتب و ناقِل موتی رام قانونگو پالم، تاریخ کتابت ۲۷ شہر رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۷ سنہ جلوس محمد اکبر بادشاہ ثانی (۱۷ جون، پیر ۱۸۲۲ء) خطِ نستعلیق معمولی، کاغذ اکبر آبادی فولیوز ۸۰، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۵ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

آغاز:

کروں پہلے توحید یزداں رقم | جھکا جس کے سجدہ میں اوّل قلم

اختتام : جو منصف سنیں گے کہیں گے یہی　　نہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا کبھی

کاتب کا اختتامیہ : بفضل داورے ہمال مرقومہ بتاریخ بست ہفتم شہر رمضان المبارک ۱۲۳۷ھ ہجری مقدسہ مطابق ۱۴ سنہ جلوسی محمد اکبر بادشاہ ثانی بدست موتی رام قانونگوئے قلم چکلہ پالم تحریر یافت۔

مثنوی میر حسن کے موجودہ نسخہ سے اردو کے قدیم املا پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

100.　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　436

مجموعۂ اسکندر نامہ و ہفت پیکر

۱۔ نظامی گنجوی متوفی سنہ ۶۱۰ھ (۱۲۱۳ء) کی مثنویات پنج گنج یا خمسۂ نظامی کا پانچواں اور چوتھا حصّہ ہے۔ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرفنامہ، اقبال نامہ اور خرد نامہ بھی ہے۔ نظامی کا ایک اور کارنامہ خرد نامہ بھی ہے اور وہ اسکندر نامہ کا تکملہ یا تتمیم ہے۔ اسکندر نامہ منظوم ہے اور بزبان فارسی ہے۔ حمد و صلوٰۃ اور نعت رسول اور شب معراج کے بعد مثنوی کا کچھ حصہ مصنّف کے اپنے حال اور کیفیت پر مشتمل ہے۔ یہ امر کہ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرفنامہ بھی ہے، اُس عنوان سے معلوم ہوتا ہے جو مصنّف نے حسب حال کے بعد ایک عنوان سے کیا ہے۔ اسکندر نامہ اساطیری اسکندر کے احوال و کوائف کا بیان ہے فہرست عنوانات یہ ہے :

گفتار اندر نصیحت کردن خضر علیہ السلام، در بیان ملک نصرت الدین شاہ، باز نمودن داستان دلپذیر و ابیات بے نظیر، تعریف سکندر، در بیان آغاز داستان و ولادت اسکندر و شرف او، گفتار اندر اسکندر کہ بہ تحقیق از فیلقوس بود، دانش آموختن سکندر از پدر ارسطو، وفات فیلقوس و ولی عہد شدن اسکندر، بر بادشاہی نشستن سکندر بعد از پدر، تظلّم نمودن مصریان، مصاف اول سکندر با لشکر زنگیان، مصاف دوم با زنگیان، مصاف کردن سکندر

بازنگیان روز سوم، فیروزی یافتن سکندر بر دارا، عہد نمودن سکندر با ایرانیاں، خراب کردن آتشکدہ ہائے عجم از دست سکندر، رسیدن سکندر بملک سپاہان و خواستن روشنک دختر دارا، نشستن سکندر بر تخت کیان بدارا الملک اصطخر، گفتار در طالع سکندر، رفتن سکندر بزیارت کعبہ، صفت بروع و نوشابہ، رفتن سکندر پیش نوشابہ، رفتن نوشابہ بدرگاہ شاہ سکندر......

۲. ہفت پیکر نظامی کی دوسری فارسی مثنوی ہے۔ یہ بہرام گور بادشاہ ایران کی بہادری کی داستان ہے۔ اس کی تفصیل مضامین یہ ہے:

دربیان تاج برداشتن بہرام گور از میان دو شیر، نشستن بہرام بر تخت در ملک عجم، بزم افروزیٔ شاہ بہرام، خشک سال شدن در ملکِ بہرام، رفتن بہرام بمع کنیزک بشکار، صلاح نمودن کنیزک با سرہنگ در مہمانداریٔ بہرام، آمدن بہرام گور بشکار، شناختن بہرام کنیزک را، مصاف نمودن بہرام گور با خاقان، آوردن ہفت دختر از ہفت پادشاہ بنکاح خود، در تعریف بزم بہرام گور در زمستان، بیان صفت ہفت گنبد، نشستن بہرام گور در گنبد سیاہ روز شنبہ، رفتن بہرام شاہ روز یک شنبہ در گنبد زرد، رفتن بہرام شاہ روز دوشنبہ در گنبد سبز و حکایت بانو پیشِ بہرام گور، رفتن بہرام روز سہ شنبہ در گنبد سرخ و حکایت بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام گور روز چہار شنبہ در گنبد فیروزہ گون و حکایت بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام گور روز پنج شنبہ در گنبد صندل گوں و حکایت گفتن بانو پیش بہرام گور، رفتن بہرام روز آدینہ در گنبد سپید و حکایت گفتن بانو پیش بہرام گور، در بیان تعریف بہار، در ناپیدا شدن بہرام و در بے وفائی دنیا۔

ان میں پہلا یعنی اسکندر نامہ انتہا سے نامکمل، جبکہ دوسرا یعنی ہفت پیکر صرف ابتدا سے نامکمل ہے۔ اسکندر نامہ کا دوسرا نام شرف نامہ اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

شرف نامہ را فرخ آوازہ کرد　　　حدیث کہن را بدو تازہ کرد

خط نستعلیق سادہ باریک، فی صفحہ ۳۴ اشعار، تعداد سطور فی صفحہ ۱۷، ہر سطر میں چار جدولوں کے مابین چار مصرع تحریر، مضمون داستان و قصہ بشکل مثنوی، زبان فارسی، تاریخ تصنیف بالترتیب ۵۹۰ھ (۱۲۰۰/۱۲۰۱ء) اور ۵۹۳ھ (۱۱۹۷ء)، سال کتابت ۱۲۹۱ھ (غالباً بکرمی)، نام کاتب نامعلوم، کاغذ کشمیری، تقطیع : ۱۶½ × ۲۷ سنٹی میٹر، حالت درست۔ مخطوطے بارہا یورپ، ہندوستان، استنبول، اور ایران وغیرہ ممالک میں چھپ چکے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں کشمیر اور ہندوستان و پاکستان میں فارسی کے نصاب میں داخل رہ چکی ہیں۔

363 437

مجموعۂ لیلیٰ مجنون و قصۂ زیبا نگار

اول الذکر کتاب عرب کے مشہور عاشق و معشوق لیلیٰ و مجنون کی داستان پر مشتمل ہے۔ اس مخطوطہ کے مضامین جو سرخ روشنائی سے ہیں حسب ذیل ہیں :

غزل زاری کردن لیلیٰ در فراقِ مجنونِ محزون، آمدن مجنون بخانۂ لیلیٰ، ملاقات کردن لیلیٰ و مجنون باہمدگر، داستانِ بند و بست کار زنجیر مجنون بالیلیٰ، داستانِ کنیزان لیلیٰ بہ مجنون، غزل فراق مجنون در مہجوری لیلیٰ، وفات یافتن مادر مجنون در غم فراق مجنون، آمدن لیلیٰ نزد مجنون بتعزیہ پرسی، آمدن لیلیٰ بر سر کوہ نجد بدیدن مجنون، بکنار گرفتن لیلیٰ تربت مجنون و جان دادن۔

ثانی الذکر مخطوطہ قصۂ زیبا نگار ہے۔ یہ سندھ کے شہر حسن آباد کے ایک برہمن زیبا کی داستان معاشقہ ہے۔ زیبا کو ایک بادشاہزادے سے عشق ہو گیا تھا اور اُس کے غم میں رات دن گھلتی تھی۔ روایت کے مطابق زیبا نگار کی داستان ابتداء میں رسول میر شاہ آبادی نے شروع کی تھی جسے شاید بے وقت موت کے باعث مکمل نہ کر پایا تھا۔ دوسری جانب خود عشق کے زور نے بھی تکمیل پر مجبور کیا۔ "زیبا نگار"

دراصل لیلیٰ مجنون کی طرح زیبا اور نگار نامی دو عاشقوں کی مُفصّل کہانی ہے۔ ان میں زیبا عورت اور نگار مرد ہے۔ قِصّہ کے اہم عنوانات سرخ روشنائی سے ہیں۔ رضا نامی ایک شخص قصہ کا راوی ہے۔

مضمون داستان بطرز مثنوی، زبان کشمیری، لیلیٰ مجنون کا مصنّف محمود گامی اور زیبا نگار کا غلام محی الدین مسکین، زمانہ تالیف انیسویں صدی عیسوی کا آخر، ناقل و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم مولفین کے وقت کی، دستخط دونوں کا ایک ہی، خطِ نستعلیق معمولی خفی، پہلا شروع سے ناقص اور دوسرا اخیر سے، کاغذ کشمیری، فولیو بالترتیب ۲۵ و ۱۰۴، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۹٫۰ × ۱۷٫۲ سنٹی میٹر۔

ابتداء : ژُوہُر دوت سوزنک درس خانس سیتھ ہیہتھ یار خدمتگار پانس

اختتام : مقابل بانگاہ چشم آہو کرس معنی عجب از سحر جادو

قصۂ لیلیٰ مجنون کا اختتامیہ از کاتب :

تمام شد، حسن تحریر یافت قِصّہ عشق بازی لیلیٰ و مجنون کشمیری من کلام محمود گامی غفر اللہ لہ صورت اتمام پذیرفت۔ ساط للعہ (۶۴۵) بیت۔

---

49. **438**

مجموعۂ مثنویات

دو فارسی مثنویوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ایک سعیدائے اشرف کی مثنوی "قضا و قدر" ہے اور دوسری اسی نام کی محمد قلی بیگ سلیم کرنا آبادی کی۔ پہلے ۲۸ صفحات سعیدائے اشرف کی مثنوی کے اور باقی ۲۸ صفحات محمد بیگ سلیم کی مثنوی کے ہیں۔ دونوں مثنویاں قضا و قدر کے دو علیحدہ واقعات پر مشتمل ہیں۔ پہلی مثنوی میں ایک سوداگر اور اُس کے خوبصورت فرزند کا بیان ہے جو سفر ہند سے سمندری جہاز سے واپسی کے موقعے پر ایک زہریلے سانپ کے ڈسنے کی نذر ہوگیا۔ یہ سانپ ایک

جہاز کے تختے پر ایک چیل کی چونچ سے گرا، اور بیٹے کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ محمد قلی بیگ سلیم کی مثنوی قضا و قدر کچھ اسی قسم کے واقعہ پر مشتمل ہے، اور وہ اس طرح کہ ایک خرقہ پوش درویش سفر پر روانہ ہوا۔ ابھی کشتی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ دریا سے ایک بوڑھا انسان نمودار ہوا۔ وہ کشتی کی طرح پانی پر بے خوف و خطر چل رہا تھا۔ بوڑھا جب میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اپنی داستان سناؤ۔ سمندری بوڑھے نے اپنی کہانی یوں سنائی:

ایک روز کشتی میں بیٹھا سفر کر رہا تھا کہ دور سے سینۂ ماہی جیسا ایک جسم نظر آیا۔ بصد مشکل دریا سے اُسے کشتی میں لایا گیا۔ یہ ایک نوجوان شخص تھا۔ اُس نے اپنی داستان اس طرح بیان کی کہ اس دریائے پُرشور کے دامن میں ایک گاؤں آباد ہے۔ باپ نے اسے میرے لئے خرید کیا تھا۔ یہاں میرے غلام اور کنیزیں تھیں جو خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتی تھیں۔ باپ کی طرف سے شادی بھی کر دی گئی تھی۔ ایک روز غسل کے لئے برلب دریا گیا۔ پانی میں داخل ہوتے ہی بھنور میں پھنس گیا۔ میری جان چھڑانے کے لئے خدا نے تجھے بھیجا ہے۔ اُدھر غلام فوراً ہی میرے ڈوبنے کی خبر والدین کے پاس لے گیا۔ باپ نے تو گریہ و زاری پر قناعت کی، لیکن والدہ اس صدمۂ جانکاہ سے جانبر نہ ہو سکی اور جان، جان آفرین کے سپرد کر گئی۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کی کوشش سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہر چیز خدا کے ہاتھ میں ہے۔

تاریخ نقل و نام کاتب نامعلوم۔ البتہ بارہویں صدی ہجری (اٹھارویں صدی عیسوی) کی نقل ہے۔ یہ مجموعہ بیاض کی شکل میں ہے۔ اور ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سعیدائے اشرف اور محمد قلی بیگ سلیم دونوں عہد شاہجہاں کے فارسی شاعر تھے۔ بیاض مذکور دونوں مثنویوں میں کشمیر کے لفظ کی حامل ہے، ایک صفحہ ۲۱ پر اور دوسرا صفحہ ۴۲ پر ہے۔

آغاز: شنیدم روزی از روشن روانی چو گل نازک خیالی نکتہ دانی

اختتام: ممکن کوشش کہ کاروبار ایام   بسعیٔ مانمی گردد سرانجام

تقطیع: ۷ × ۱۱ سنٹی میٹر، خط نستعلیق باریک، مرمت شدہ، مجلد فی صفحہ ۸ ابیات۔

---

430.   439

مختصر در مدیحات رسول

درحقیقت یہ مختصر کتابچہ مشہور صحابی حضرت سلیمان فارسی کے قصۂ قبول اسلام کے متعلق ہے جو تاریخ اسلام کا ایک مشہور باب ہے۔ اسی کے توسط سے آنحضرتؐ اور آپ کی تعریف بھی ہو جاتی ہے۔ کتاب کا نام اخیر پر اس شعر میں اس طرح دیا گیا ہے:

شکر حق کیں مختصر آمد بسر   در مدیحات رسول نامور

مصنف نے یہ کتاب اپنے ہی قوم (خاندان غالباً بھائی) کے ایک شخص خضر بابا بن حضور اللہ کی خواہش اور التجا پر تصنیف کی ہے، چنانچہ:

خواہش بعضی شریف از قوم من   خاطر من زد بنظم ایں سخن

بُد مُسمّٰی خضر آں نیکو سیر   پُور پُر نور حضور باخبر

مُصنّف "مدیحات رسول" اس کتاب کے مضامین مجالس وعظ کے دوران عوام کو سنایا کرتے تھے۔ مضمون قصص و حکایات بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار بابا خلیل بن حضور اللہ زمانہ تصنیف تیرھویں صدی ہجری کا وسط (اُنیسویں صدی کا درمیان)، کاتب غیر مذکور۔ تاہم اخیر پر مہر سے بابا خضر، تاریخ کتابت ۱۲۴۸ (؟) ھ (۱۸۳۲ء)، عام تحریر کا خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۶، پہلا اور اخیر کے دو صفحات دو کالمی، باقی چار کالموں میں تحریر، تعداد ابیات ۲۸۸، تقطیع ۱۳،۵ × ۲۲،۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : ای نہالِ لطفِ تو ہر دم ببار   خستہ را از تست نخلِ میوہ دار

اختتام : رحمت و رضوانِ پاکت دمبدم   بر پیمبر باد و بر آلش بہم

کاتب (خضر بابا) کا اختتامیہ :

" این کتاب بیاض وعظ از خلیل احمد بابا بن حضور اللہ برائے عزیز بابا تیار ساختم و این ہیچ کسے شریک سوائے عزیز بابا نگذاشتہ است۔"

مثنوی " مدیحات رسول " کا وزن مثنوی مولوی معنوی کے تتبع میں فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (بحر رمل) ہے۔

---

431. 440

منظوماتِ طبیب

حسب ذیل نظموں پر مشتمل ہے :

۱۔ قصۂ یوسف زلیخا۔ یہ قصہ مثلث یعنی تین تین مصرعوں میں ہے جن میں پہلا اور تیسرا حرف "ی" پر اور بیچ کا "ر" پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں روایتی انداز میں حضرت یوسف کی قید اور زلیخا کی محبت کی داستان کا بیان ہے صفحات ۱۴۔

۲۔ غزلیات اور ونہ وُن ۷ صفحات۔ تفصیل ونہ وُن یہ ہے :

(ا) وَنہ وُن درخانۂ عروس شہ را گویند بشب (ب) ونہ وُن وقت آمدن مہرازہ در خانۂ عروس در شب گویند (ج) ونہ وُن وقت برآمدن عروس از خانۂ پدر (د) وَنہ وُن وقت آرایش (ھ) ونہ وُن وقت آرایش کردن (و) وقت رسیدن عروس در خانۂ شوہر (ز) وقت پایں آخر (ع) وقت برآمدن عروس از خانۂ پدر بطرف خانۂ شوہر۔

مضمون داستان و سماج ، زبان کشمیری ، شاعر طبیب کشمیری ، زمانۂ تالیف اندازاً

بیسویں صدی عیسوی کا آغاز، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق روزمرہ کی تحریر کا کاغذ کشمیری، صفحات ۲۱، تحریر بے ترتیب، ٹیڑھی ترچھی۔ تقطیع ۱۶ × ۲۶،۸ سنٹی میٹر۔

آغاز : (دوسرا شعر سے)

چھُٹے شب و روز ڈونگل بہرِ عصیاں   عفو کر تو ...... غفران

اختتام: ڈولمن لعلن جو لئے   زلہ زلہ کر وین گنٹھ منز زولے

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

128. ۷۶۱

مہابھارت

شری وید ویاس کی سنسکرت مہابھارت کا فارسی ترجمہ ہے۔ مہابھارت جس کی بنیاد اٹھارہ پوران، سوت پورانک اور مارکانڈی پوران پر ہے سنسکرت میں شری کرشن جی اور کوروں اور پانڈوؤں کا رزمیہ ہے۔ مہابھارت اٹھارہ پُربوں (ابواب) کا مجموعہ ہے لیکن مہابھارت کا پیش نظر مخطوطہ چھٹے ادھیائے کے وسط سے شروع ہوتا ہے اور اخیر سے بھی نامکمل اور اچانک طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ نل اور دمینتی کی داستان جسے فیضی فیاضی نے جلال الدین محمد اکبر کے عہد میں فارسی نظم کے قالب میں ڈھالا تھا، اسی مہابھارت سے ہے۔ مہابھارت کا مترجم (مُلّا احمد کشمیری) ہے جس نے سلطان زین العابدین کے ایماء اور اشارہ سے سنسکرت سے فارسی کا جامہ پہنایا تھا۔

مضمون رزمیہ، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نثر، اصل مصنف وید ویاس، مترجم (ملّا احمد کشمیری) معاصر بڈشاہ (۱۵ ویں صدی عیسوی) ناقل و کاتب نامعلوم، تاریخ نقل نامعلوم لیکن انتہائی تازہ، خط نستعلیق شکستہ، اول اور آخر سے نامکمل، کاغذ کشمیری

صفحات ۸۳۲، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع ۱۱ × ۱۹½ سنٹی میٹر۔

موجودہ مخطوطہ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے:

.... شنیدہ عزتش در گار شد در آں ایام پنجسالہ بود بطلب شری مہاراج از خانہ برآمد۔ اور اس عبارت پر ختم ہوتا ہے:

و از خدمت و عبادت خود غفلت نفرمایند سماوتری برہما شری بشن کہ یک وجود ہستند در دلِ من اگلے صفحہ کی رکاب ہے جو غائب ہے۔

مہابھارت کا یہ فارسی نسخہ نایاب نہیں ہے۔ اس کی متعدد کاپیاں (نقول) محکمہ تحقیق و اشاعت حکومت جموں و کشمیر سرینگر میں بصورت مکمّل و ناقص محفوظ ہیں۔

---

350 442

مہابھارت

یہ نسخہ مہابھارت کے فن ششم تک جسے بیشم پُرب بھی کہتے ہیں مشتمل ہے۔ اس کے بعد دُور نہ پُرب ہے جو یہاں مذکور نہیں ہے۔ مہابھارت کوروُں اور پانڈووُں کے مابین اٹھارہ دن کی لڑائی کا احوال ہے، اور بیشم پُرب تک یہ صرف دس دن ہوتے ہیں۔ مہابھارت دواپر جوگ کے اخیر میں راجہ یدشتر کی جسے راجہ بھرت بھی کہتے ہیں داستان ہے۔ راجہ یدشتر یا راجہ بھرت قصبۂ ہستناپور کا راجہ تھا۔ اُس کے سات فرزند یکے بعد دیگرے حکمران ہوکر عالم فانی کو سدھارتے رہے۔ آٹھویں پشت میں کورکھیتر نام کا ایک بیٹا ظہور میں آیا۔ کورکھیتر تھانی سر اسی راجہ کے نام پر مشہور ہے۔ اصلی نام کورکھ تھا۔ اسی کی اولاد کو کوروان کہتے ہیں۔ اسی کے بیٹوں کے چھ واسطوں سے راجہ

دی چتری نام کا ایک بڑا راجہ ہوا، اس کے دو بیٹے تھے، ایک دھرتراشٹ اور دوسرا پانڈو۔ دھرتراشٹ بڑا تھا، مگر نابینا، اسلئے پانڈو باپ کا جانشین قرار پایا۔ مہابھارت کی ضخیم کتاب انہی دو بھائیوں کی اولاد کی رزمیہ داستان کا بیان ہے۔ مہابھارت کا یہ ترجمہ جلال الدین محمد اکبر کے حکم سے سنسکرت کے عالموں کی مدد سے فارسی میں ہوا۔ اس پر اکبر کے وزیر اعظم ابوالفضل ابن المرحوم مغفور شیخ مبارک کا ایک طویل خطبہ ہے جو اُس نے اکبر کے ایماء سے آغاز داستان سے قبل لکھا تھا۔

مضمون: کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگ (رزمیہ)' زبان فارسی مترجمہ از سنسکرت' اصل کا مصنف شری ویاس' مترجم مُلّا عبدالقادر بدایونی، زمانۂ ترجمہ دسویں وگیارھویں صدی ہجری (سولھویں وسترھویں صدی عیسوی)' اکبر نے یہ کتاب ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایکدوسرے سے ذہنی طور پر قریب لانے کے لئے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کروائی تھی' کاتب بھوانی داس' تاریخ کتابت چہارشنبہ (بدھ) ۲۰ ماہ بیساکھ بوقت چاشت سنہ ۱۹۴۰ بکرمی (اپریل۔ مئی ۱۸۸۳ء)، خط نستعلیق' کاغذ کشمیری' فولیو ۱۱۴، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۸×۳۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای ہژدہ ہزار عالم از شوق تو مست
سر در رہِ جست وجوی چون جان بر کفِ دست

اختتام: این بود جنگ دہ روز بیشم پتامہ از ہژدہ روز از مہابھارت۔

مہابھارت کے دفتر دوم پر کاتب کا اختتامیہ: دفتر دوم از کتاب مہابھارت شری مہاراج از دست بندۂ درگاہ بھوانیداس پنڈت ساکن محلہ کرالہ یار عرف آخون روز سہ شنبہ در ماہ مگھر سیزدہم تاریخ ماہ صدر در سال ۱۹۳۹ سموت بکرماجیت باتمام رسید۔

مہاتم شری بھگوت گیتا مترجمہ فارسی

اُن قصص و حکایات کا مجموعہ ہے جو شری وشنو مہاراج نے ماتا لچھمی کو سُنائی تھیں

مہاتم شری بھگوت ۱۸ ادھیائے (اسباق) میں منقسم ہے۔ پہلا ادھیائے دکھن دیش کے ایک شاستر خوان برہمن کی کہانی ہے جو بُرے کاموں کی بدولت بہت سے جنموں کے بعد گدھے کے جنم میں چلا گیا تھا اور جانکنی کی تکالیف سے ایک بیسوا کی پھونک سے نجات پا گیا تھا۔ ادھیائے دوم میں شری مہادیو ماتا پاروتی کو دکھن دیش کے ایک شخص شرما دیوہ برہمن کی شکایت سناتے ہیں۔ تیسرا مہاتم بھی دکھن دیش کے ایک چترویدی (وہ شخص جس کو چاروں وید زبانی یاد ہوں) برہمن کی داستان میں ہے۔ چوتھا ادھیائے وارانسی یعنی کاشی پور کے بھرت نامی ایک برہمن کی داستان میں ہے۔ یہ برہمن ہمیشہ بھگوت گیتا کے ادھیائے چہارم کا پاٹھ (وِرد) کیا کرتا تھا۔ پانچواں ادھیائے پنگل نامی اونچی ذات کے ایک برہمن کی داستان ہے جس نے تمام شاستر و وید ازبر کئے ہوئے تھے۔ ادھیائے ششم میں دریائے گوداوری کے کنارے پر واقع ہونے والے شہر پرتشٹانگری کے راجہ کے بیان میں ہے۔ ساتواں ادھیائے دکھن دیش کے باوشرما برہمن کے ذکر میں ہے، نواں ادھیائے دریائے نربدا کے کنارے پر واقع مہااشمتی شہر کے مادھو نام برہمن کی داستان میں۔ دسواں ادھیائے وارانسی یعنی شہر کاشی پور کے برہمن دیروی کا قصہ ہے جو چھ شاستر اور چار دیدوں میں ماہر تھا۔ گیارھویں ادھیائے میں سونندن نامی برہمن کا ذکر ہے جس کا تعلق دکھن دیش سے تھا۔ یہاں بیشمار شوالے تھے اور ہر ایک میں شولنگ بکثرت موجود تھے۔ تیرھویں ادھیائے کا تعلق بھی دکھن دیش کے شہر پونکھ ندا سے ہے۔ دراصل پونکھ ندا ایک ندی تھی۔ اس میں دوراچاری ایک بدکار عورت کا بیان ہے جو بریہد بجہت نامی برہمن کی بیوی

تھی اور جنگل میں رہا کرتی تھی۔ چودھواں ادھیائے ہیمالی پربت کے کاشمیر نگری کے سوریہ ورما کی داستان میں ہے۔ پندرھواں ادھیائے گوڑ دیش (بنگالہ) کے راجہ کرماتہ سنگھ کے ذکر میں ہے سولھواں پھر دکھن دیش کے راجہ کھدک باہو کے ذکر میں ہے، سترھواں ادھیائے دکھن کے راجہ پردمن سے متعلق ہے۔ اٹھارواں ادھیائے ہند راجہ اور ہند رانی کے بیان میں ہے۔

مضمون قصص و حکایات (اساطیری Legend)، مصنّف نامعلوم، لیکن کشمیری پنڈت، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۷۵، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۴½ × ۷، ۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: آغاز اینکہ روزی شری ماتا جی دیوی۔

اختتام: درمیان ایں ہیچ شئی نیست و ندارد۔ تمام شد مہاتم شری بھگوت گیتا۔

---

259. ۴۴۴

میاجی نامہ

میاجی یعنی دلّالہ عورت کے مکر و فریب کی داستان ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ کسطرح میاجی گر عورتیں چکنی چپڑی باتوں سے طرفین کو پھنسا کر اور جُل دیکر خوبصورت کا بدصورت سے اور جوان مرد کا بوڑھی عورت سے عقد کرا دیتی ہیں۔ اور طرفین سے اُلّو سیدھا کرتی ہیں۔ ضمن میں شادی بیاہ کے موقعہ پر اُن مراسم کا بیان بھی ہے جو کشمیر میں برتی جاتی تھیں۔ یہ مختصر رسالہ حمد باری اور نعت رسول ؐ کے بعد حسب ذیل عنوانات پر جو سُرخی سے تحریر ہیں، مشتمل ہے:

تمہید مکر و افسون میاجی دلّالہ، مشورت کردن جوانمرد درباب تزویج و مستعد شدن بر کتخدائی، اقرار نمودن جوان بر کتخدائی ساختن حسب تقریر میاجی پُر تزویر، آمدن میاجی بخانہ صاحب دختر و شرح دادن اوصاف جوان را، مثل زدن میاجی در اثنائے قصہ از معاملات سابقہ

تسلیم نمودن تاجر کلام میاںجی، ساختن انتظام شادیٔ دختر تاجر با جوان اخلاص مند، اہتمام نمودن مرشادی با ہمہ مکر و فریب، مُرتّب شدن بزم نکاح و در آمدنِ شاہ و تحسّر خوردن بر نصیبِ خود، طرحِ دیگر از انواع مکر یات میاںجی بر سبیل استعفائے خود از جوانمرد، خاتمہ در بیان آنکہ ازین داستان مقصود و حاصل عاقلِ کامل چیست۔

مضمون: داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان فارسی، ناظم و شاعر خواجہ امیرالدین پکھلیوال متوفی ۱۲۸۳ھ ہجری (۱۸۶۷ / ۱۸۶۶ء)، فقرہ" واصل یار شد امیر فقیر" تاریخ ہے، کاتب سیف الدین، تاریخ کتابت ۱۴ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ (سنیچر، ۲۷ مئی ۱۹۰۷ء) خط نستعلیق مایل بر شکستہ اُستادانہ، کاغذ مشینی (مِل کا) فولیو ۱۳، اوسط سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۲ × ۲، ۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز:

پس از حمد باریٔ و نعتِ رسول

نیوش ای برادر بگوش قبول

اختتام:

بگو اللہ و ثم ذرہم کنون

کہ باشند فی خوضہم یلعبون

کاتب کا اختتامیہ:

تمام شد نسخۂ میاںجی نامہ من تصنیف خواجہ امیرالدین پکھلیوال علیہ الرحمۃ رب المتعال بتاریخ

۱۴ ماہِ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ حسب فرمایش خواجہ حسن شاہ صاحب نقشبندی نوشتہ شد

بقلم سیف الدین۔

مخطوط غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

---

259.   445

تحفۃ السالکین

غفلت و بیکاری اور محبت دُنیا کے برخلاف تنبیہہ پر طویل قصیدہ ہے۔ ترتیب

مضامین حسب ذیل ہے:

۱۔ حمد باری و نعت رسول (فولیو ایک سے ۸ تک)

۲۔ منقبت شریف حضرت غوث الاعظم جناب محی الدین عبد القادر جیلانیؓ (۸-۹)

۳۔ منقبت شریف حضرت معین الدین اجمیریؒ (۹-۱۰)

۴۔ منقبت حضرت سید میر علی ہمدانیؒ (۱۰-۱۱)

۵۔ منقبت شریف غوث اکبر حضرت خواجہ بزرگ نقشبندیؒ (۱۱)۔

۶۔ منقبت محبوب العالم حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدس اللہ

تعالیٰ سرہ (۱۱-۲۱)

مضمون: تصوّف و معرفت منظوم بطرز قصیدہ، زبان فارسی، ناظم و شاعر حاجی

قدرت اللہ کشمیری مرحوم، متوفی در بلدۂ اجمیر، ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ (جمعہ ۱۷ اگست ۱۹۰۰ء)

تاریخ تصنیف ۱۲۸۹ھ (۷۲-۱۸۷۲ء) "تحفۃ السالکین" جو کتاب کا نام بھی ہے تاریخ ہے۔

کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم سیف الدین اور کتابت ۱۳۲۵ھ (۱۹۰۷ء) خط نستعلیق

شکستہ اُستادانہ، کاغذ مل کا، فولیو ۲۱، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۲ × ۱۹.۲ سنٹی میٹر

آغاز : یا الٰہی چہ اعظم الشانی ارحم الراحمین و رحمانی

اختتام : گفت از روے لطف خوان شمر تحفۃ السالکین حقانی

کاتب کا اختتامیہ : تمت بالخیر

رسالہ غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

---

259. 446

فیض روح القدس

اس کا دوسرا، تیسرا اور چوتھا نام بالترتیب حالِ شیخ کامل و مردی، غنچہ ارم اور امۂ رعد بھی ہے۔ قصص و حکایات کی شکل میں مسایل تصوف و ترک دنیا کا بیان ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے :

۱۔ عشق اور اُس کی بوالعجبی کا احوال (فولیو ایک سے فولیو ۵ تک)

۲۔ افتتاح نامہ بنام رب احدؔ نقل کردن صوفی بیمن حکایت زاہدی بمن (۵-۷)

۳۔ شرح حکایت آں زاہد کہ از کمالِ بے نیازی بر قُلّہ کوہِ عنقا وار انزوا گزیدہ بود (۷-۱۶) ۴۔ مشرف شدن زاہد از زیارت حضرت غوث الاعظم (۱۶ - ۱۷) التجاے راقم بجناب حضرت غوث الاعظم (۱۷)

۵۔ رجوع ببقیۂ حالِ آں زاہد بیمار (۱۷ - ۲۰)

۶۔ تمہید قصۂ مُرید کہ از پیر خود جُدا افتادہ بود (۲۰ - ۲۶)

۷۔ در توصیف عشق حقیقی و استدعائے مدّعائے ولی (۲۶ - ۳۱)

۸۔ تضرّع نمودن مرید بدرگاہ قاضی الحاجات (۳۱ - ۳۲)

۹۔ دیدن مُرید ھئیات مہیب ماردا ، رفتن مار بسوئے غار ، مناجات کردن

مرید بدرگاہ مستجاب الدعوات، التفات شیخ با مرید، بیداری یافتن مرید بار سیوم از ارشاد پیر، رخصت یافتن مُرید از مار و بیرون آمدن او از غار (۳۲ - ۳۸)، بیدار شدن جوان از خواب و فراموش کردن او خواب (۳۸ - ۴۰)

۱۰- عاشق شدن جوان بر دختر ہندو (۴۰ - ۴۴)

۱۱- یاد آمدن افسون مار مرد مجنون را و خواندن او افسون، رسیدن مجنون و مار قریب شہر نگار، گزیدن مار پائے شوہر، آمدن مار و دختر و آوردن مار گزیدہ را مُردہ وار (۴۴ - ۴۹)

۱۲- در بیان گمان بد بُردن بر خاصان خدا و تنبیہ یافتن از آواز غیب، رخت بستن عاشق از دیار یار با مار و دلدار، این فسانہ، و گفتار بفضل قادر کردگار جلّ عظمتہ و نشانہ (۴۹ - ۵۴)

۱۳- قطعۂ تاریخ از مصنّف مثنوی (۵۴)

مضمون تصوّف (بطرز مثنوی) زبان فارسی، حاجی قدرت اللہ ٹوپیگر متوفی ۲۰ ربیع الثانی در بلدۂ اجمیر شریف (جمعہ ۷ اگست ۱۹۰۱ء) سالِ نظم ۱۲۹۹ ہجری (۱۸۸۲/ ۱۸۸۱ء)، خط نستعلیق شکستہ اُستادانہ، کاغذ مل کا، فولیو ۵۴، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۲ × ۱۹۰۲ سنٹی میٹر۔

آغاز : ای ہوای عشق بشگفتی چو گُل — جوششی افتاد در طبعم چو مُل

اختتام : ہم دو صفر افزای بر اعداد احد — زاں شمر سالش ہم از نامہ رعد

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد فی ۱۳۲۵ھ بقلم محمد سیف الدین۔

نل دمن

سنسکرت کے مشہور قصہ نل دمینتی پر مبنی اردو کی مثنوی ہے۔ نل دمن اس سے قبل فارسی زبان میں ابوالفیض فیضی متوفی ۹۹۸ھ (۱۵۵۰ء) کے ذریعہ شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر کے دور حکومت میں منظوم ترجمہ ہو چکی تھی۔ موجودہ مثنوی نل دمن غالباً اسی کا اُردو ترجمہ ہے جیسا کہ مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہے:

اگرچہ فارسی میں سب بیان ہے — مگر طول اوسکا ہر ایک داستان ہے

ناظم نے مثنوی نل دمن ہندی (اردو) میں اس لئے منتقل کی، کیونکہ اُس کے بیان کے مطابق آجکل ہندی (اردو) کا چرچا زوروں پر ہے اور ہر ایک دل اس کا مشتاق ہے۔ مثنوی نل دمن کی ترتیب مضامین یہ ہے:

حمد خدا، سبب تالیف کتاب، در بیان توصیف ممالک ہندوستان، آغاز شورش جنون نل، فریفتہ شدن نل غائبانہ، مبتلا گشتن دمن در دام عشق، آگاہ شدن پدر دمن، بیان آشفتگی نل، نالۂ نل با دمن، نامۂ دمن، رسانیدن مرغ نامۂ نل با دمن، رفتن نل بشہر بندر، رسیدن مرغ در شہر دمن، شورش جنون نل، انداختن نل پیرہن را بجائے دام، یافتن نل دو سیمگون ماہی، گذاشتن نل دمن را در خواب او ردر کشیدن مار دمن را۔

مضمون قصہ بطرز مثنوی، زبان ہندی (مراد اردو)، ناظم و شاعر راحت، سال تصنیف ۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۴ء، "بداستان راحت افزا" تاریخ ہے جو شاعر کے دوست کالی پرشاد کی تخریج کردہ ہے۔ کاتب و ناقل تجاور لعل شاہ آبادی، مقام نقل شاہجہانپور، سال کتابت ۱۸۴۳ عیسوی، خط نستعلیق پختہ مایل بہ شکستہ، املا قدیم اردو کا، کاغذ غیر کشمیری، صفحات ۱۱۲ (فولیوز ۵۶)

سطور فی صفحہ ۱۵، اول سے اخیر تک دیمک خوردہ، تعداد ابیات مثنوی سولہ سو پچھتر (۱۶۷۵)۔
تقطیع: ۱۲½ × ۲۰ و ۲۴ سنٹی میٹر۔ مثنوی علاوہ نادر ہونے کے غیر مطبوعہ ہے اور اس لئے قابل
طباعت ہے۔

آغاز: کروں پہلے ادا حمدِ خدا کو بنایا جس نے اس ارض و سما کو

انجام: گنیں میں نے جو بیتیں کہہ کے یکسر ہوئیں گننے میں سولہ سے پچھتر

کاتب کا اختتامیہ: تمت بالخیر والظفر نسخۂ مثنوی نل دمن تصنیف راحت بپاس
خاطر برخوردار سعادت و اقبال آثار لالہ شیوہ لال مدّ عمرہ بخطّ شکستہ نمط بندہ تجاور لعل
شاہ آبادی مقام شاہجہانپور واقعہ نویس تاریخ ۱۸۴۳ء تحریر یافت۔ نوشتہ بماند سیہ بر
سفید۔ نویسندہ را نیست فردا امید۔

نوٹ: مخطوطہ میں اخیر کا صفحہ ۳۰ کے بعد غلطی سے مجلّد کر دیا گیا ہے اور یہی ایک سو
بارھواں صفحہ ہے۔

---

445 447

ھیمال منظوم

کشمیر کے اساطیری قصہ ارزن و ھیمال کی داستان ہے۔ یہ داستان لوک گیتوں
کی طرح کشمیر میں زبان زدِ خاص و عام ہے۔ آغاز داستان سے قبل حمدِ خدا و نعتِ رسول ؐ کے بعد
راجہ رنجیت کی شکایت آمیز مدح ہے۔ شکایت میں اہل کشمیر سے بلا سبب اظہار بیزاری کا بیان
ہے۔ ھیمال کی ترتیب مضامین بہ ایں نوع ہے:

داستان پادشاہ بیندر رازہ، غسل کردن ارزن بر دریائے رنبی آرہ و رنجور شدن
او، افسانہ گفتن خواہران بہ ھیمال، افسانہ گفتن ھیمال بخواہران، نوحہ و زاری کردن مادر

آکاننداء رفتن سدانند وشاہزادہ ارزن در بارگاہ بلاویر شاہ، مکتوب نوشتن ارزن بنام بیندر رازہ و در چشمہ انداختن سدانند، مکتوب شاہزادہ برائے پدر خود، حکایت گفتن بلاویر بسدانند از بازیگر ہندوستان، الگن بستن شاہزادہ ارزن با حصیہ مال رفتن حصیہ مال براے وداع نزد مادر خود، در کیفیت روز گذرانیدن حصیہ مال با ارزن، مضمون نامہ و جواب نامہ، رفتن شاہ بیندر رازہ در شبستان ارزن، مشورت زنہاے شہزادہ ارزن، حکایت زن دلّالہ و سزا دردن شاہ ولایت آنرا، بازگشت شہزادہ از شکار و جدال حصیہ مال، در حسب حال خود، حکایت نی نوازندہ، افسانہ گفتن درویش بہ حصیہ مال، رفتن حصیہ مال ہمراہ درویش بر سر چشمہ و ملاقات کردن شہزادہ، رفتن سلطان اعظم شاہ برائے شکار و آوردن حصیہ مال، بیدار شدن حصیہ مال و دور شدن سحر و جادو، بازگشت شہزادہ از شکار و دیدن مہد حصیہ مال، حکایت و اختتام کتاب۔
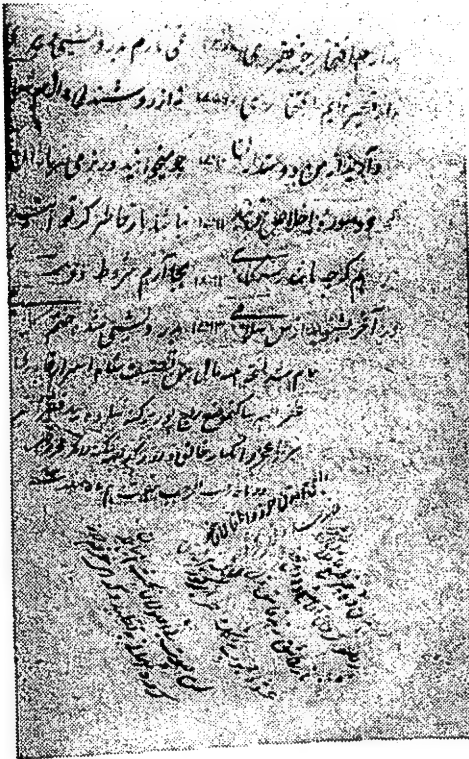
مضمون داستان (مافوق الفطرت) بطرز مثنوی، زبان فارسی، مثنوی نگار شاہ اسرار قادری، ساکن موضع راج پور، پرگنہ شکروہ، مقام تصنیف باغ الک صاحب موضع دیکوہ،

تاریخ تصنیف ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۳۶ھ ہجری (۱۶ جنوری روز منگل ۱۸۲۱ء) کاتب خالق ڈار پرگنہ اچھہ ساکن رانگر، تاریخ کتابت ۱۷ ماہ رجب المرجب ۱۳۰۳ھ ہجری (۲۱ اپریل روز بدھ ۱۸۸۶ء) خطِ نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) صفحات ۱۲۸، تعداد ابیات ۱۶۹۳، اوسطِ ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۸ × ۲۳ سنٹی میٹر۔

آغاز: خداوندا دریں دنیائے فانی نما از فضل راہ جاودانی

اختتام: در آخر بشنوید از من سلامی بدرویشی شدہ ختم کلامی

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد نسخۂ ھیہ مال من تصنیف شاہ اسرار قادری غفراللہ ساکن موضع راجپور پرگنہ شکروہ بید فقیر الحقیر سراپا عجز و انکسار خالق ڈار پرگنہ اچھہ سکنہ رانگر تحریر یافت در ماہ رجب المرجب ہفتہ ہم در ماہ صدر ۱۳۰۳ھ برائے خواندن خود و اطفالانِ خود نوشتہ شد۔

دنیا میں اس مثنوی کا واحد نسخہ۔ یہ نسخہ کلچرل اکاڈمی کی طرف سے شایع ہو چکا ہے۔

448

310.

یوسف زُلیخا

مشہور و معروف اسرائیلی قصہ یوسف زلیخا کی مختصر داستان ہے۔ لکھنے والا کشمیری کا مشہور شاعر محمود گامی ہے جو تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کے اواخر میں پرگنہ شاہ آباد کشمیر میں جہاں پیدا ہوا تھا، مدفون ہوا۔ یوسف زلیخا، یوسف و زُلیخا نام مرد اور عورت کی داستانِ معاشقہ ہے۔ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند اور زُلیخا طیموس شاہ مصر کی دختر نیک اختر تھی۔ یوسف جب غلام بن کر مصر آئے اور شاہی محل میں اُن کا سامنا زلیخا سے ہوا، تو وہ اُن کی خوبصورتی سے اتنی متاثر ہوئی کہ دل قابو سے دے بیٹھی۔ موجودہ یوسف

زلیخا کا مخطوطہ انتہائی ناقص ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ زلیخا کے سراپا کا بیان ۲۔ آغاز قصۂ یوسف زلیخا ۳۔ غزلیات (یہ تعداد میں چھ ہیں)

محمود گامی کا قصۂ یوسف زلیخا مولانا نورالدین جامی متوفی ۸۹۸ھ (۱۴۹۲ء) کی منظوم فارسی داستان یوسف زلیخا پر مبنی ہے جیسا کہ گامی کے اس شعر سے مفہوم ہے:

در زلیخا انوی حضرت جامیٖن ووٚنے کٲشرِ پٲٹھۍ محمود گامیٖن

مضمون داستان، زبان کشمیری، پیرایۂ بیان نظم (مثنوی)، ناظم محمود گامی شاہ آبادی، زمانۂ تالیف تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا اواخر، کاتب عزیز کھرو سبحان شان، تاریخ کتابت غیر مندرج، زشت خط، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۷، سطور فی صفحہ ۱۳،

تقطیع ۱۱½ × ۱۷ سنٹی میٹر

آغاز: ...... تصنیفش ابتداء روز دما بوز ای مرد خدا

اختتام: ووت شاہس نِشہٖ دوٚپنس ای ریان
کیٛاہ زٕٹ ڈیٛوکشت خاب پننٕ کر بیان

قصہ ناتمام ہے۔ کاتب کا اختتامیہ غیر مندرج۔

فرہنگ ولغات

برہانِ قاطع

خلف تبریزی کے فرزند محمد حسین المتخلص بہ برہان کی تالیف ہے۔ اس میں لغاتِ فارسی، پہلوی و دری، بعض لغات عربی، ژند و پاژند کے علاوہ دیگر لغاتِ غریبہ اور اصلاحاتِ متفرقہ کا بیان ہے۔ "برھانِ قاطع" فارسی میں مذکورہ زبانوں کی ایک مشہور اور مستند فرہنگ ہے۔ علاوہ لغات کے اس میں نکاتِ مشکلہ اور غیر مانوس محاورات کی نہایت عالمانہ صراحت ہے۔ مولف محمد حسین نے یہ کتاب مجموعۂ فرہنگ، مجمع الفرس سروری، سرمۂ سلیمانی اور صحاح الادویۂ حسین الانصاری کو پیش نظر رکھکر تالیف کی ہے۔ مؤلف کا تعلق چونکہ دکن کے مشہور علم دوست بادشاہ سلطان عبداللہ قطب شاہ بن قطب شاہ کے دربار سے تھا، اس لئے فرہنگ مذکور اُسی کے نام سے معنون ہے۔ "برھان قاطع" ۱۰۶۲ھ مطابق ۱۶۵۲ء میں تالیف کی گئی جیساکہ اس تاریخی قطعہ سے مفہوم ہوتا ہے:

چو برھان از رہِ توفیق یزدان — مر این مجموع را گردید جامع

پیٔ تاریخ اتمامش قضا گفت — "کتابِ نافع برھانِ قاطع"

۱۰۶۲ھ

برھانِ قاطع حسب ذیل نو فواید اور ۲۹ گفتاروں پر مشتمل ہے جن سے مؤلف کی مؤلفانہ صلاحیت کا علم ہوتا ہے:

فایدۂ اول۔ در بیان معرفت زبان دری و پہلوی و فارسی۔

فایدۂ دوم۔ در بیان چگونگیٔ زبان فارسی۔

فایدۂ سوم۔ در بیانِ تعداد حروفِ تہجی و تفرقۂ میان دال و ذال وصفتہا کہ در فارسی مفرراست۔

فایدۂ چہارم۔ در بیانِ تجویز تبدیل ہر یک از حروف بیست و چہار گانہ فارسی بحروف دیگر۔

فایدۂ پنجم۔ در بیان ضمایر و آں از چند حروف بہم میرسد۔

فایدہ ششم۔ در بیانِ حروف مفردہ کہ در اوایل و اواسط و اواخر کلمات بجہت دریافتِ معانی مقصودہ بیاورند۔

فایدۂ ہفتم در ذکر حروف و کلماتی کہ بجہت حسن و زیب کلام می آرند۔

فایدۂ ہشتم در بیان معانی حروف و کلماتی کہ در آخر اسماء و افعال بجہت معانیٔ گوناگوں در آورند۔

فایدہ نہم در بیانِ توصیف آنچہ صاحبانِ املا را از دانستن آں گریز نیست۔

اور ۲۹ گفتار یہ ہیں:

گفتار اول در حروف ھمزہ با حروف تہجی مبتنی بر بیست و ہفت بیان۔

گفتار دوم در حرف باء ابجد با حروف تہجی مبتنی بر بیست و پنج بیان۔

گفتار سوم در حرف باء فارسی با حروف تہجی مبتنی بر بیست و یک بیان۔

گفتار چہارم در حرف تاء قرشت با حروف تہجی مبتنی بر بیست و چہار بیان و یک انجام کہ آں محتولیست بر چند لغت کہ اوّل آنہا ثاء مثلثہ باشد۔

گفتار پنجم در حرف جیم ابجد با حروف تہجی مبتنی بر بیست بیان۔

گفتار ششم در حرف جیم فارسی با حروف تہجی مبتنی بر بیست و دو بیان۔

گفتار ہفتم در حرف حاء حُطّی با حروف تہجی مبتنی بر سیزدہ بیان۔

گفتار ہشتم در حرف خاء تخذ با حروف تہجی مبتنی بر بیست بیان۔

گفتار نہم در حرف دال ابجد با حروف تہجی متبنی بر بیست و یک بیان و یک انجام کہ آں محتولیست بر چند لغت کہ اول آنہا ذال نقطہ دار باشد۔

گفتار دہم در حرف راء قرشت با حروف تہجی متبنی بر بیست و سہ بیان۔

گفتار یازدہم در حرف زاء ہوز با حروف تہجی متبنی بر ہژدہ بیان۔

گفتار دوازدہم در حرف زا فارسی با حروف تہجی متبنی بردہ بیان۔

گفتار سیزدہم در حرف سین بے نقط با حروف تہجی متبنی بر بیست و چہار بیان۔

گفتار چہاردہم در حرف شین نقطہ دار با حروف تہجی متبنی بر بیست و سہ بیان۔

گفتار پانزدہم در حرف صاد بے نقط با حروف تہجی متبنی بردہ بیان و یک انجام کہ آں محتولیست بر چند لغت کہ اول آنہا ظاء نقطہ دار باشد۔

گفتار شانزدہم در حرف عین بے نقط با حروف تہجی متبنی بر نوزدہ بیان۔

گفتار ہفدہم در حرف غین نقطہ دار با حروف تہجی متبنی بر ہفدہ بیان۔

گفتار ہژدہم در حرف فاء سعفص با حروف تہجی متبنی بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیستم در حرف قاف تازی با حروف تہجی متبنی بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیست و یکم در حرف کاف تازی با حروف تہجی متبنی بر بیست و سہ بیان۔

گفتار بیست و دوم در حرف کاف فارسی با حروف تہجی متبنی بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیست و سوم در حرف لام با حروف تہجی متبنی بر بیست و دو بیان۔

گفتار بیست و چہارم در حرف میم با حروف تہجی متبنی بر بیست و ہشت بیان۔

گفتار بیست و پنجم در حرف نون با حروف تہجی متبنی بر بیست و چہار بیان۔

گفتار بیست و ششم در حرف واو با حروف تہجی متبنی بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیست و ہفتم در حرف ھاے ہوز با حروف تہجی مشتمل بر ہفدہ بیان۔

گفتار بیست و ہشتم در حروف تہجی با یائے حُطّی مشتمل بر نوزدہ بیان۔

گفتار بیست و نہم در لغات متفرقہ محتوی بر ہفدہ لغت۔

"برہان قاطع" کا زیر بحث مخطوطہ ۲۲ ماہِ مبارک (غالباً رمضان شریف) ۱۲۶۳ھ

مطابق ۳ ستمبر، روز جمعہ ۱۸۴۷ء کی نقل ہے۔ نام ناقل نامعلوم۔

آغاز: اے راہنما بہر زبان در افواہ   یزدان و کرسطوسی و تنگری والہ

اختتام: یعقوب بفتح یائے حطّی و سکون عینِ بے نقطہ و قاف بواو کشیدہ و ببائے

ابجد زدہ پیغمبری بود مشہور و نام مردی بودہ صاحب مذہب و مجتہد نصاری و کبک نر را نیز

گویند کہ جفت کبک مادہ باشد واللہ اعلم بالصواب۔

ناقل کا اختتامیہ یہ ہے:

بتاریخ بیست و دوم ماہ مبارک ۱۲۶۳ء کتاب مستطاب برہان قاطع باتمام رسید

نظم: من نوشتم صرف کردم روز گار

من نمانم این بماند یادگار

فولیو ۷۷۴، تقطیع ۲۳ × ۳۶½ سنٹی میٹر، خط نستعلیق، صاف و خوشخط

صفحۂ اول انتہائی منقّش، دوہری جدول، معنی بیان کئے گئے الفاظ لال روشنائی میں سطور

فی صفحہ ۲۴، کاغذ و قلم کشمیری۔ مکمل۔ مجلّد چرمی قدیم۔

برہان قاطع پر شہرۂ آفاق اردو شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب نے اعتراض کرتے ہوئے

قاطع برہان نام کی کتاب لکھی تھی جسمیں اکثر اعتراضات اگرچہ صحیح نہیں تھے لیکن اس سے

برہانِ قاطع کا زبردست شہرہ ہوا۔

176.

تجنیس اللغات

املا میں ہم شکل لکھے جانے الفاظ کے معانی کے بیان میں ایک مختصر منظوم رسالہ ہے رسالہ کے ناظم مولانا عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ (۹۳/۱۴۹۲ء) ہیں۔ رسالہ کا نام تجنیس اللغات خود اس امر کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ اس میں املا میں ہم جنس الفاظ کے معانی کا بیان ہوگا۔

مضمون لغت عربی و فارسی، زبان فارسی، پیرایۂ بیان نظم، مصنف عبدالرحمان جیساکہ رسالہ کے اخیر پر اس شعر سے مفہوم ہوتا ہے:

تا چند سخن باہل گوئی خنداں   خاموشی پیش گیر عبدالرحمان

رسالہ کا نام "تجنیس اللغات" آغاز کے اس تیسرے شعر میں یوں درج ہے:

کردہ ایں مجموعہ را در صنع تجنیس اللغات   تا صنیائے از لغات آں بہا دارد مگر

کاتب و ناقل و سال کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۰، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۱½ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

آغاز: بعد توحید و صفات خالق شام و سحر

وز پسِ نعت و ثنائے خواجۂ خیر البشر

آخری شعر:

بس کن کہ ہمیں رسالہ کافیست ترا   زیں بیش مکن درد سر خود بکسان

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد نصاب تجنیس اللغات تصنیف مولانا عبدالرحمان جامی قدس اللہ سرہ بخط عربی کہ نامش از حروف مفردہ واضح است، تمام شد۔

شرح وقائع نعمت خان عالی

وقائع نعمت خان عالی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ - ۱۱۱۸ ہجری = ۱۶۵۷-۱۷۰۶ عیسوی) بادشاہ ہند کی دکن میں فتوحات اور لڑائیوں کا بیان ہے۔ وقائع نعمت خان عالی کا یہ حصہ ۱۴ رجب ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری (مارچ ۱۶۹۲ء) سے متعلق ہے۔ وقائع نعمت خان عالی باوجود تاریخ کے مشکل و مغلق الفاظ سے بھرپور ہے، اس لئے پیش نظر نسخہ اُسی کی تشریح و توضیح ہے۔ اس میں لغات کا بیان بجائے حروف تہجی کے سنہ جلوس کے اعتبار سے ہے۔ مؤلف کے مطابق (مخطوط کا آخری لفظ ملاحظہ ہو) وقائع نعمت خان عالی کی لغت اور شرح کی تدوین میں ان کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ صُراح، جہانگیری، منتخب، قاموس، موید الفضلاً کشف اللغات، مصطلحات وارستہ لاہوری، شرح تصنیف مولوی بدرالدین مطبوعہ کلکتہ، ملحقات، برہان اور لغت مقبول احمد۔ شرح کا مؤلف یہی آخری شخص مقبول احمد ہے۔ شرح تصنیف مولوی بدرالدین مطبوعہ کلکتہ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول احمد شارح وقائع نعمت خاں عالی کا زمانہ انیسویں صدی کا آغاز ہو سکتا ہے۔

مضمون نعت، زبان فارسی نثر، مؤلف مقبول احمد، زمانۂ تالیف انیسویں صدی کا آغاز، غالباً مؤلف کا خود نوشت، کاغذ کشمیری، اوراق ۶۲، تعداد سطور فی صفحہ ۱۵، خط نستعلیق معمولی باریک، تقطیع ۱۲½ × ۲۲½ سنٹی میٹر۔

آغاز: وقائع چہاردہم شہر رجب ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری غازی باسمہ سبحانہ رم بالفتح نقش و فریب وافسون و وقت است۔ غیر مطبوعہ اور نایاب۔

اختتام: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس،

491. جدی، دلو، حوت۔

شکرستان

452

(چند ابتدائی اوراق)

گلستانِ سعدی کی منثور شرح ہے۔ یہ کتاب شارح نے بعض عزیزوں کی التماس و اقتراح سے قلمبند کی ہے۔ ایک اور سبب شرح کی تصنیف کا یہ بھی ہوا کہ گلستان سعدی رنگینیٔ عبارت کے ساتھ ساتھ حکایات رنگین و شیریں کی حامل ہے۔ اختتام پر یہ فرہنگ "شکرستان" کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔

مضمون فرہنگ گلستان، نثر، زبان فارسی، فرہنگ نگار محمد سعید، تاریخ نگارش، ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۶/۱۶۸۵ء) جیساکہ دیباچہ کے اس شعر سے مفہوم ہے:

در سالِ ہزار و نود و ہفت ز ہجرت — من طرح چنین نسخۂ فرخندہ نمودم

بوجہ ناقص الآخر ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور (شکرستان کا یہ نسخہ علاوہ دیباچہ کے باب اول کی ابتدائی دو حکایات کی فرہنگ پر مشتمل ہے)، خط نستعلیق خفی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۴، سطور فی صفحہ ۱۷، تقطیع ۱۲ × ۳ و ۱۷ سنٹی میٹر۔

شروع: ستایش فراواں و نیایش بے پایاں داوری راسزاست کہ گلستانِ جہاں را بشمشاد قامت خوباں شوخ و شنگ و لالہ روی محبوبان پر افسون و نیرنگ زیب آرایش داد۔

خاتمہ: بر زبان می راند، بعد ازاں یونس را بیرون انداخت و دران موضع فی الحال درخت رسیدہ و سایہ بر سرش......

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

فرهنگ جہانگیری

حروف تہجی کے مطابق متذکرہ صدر کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے' اور ہر باب متعدد فصول کا جن کی فہرست کتاب کے آغاز میں ہے' حامل ہے۔ تاہم اصل کتاب شروع ہونے سے قبل بطور مقدمہ، فرہنگ جہانگیری بارہ آئین کی حامل ہے۔ یہ بارہ آئین مُلکِ پارس کی تحقیق زبان پارسی کے بیان' تعداد حروفِ تہجی' ترتیب کتاب، حروف تہجی کے مابین امتیاز، ایک کا دوسرے حرف سے بدل جانا، بیان ضمایر حروف و کلمات' حروف مفردہ، اسماء و افعال' املا اور عقد انامل کے بیان میں ہے۔

مضمون لغت' زبان فارسی نثر' لغت نگار ابن فخر الدین حسن کمال الدین حسین انجو' زمانہ' تالیف ذی قعدہ ۱۰۰۶ھ ہجری سے جمعرات ماہ جمیدالاول ۱۰۳۴ھ ہجری تک (جون ۱۵۹۸ء سے فروری ۱۶۲۵ء تک)' کتاب شہنشاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے نام معنون ہے۔ مؤلف کے مطابق (ملاحظہ ہو دیباچہ) اس کتاب کی تحریر کی بنیاد اُس وقت ڈالی گئی' جب شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر ماہ ذی قعدہ میں شہر سرینگر' میں جو کشمیر کا دارالخلافہ ہے، بغرض سیر و تفریح وارد ہوا تھا۔ کتاب کی تکمیل عہدِ جہانگیری میں ہونے کے باعث فرہنگ جہانگیری کے نام سے موسوم ہوئی۔ کاتب احمد موصلو' تاریخ نقل ۲۷ رمضان ۱۰۳۸ھ ہجری (جمعہ ۱۰ مئی ۱۶۲۹ء)' جائے کتابت بلدۂ شہر برہانپور۔ (نوٹ) مخطوط اپنی تصنیف و تالیف کے چار سال بعد کی نقل ہے' اور اس لحاظ سے یقیناً نادر و نایاب ہے۔ خط نستعلیق عمدہ، کاغذ غیر کشمیری، مخطوط کے ٹائیٹل صفحہ پر چار مہریں۔ ان میں سے دو مہریں " مہر خادم شرع المتوکل علی اللّٰہ حیات اللّٰہ ۱۱۸۰ھ ہجری" کے عنوان کی ہیں۔ اور ایک مہر کتاب کے اختتام پر ہے۔ فولیو ۴۸۶ (صفحات ۵۷۲)

سطور فی صفحہ ۲۵، تقطیع : ۱۸،۵×۳۰،۵ سنٹی میٹر۔

شروع : فہرست ابواب جہانگیری، باب اوّل بر دوازدہ آیئن۔

اختتام : وہر کہ دریں روز پیش از انکہ سخن گوید بہی خورد و ترنج ببوید بر او تمام سال مسعود باشد۔

کاتب کا اختتامیہ :

در کتابت صرف کردم روزگار   من نمانم ایں بماند یادگار

تمت تم تمام تم تم، کاتب المذنب فقیر الحقیر احمد موصلو در بلدۂ شہر برہانپور فی التاریخ ۲۷ (۲۷) رمضان المبارک ۱۰۳۵ھ ہجری۔

---

146   454

فرہنگِ جہانگیری

عربی و فارسی الفاظ پر مشتمل فارسی کی ضخیم لغت ہے جو اس سے قبل متعدد لغات کو پیش نظر رکھکر ترتیب دی گئی ہے اور جن کا مفصل بیان کتاب کے دیباچے میں کر دیا گیا ہے۔ یہ فرہنگ ہیں فرہنگ ابوالحفص سُغدی، فرہنگ ابوالمنصور علی بن احمد طوسی، فرہنگ ابراہیمی، فرہنگ ادیب الفضلا تصنیف قاضی خان بدر محمد دہلوی المعروف بدر زوال، فرہنگ اُستاد عبداللہ نیشاپوری، فرہنگ تحفۃ الاحباب تصنیف طوسی، فرہنگ جامع اللغات منظوم نیازی حجازی، فرہنگ حسین رازی، فرہنگ حسنی، فرہنگ حکیم قطران، فرہنگ دستور، فرہنگ دستور الافاضل، فرہنگ زفان گویا و جہان پویا مشہور بہفت بخشی تصنیف بدرالدین، فرہنگ شروری کاشی، فرہنگ شرفنامہ احمد میری مشہور بابراہیم فاروقی، فرہنگ سعید بن نصر بن طاہر بن تمیم الغزنوی (یہ فرہنگ خواجہ نظام الملک

کے لئے لکھی گئی تھی) المعروف بہ سخن نامہ، فرہنگ شیخ زادہ عاشق، فرہنگ شیخ عبدالرحیم بہاری
فرہنگ شیخ محمود بہاری، فرہنگ ضمیر، فرہنگ عاصی، فرہنگ عالمی، فرہنگ عجایب، فرہنگ علی
نیک پے، فرہنگ فواید برہانی، فرہنگ قاضی ظہیر، فرہنگ فتنہ الطالبین، فرہنگ غنیتہ الفتیان
فرہنگ لسان الشعراء، فرہنگ لغات دیوان خاقانی، فرہنگ لغات شاہنامہ، فرہنگ محمد بن
قیس، فرہنگ محمد بن ہندو شاہ منشی (یہ فرہنگ خواجہ غیاث الدین رشید کے لئے لکھی تھی)،
فرہنگ مختصر، فرہنگ میرزا ابراہیم بن میرزا شاہ حسین اصفہانی، فرہنگ معیار جمالی، فرہنگ
مولانا الہداد سرہندی، فرہنگ منصور شیرازی، فرہنگ مولانا مبارک غزنوی مشہور بفخر قواس،
فرہنگ موید الفضلاء تصنیف محمد لار اور فرہنگ موائد الفواید۔ نیز ان کے علاوہ چوالیس
دیگر لغات اور نو دوسری کتب تاریخ و تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فرہنگ جہانگیری ایک
طویل مقدمہ (۴۲ صفحات) پر مشتمل ہے۔

مضمون لغت عربی و فارسی بزبان فارسی، مؤلف ابن فخرالدین حسن جمال الدین
حسین انجو، سال تصنیف ۱۰۲۷ھ = ۱۶۱۸ء "زہی فرہنگ نورالدین جہانگیر" تاریخ تالیف
ہے اور ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ ابن جلال الدین محمد اکبر کے نام سے معنون ہے نام
ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۶۰ھ (؟)۔ خط نستعلیق سادہ، اغلاط سے پُر،
کاغذ کشمیری، صفحات ۱۱۶۴، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۷ × ۲۸,۷ سنٹی میٹر۔

آغاز:۔

آنکہ بر لوح زبانہا حرف اوّل نام اوست آں ہمی گویداللہ، ایں ایزد و آں تنگری

اختتام: از طالع ...... رصدہا اخیران ضمران رومی یونانی تمت تمام شد ۱۳۶۰ھ۔

فرہنگ فارسی و عربی

کسی نامعلوم مصنّف کی عربی و فارسی لغات کا مجموعہ ہے۔ اول اور اخیر میں نامکمل ہونے کے باعث کتاب کا نام نہیں بتایا جا سکتا۔ یہ لغت جو اوّل سے لیکر عربی رسم الخط میں ہے اس کے الفاظ کی ترتیب بجائے لفظ کے پہلے حرف کے آخری حرف پر ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ لغت عربی و فارسی کی دیگر لغات سے مختلف ہے، جن کی ترتیب بالعموم حروف ہجاء کے پہلے حرف پر ہوتی ہے۔ کہنے کو تو لغت مذکور زیادہ تر عربی و فارسی الفاظ کی حامل ہے لیکن کہیں کہیں ترکی الفاظ اور اُن کے معانی بھی ذکر میں آ گئے ہیں۔ لغت کے مفرد الفاظ لال روشنائی سے تحریر ہیں اور یہ التزام تمام کتاب میں ملتا ہے۔

فرہنگ فارسی و عربی اسماء کی لغت ہے، جبکہ حروف اور افعال مطلق نظر انداز کر دئے گئے ہیں۔ صحیح تلفظ کی غرض سے حروف میں الفاظ کا اعراب بیان کر دیا گیا ہے۔ الفاظ کے اوپر اُن بان کا پہلا حرف لکھ دیا گیا ہے جس سے معنی بیان کئے گئے لفظ کا تعلق ہے۔

آغاز: اناث بکسر ہمزہ و نون زنان واو جمع انثی است و مراد باناث کہ در قرآن آمدہ است کہ "ان

یدعون الّا اناثاً بُت ہاے مادہ است۔
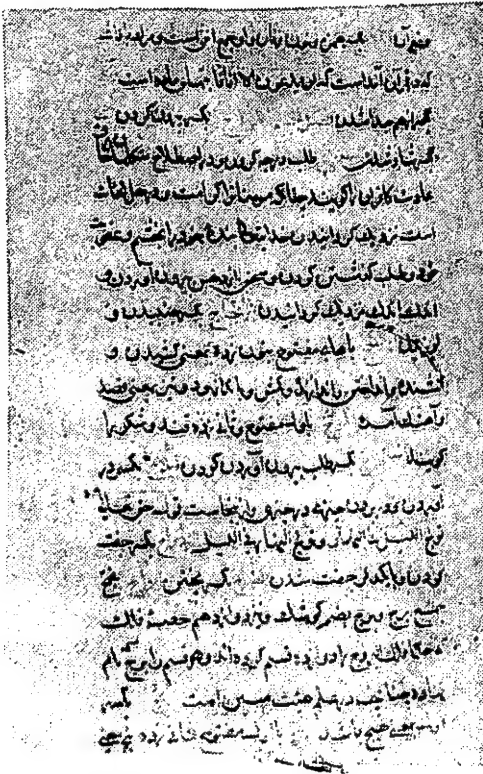
اختتام: وآنرا بر هود نیز می خوانند و بفتح اوّل در عربی دو معنی دارد اوّل توبه کردن و بحق بازگشتن بود دوم۔

فولیو ۲۳۵، تقطیع: ۱۲ x ۲۳ سنٹی میٹر، تاریخ نقل و نام ناقل نامعلوم، کاغذ کشمیری، شکستہ نما نسخ میں تحریر، سطور فی صفحہ ۱۹، حالت درست، مجلّد۔ ابتدائی فولیو قدرے کرم خوردہ۔

---

294. 456

فرہنگ نامکمل

خالص فارسی الفاظ و تلمیحات کے معانی اور تشریح کے بیان میں ہے۔ اوّل و آخر اور وسط سے نامکمل ہونے کے باعث صحیح نام کی تعیین مشکل ہے۔ تاہم جس قدر محفوظ ہے، نادر الفاظ کے معانی اور تشریحات پر مشتمل ہے۔ فارسی کے بہت سے الفاظ کے معانی انتہائی معلومات افزا ہیں۔ ہر لفظ کے معنی اور معنی اور اُس کی تشریح کسی نہ کسی اُستاد شاعر کے کلام سے بطور استشہاد بیان کی گئی ہے۔ کشمیر کا بیان ورق ۶۹ پر اس طرح ہے:

فرموید یا فردید: "نام قریہ ایست از قُرائے طوس۔ آوردہ اند کہ از دشت درخت بطالع سعد نشانده بود، یکی در ہمیں قریہ و دیگری در کاشمیر کہ آں را کشمیر نیز خوانند و شرح آں در ذیل لغت کاشمر مرقوم گشت"۔

الفاظ کے معانی کی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب و تنظیم کے مطابق ہے۔

مضمون لغت، زبان فارسی، نثر، مؤلف بوجہ ناقص الاول اور آخر ہونے کے نامعلوم، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب و ناقل نامعلوم، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، اوراق ۸۶،

(صفحات ۱۰۲)، سطور فی صفحہ ۲۳، تقطیع ۱۵ × ۲۳٫۶ سنٹی میٹر۔

ابتداء :

برگیر پیش بشاہی گشتاسپ بپذیر

بلندی پیش و پس زین بود خصوصاً بلندی

اختتام:

شہر سبز: نام شہریست از نواحی سمرقند

کہ بہ کش نیز اشتہار دارد و لاادری

قایلہ معمار چمن فگندہ بنیادِ حصار

زپیرامن شہر سبز گلزار چہار

و آنگہ برآں مملکت خلد آثار

پرداختہ قصر گل بصد۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

قیاس اغلب ہے کہ پیش نظر

فرہنگ شاہنامہ فردوسی کے مشکل الفاظ کی تشریح ہے۔

457

467

کتاب اللغۃ

چند اوراق پر مشتمل لغت کی کتاب ہے۔ جو فصول و ابواب اسمیں دستیاب ہیں حسب ذیل ہیں:

فصل الطاء، فصل الظاء، فصل العین، فصل الفاء، فصل القاف، فصل الکاف

فصل المیم، فصل النون، فصل الواو، فصل الھاء، فصل الیاء۔

باب الباء (فصل الہمزہ)، فصل الیاء، فصل الصاد، فصل الضاد، فصل الطاء، فصل اللام، فصل المیم، فصل الکاف، آغاز کے دو صفحے فصول زاء، سین، شین پر حاوی ہیں۔

مضمون لغت، زبان عربی، مصنّف و ناقل بوجہ ناقص الاول اور آخر ہونے کے نامعلوم خطِ نسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۱۱ (صفحات ۲۲)، سطور فی صفحہ ۲۳۔

مخطوطہ کا بارہواں ورق بزبانِ عربی عقاید کی کسی کتاب کا حاشیہ ہے، کاتب محمد رضا عرف کونوال، تاریخ کتابت ۱۶رذی قعدہ ۱۱۹۴ھ (۱۳رنومبر، پیر ۱۷۸۰ء)، خط نسخ۔

تقطیع: ۱۲٫۳ × ۱۹٫۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد للّٰہ منطق البلغاء باللّغی فی البوادی و مودع اللسان الشّن اللّسُن الھوادی۔

اختتام: واللّٰہ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب، تمت الکتاب بعون الملک الوھاب۔

کاتب کا اختتامیہ: فرغت من تسوید ھذہ النسخۃ فی وقت العشأ فی سنۃ الف واربع وتسعون من ہجرۃ النبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ فی تاریخ شانزدہم ذی قعدہ۔ کاتبہ و مالکہ المجازی عاصی رضا عرف کونوال۔

---

101 458

کشمیری نصاب

بزبان فارسی منظوم کشمیری الفاظ کے مترادف فارسی میں بیان کیے گئے ہیں۔ نظم کا وزن "فاعلاتُن، فاعلاتُن، فاعلاتُن، فاعلات" بحر رمل ہے۔ یہ امر کہ کتاب کا نام کشمیری نصاب ہے مخطوطہ کے اخیر میں اس فارسی شعر سے عیاں ہے:

درقلم آمد چو این فرخندہ کشمیری نصاب

باد ہر کس زو ز انواع لغت بہرہ یاب

مضمون لُغت ۔ زبان فارسی منظوم، خط نستعلیق سادہ، کاغذ غیر کشمیری یعنی مل کا بنا ہوا، مُصنّف کا نام اگرچہ درج نہیں ہے، لیکن ابتدائی صفحہ پر بزبان انگریزی لکھے ہوئے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص لچھمن بھان ہے، تاریخ کتابت اور سال تصنیف ۹ ماہِ ماگھ سنہ ۱۹۵۷ب یوم اکدھ شکلہ پیچ روز دوشنبہ (سنہ ۱۹۰۰ء) فی صفحہ چار ابیات۔ تقطیع ۱۲½ × ۲۰ سنٹی میٹر حالت درست۔

آغاز : ھوالفیاض

ابتداء کردم بنام داورِ کون ومکان

تا بماند نام این معجز بعالم جاودان

اختتام : ھفت دریا

قلزم وعمان وبلقران وسمندر رود نیل

دجلہ جوشان سند وجیحون ومحیط یم نخوان

تمت تمام یافت نہم ماہ ماگھ

سنہ ۱۹۵۷ء یوم اکدھ شکلہ پیچ روز دوشنبہ

درقلم آمد چو این فرخندہ کشمیری نصاب

باد ہر کس زو ز انواع لغت بہرہ یاب

مخطوط غالباً مصنّف کے اپنے غیر قلم کا لکھا ہوا ہے اور غیر مطبوعہ

ہے اور نایاب ہے۔ اس لحاظ سے اہم ہے کہ فارسی میں کشمیری زبان کی لغت تیار کرنے کی سب سے پہلی کوشش ہے۔ کشمیری زبان کی لغت اور تدوین تاریخ میں یہ نسخہ سنگ میل کا کام دے سکتا ہے

تعداد اوراق ۲۲، صفحات ۴۴ - پہلے ابتدائی ۲۴ صفحات پر ھُوَ (خدا) بزبان عربی اور بقیہ آخری صفحات پر ہری نمہ (خدا، بزبان سنسکرت) تحریر ہے۔

224 459

کنز اللغات

عربی الفاظ بالخصوص لغات قرآنیہ کی فرہنگ ہے۔ مؤلف کے مطابق چونکہ عربی زبان حاوئ لغتِ قرآن ہے، اور لغت کلید گنج معانی ہے، اس لئے اس کتاب کی تدوین عمل میں (ملاحظہ ہو مقدمۂ کتاب) لانا ضروری ہوئی۔ کنز اللغات سلطان سلیمان اور اُس کے ولیعہد سلطان میرزا علی کے نام معنون ہے۔ لغات کی ترتیب حروف ہجی کے ۲۸ حروف کی ترتیب کے مطابق ہے اور ہر حرف کو ایک کتاب کا نام دیا گیا ہے اور ہر کتاب چند ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کے متعلق رہنمائی کے لئے ۱۶ مقدمات ہیں جن کا علم مطالب و معانی کے علم سے پہلے ضروری ہے۔ یہ مقدمات زیادہ تر قواعد صرف و نحو اور مآخذ الفاظ سے متعلق ہیں۔

مضمون لغت عربی بزبان فارسی، مؤلف محمد بن عبد الخالق بن معروف، زمانۂ تالیف نامعلوم، البتہ کسی بادشاہ سلطان سلیمان اور اُس کے فرزند میرزا علی کے نام سے معنون ہے اور ان کا عہد معلوم نہیں، کاتب و تاریخ کتابت غیر معلوم، خط نستعلیق متوسط، کاغذ غیر کشمیری، فولیوز ۲۶۲، سطور فی صفحہ ۲۱، تقطیع ۱۲½ × ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: جواہر کنوز لغات حمد و ستایش نثار بارگاہ حضرت متکلمی۔

اختتام: والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

کاتب کا اختتامیہ: قد تم الکتاب بعون الملک الوھاب علی ید الفقیر الحقیر صاحب العصیان والتقصیر عند الملک الکریم القدیر ——— (نام کی یہ جگہ خالی ہے) عفی عنھما..... بینھما بالنبی و آلیھما فی التاریخ نوزدہم (یہاں سنہ دانستہ مٹا دی گئی ہے) شہر جمادی الاول. اللھم العن عیر دا الشریعۃ المصطفی۔

460

145

کنز اللغات

بزبان فارسی عربی الفاظ کی لغت ہے جو بقولِ مؤلف صُراح، مجمل، منثور، مصادر اختیاراتِ بدیعی، لغاتِ قرآن اور شرحِ نصاب پر مبنی ہے (ملاحظہ ہو مقدمۂ کتاب) اصل مطلب پر آنے سے قبل حمدِ خدا، نعت رسولؐ اور وصفِ اہلِ بیت کے بعد مرزا علی کا نام ہے جن کے نام سے نسخۂ کنز اللغات معنون ہے۔ کتاب کی ترتیب چند مقدمات پر ہے جنہیں فصول کا نام دیا گیا ہے۔ یہ فصول در اصل کتاب کے مضمون کی جانب رہنما ہیں۔ کتاب میں لغات کی ترتیب پہلے اور آخری حرف پر ہے مثلاً اِمّا، یعنی وہ حرف جس کے شروع اور اخیر پر حرف الف ہے۔ کتاب کا نام "کنز اللغات" مخطوط کے تیسرے صفحہ پر بارھویں سطر کے وسط میں درج ہے اور معنون کا نام اسی صفحہ کی نویں سطر میں۔

مضمون لغت عربی بزبان فارسی، مؤلف محمد بن معروف (صفحہ ایک سطر ۶ بشمول بسم اللہ) زمانۂ تالیف نامعلوم۔ کنز اللغات یعنی مخطوط زیر بحث عربی لغات کی اہم کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہے (ص ۱، آخری سطر)، ناقل و سالِ نقل نامعلوم، لیکن اندازاً دو سو برس پرانا۔ ترجمہ کیے گئے عربی الفاظ پر اوپر کی جانب سرخ لکیر، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری

تعداد صفحات ۱۰۶۰، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع ۱۶ x ۲۶½ سنٹی میٹر۔

آغاز: ابتدائے ہر سخن آں خوبتر در ہر مقام
کو بود با حمد معبود خدائے پاک نام

جواہر کنوز لغات حمد و ستایش
نثار بارگاہ حضرت متکلمی کہ زبان
اصناف اعیان را کلید گنج خانۂ سخن
گردانیدہ ارباب الباب را بتشریف
"انا انزلناہ قرآناً عربیاً لعلکم
تتقون" باذخ شرافت رسانید"

اختتام: یرہیو تکبیر می کند،
وعوزہ سرخ خرما، نہشو بافن می شود
و فراموش می کند، لہو بازی می
کند۔ باب الباء مع الالف من
غیر المصادر۔

کنز اللغات غیر مطبوعہ ہے اور کمیاب ہے۔

461

124

لطائف اللغات

مثنوی مولوی معنوی کے عربی و فارسی الفاظ کی فرہنگ ہے۔ اس کی بنیاد مندرجہ ذیل کتب لغت پر ہے: قاموس، صراح، کنز اللغتہ، فرہنگ میر، جمال الدین حسین انجو المعروف بہ

فرہنگ جہانگیری، کشف اللغات شیخ عبدالرحیم سور بہاری، مدار الافاضل شیخ الہداد سرہندی اور مویدالفضلاء۔ اس لغت میں بیان کئے گئے الفاظ کی بنیاد پہلے اور آخری حرف پر ہے اور اسی کے نام پر فصل ترتیب دی گئی ہے۔

مضمون لغت، زبان فارسی، مؤلف اقل العباد عبداللطیف ابن عبداللہ کبیر، زمانۂ تالیف (عہد شاہ جہانی) ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم لیکن اندازاً تین سو برس کا قدیم نسخہ، اول سے آخر تک دیمک کے سوراخ، خط نستعلیق سادہ، سطور فی صفحہ ۲۱، مکمل، کاغذ غیر کشمیری شاہ جہاں آباد (دہلی) کی تحریر، تعداد صفحات ۳۱۹، تقطیع ۱۶ × ۲۶ سنٹی میٹر، اول سے اخیر تک کناروں پر سفید کاغذ سے مرمت شدہ۔

آغاز: ایں فرہنگ ایست مشتمل بر لغات غریبۂ عربیہ و الفاظ عجیبۂ عجمیۂ مثنوی مولوی معنوی کہ بیمن تائید لطیف خبیر کہ فرہنگ بخش ہر صغیر و کبیر است۔

اختتام: یخنی بمعنی ذخیرہ است کہ در باب ذال و در فصل ھا گذشتہ، تمت۔

مؤلف اور کتاب کا نام بالترتیب صفحہ اول اور صفحہ ۲ پر درج ہے۔

---

215 | 462

منتخب اللغات شاہجہانی

کتب معتبرہ مثلاً قاموس و صراح پر مبنی عربی الفاظ کی لغت ہے۔ ترتیب الفاظ بمطابق حروف تہجی کے ہے۔ بدیل کے اعداد نکال کر کتاب کا نام لفظ منتخب تاریخی ہے جس کے بحساب جمل ۱۰۴۶ اعداد ہوتے ہیں اور یہی اس کا ہجری سال تالیف مطابق ۱۶۳۶ سنہ عیسوی ہے۔ کتاب مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے نام پر معنون ہے، اور اس سے اسی طرح صلہ کی توقع رکھی گئی ہے جس طرح امیر تیمور گورگانی نے شیخ مجدالدین فیروزآبادی کو قاموس کی تالیف سے نوازا تھا۔ (ملاحظہ ہو مقدمۂ کتاب) حسب طریقہ

مؤلفین اگرچہ فیروز آبادی کی قاموس کو سراہا ہے اور اُسے بحر بے پایاں قرار دیا ہے، تاہم ابنائے زمانہ کیلئے غیر مفید ہونے کے باعث اپنی تالیف کی دُرستی کا جواز نکال لیا ہے۔ منتخب اللغات شاہ جہانی کے مولف نے قاموس میں حسب مقدمہ نو غلطیاں یا خامیاں نکالی ہیں۔ الفاظ کے معانی میں مؤلف نے لفظ کا پہلا اور آخری لفظ لیا ہے اور انہیں دو الفاظ کو باب بنایا ہے۔

مضمون لغت، الفاظ عربی اور معانی فارسی ہیں۔ مؤلف عبدالرشید حسینی المدنی اصلاً اور ٹھٹھوی (سندھ) مولداً، تاریخ تالیف ۱۰۴۶ھ (۱۶۳۶ء)، ناقل نامعلوم، تاریخ نقل غرۂ رجب المرجب ۱۰۹۰ھ (منگل، جولائی ۲۹، ۱۶۷۹ء)، خطِ نستعلیق سادہ، فولیو ۲۴۸، سطور فی صفحہ ۲۵، کاغذ کشمیری۔ مخطوطہ کی خوبی یہ ہے کہ تاریخ تالیف کے محض ۴۴ برس بعد نقل کیا گیا ہے اور اس لحاظ سے انتہائی معتبر ہے۔ تقطیع ۱۶ x ۲۰½ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ستایش وسپاس مالک الملکی کہ تذکار آلای بی احصاء و نعمای بے منتہایش

اختتام: بوی بضم باو فتح واؤ و تشدید یاء آخر نام مردی است۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد بعون ملک الوہاب کتاب منتخب اللغات بوقت چاشت بتاریخ غرۂ رجب المرجب ۱۰۹۰ ہجری مطابق جلوس والا (مراد عالمگیر بادشاہ) سنہ ۲۲ در بلدہ پشاور۔

مؤلف نے کتاب کی تاریخ میں یہ بیت کہا ہے۔

از پئ تاریخش بے قال و قیل گفت خرد منتخب بی بدیل

یہاں بطور تخرجہ منتخب سے بدیل کے اعداد خارج کرلئے جائیں۔ چنانچہ وہی تاریخ تالیف ہے۔

148

منتخب اللغات شاہجہانی

قاموس، صحاح اور صراح پر مبنی عربی الفاظ کی لغات ہے جنہیں عام فہم اور خاص پسند فارسی میں بیان کیا گیا ہے۔ ابواب و فصول کی ترتیب حرف اول، دوم اور آخر پر مبنی ہے۔ چنانچہ پہلا حرف باب اور حرف آخر فصل ہے۔ منتخب اللغات کے مؤلف عبدالرشید الحسنی المدنی اصلاً اور التتوی (النسا شمالی ایران کا ایک شہر ہے) ہیں۔ مؤلف نے یہ کتاب ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی متولد ۱۰۱۳ھ = ۱۶۰۴ء کے نام سے معنون کی ہے۔ ضمن میں شاہجہان کے چار فرزندوں سید والا کے چار یاروں یا چار فصلوں یا دو آنکھوں اور دو کانوں کی طرح ہیں کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ چار فرزند ہیں بالترتیب سلطان دارا، سلطان شاہ شجاع، سلطان اورنگ زیب اور سلطان مراد بخش۔ مؤلف نے شیخ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی کی قاموس کے مقابلے میں اپنی اس کوشش کو حقیر قرار دیا ہے۔ فیروزآبادی نے جب امیر تیمور کے روبرو اپنی لغات پیش کی تھی تو سترہ مباحات جمع کیا تھا اور عبدالرشید کا یہ عمل اگرچہ قاموس کے بالمقابل حقیر ہے، لیکن اُس کے نزدیک نہایت بڑا ہے بمصداق اس قول کے:

پائے ملخی نزد سلیمان بُردن عیب است ولیکن ہنر است از مورے

(سلیمان بادشاہ کے نزدیک ٹڈی کا پانوں بطور تحفہ لیجانا عیب ہے، لیکن چیونٹی کے نزدیک باعث فخر ہے)۔

مضمون لغت، زبان فارسی نثر، مولف عبدالرشید حسنی مدنی، زمانہ تالیف سترھویں صدی عیسوی، ناقل نامعلوم، لیکن کشمیری پنڈت، تاریخ کتابت ۱۱ ماہ کتک .... آخر روز یوم جمعہ، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، صفحات ۵۴۱، سطور فی صفحہ ۲۰، تقطیع ۱۶×۲۷ سنٹی میٹر۔

آغاز : اوم شری گسانے نما حمد مر ملکی را کہ تذکار آلائے بے احصا ونعمائے بی منتہاش

اختتام : بوی بضم یاء فتح واو وتشدید یاء آخر نام مردی است۔

ناقل کا تمامیہ : تمام شد کتاب منتخب اللغۃ شاہ جہانی بعون حضرت یزدانی بتاریخ

۱۱ ماہ کتک بعد آخر روز یوم جمعہ حسب الفرمایش برگزیدہ اُستادھاے رضانی اعنی شیخ صاحب

کرز و یادگار تمام شد۔

---

452. 464

نصاب الصبیان منظوم

موجودہ زمانے میں گمنام، لیکن اب سے سو پچاس برس پہلے (جب فارسی کشمیر اور ہندوستان میں عام تھی) کی بہت مشہور کتاب۔ نصاب الصبیان عربی وفارسی کی منظوم کتاب اور دوسو ابیات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے نام نصاب سے اس امر کی جانب بھی اشارہ ہے کہ اسلام میں چاندی کی زکواۃ کا نصاب دوسو درہم ہے، اور اسی مناسبت سے شاعر نے اپنی کتاب کے اشعار کی تعداد دوسو مقرر کی ہے، ——— کتاب کا نام نصاب الصبیان محض تواضع اور خودنمائی سے اجتناب کے لئے رکھا گیا ہے، ورنہ بجائے نصاب الصبیان کے، یہ کتاب نصاب الرّجال بھی ہے۔ کشمیر میں گذشتہ زمانے میں فارسی تعلیم کے سلسلے میں اس کتاب کا مدارس میں عام رواج تھا۔

مضمون لغت، زبان عربی وفارسی، پیرایۂ بیان نظم، شاعر بدرالدین محمد المعروف بہ

ابونصر فراہی (فراہ نام کے ایک مقام کی جانب منسوب ہے جو سیستان میں ایک جگہ ہے اور اس مناسبت سے ابونصر کبھی کبھی سیستانی بھی کہلاتا ہے) متوفی ۶۴۰ھ (۱۲۴۳/۱۲۴۲ء) کاتب غیرمذکور، سال کتابت ۱۲۵۶ھ = ۱۸۴۰ء بعہد سکھاں، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) کتاب کسی زمانے میں میاں محمد شاہ دار ولد میاں حبیب اللہ دار کے قبضہ میں رہ چکی ہے۔ فولیو ۴۷، ابیات فی صفحہ ۹، تقطیع: ۳ء۹ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد للّٰہ حق حمدہ والصّلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین؛ چنین گوید ابونصر فراہی۔

اختتام: ناس و انس و اُناس، آدمیان

پدر و مادر آدم و حوّا

کاتب کا اختتامیہ: تمت الکتاب بعون الملک الوہّاب ۱۲۵۶ھ

---

453 465

نصاب الصبیان کشمیری منظوم

شاعری کی بحر رمل میں جس کے ارکان فاعلاتن فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلات ایک مصرعہ میں اور اسی طرح دوسرے مصرع میں ہیں۔ ابونصر فراہی (۴۵۲) کے تتبّع اور نقل میں منظوم نصاب الصبیان کشمیری ہے۔ مقصود کشمیری اور عربی و فارسی کے ہم معنی الفاظ کی تعلیم ہے۔ نظم قصیدہ کے رنگ میں ہے جس کا ردیف حرف "ن" ہے۔ پہلے ۳۵ صفحات بلا عنوان ہیں۔ باقی ۳۶، ۳۷، ۳۸ اور ۳۹ صفحات کے عنوانات بالترتیب حسب ذیل ہیں:

اقسام گُل ہا، اقسام نان ہا، اقسام تماکو، اقسام میوہ اور اقسام امروت۔ آخری صفحہ کی رکاب "اقسام چائے" سے معلوم ہوتا کہ آیندہ صفحہ پر چائے اور اُس کی قسموں کا بیان تھا جو مخطوط

میں غائب ہے، اور اس لحاظ سے ناقص الآخر ہے۔

مضمون لغت، زبان کشمیری، عربی و فارسی، پیرایۂ بیان نظم (قصیدہ) فارسی، شاعر و ناظم (واصل کشمیری) زمانۂ تالیف نامعلوم، تاہم تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کا وسط، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، مخطوط کی آخری رکاب اقسام چائے، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۰ (صفحات ۳۹)، ابیات فی صفحہ ۴، تعداد ابیاتِ مخطوط ۱۳۶، تقطیع ۱۵،۵ × ۲۵،۶ سنٹی میٹر۔

ابتداء: ابتداء کردم بنام داورِ کون و مکان
تا بماند نام این معجز بعالم جاوداں

اختتام: نوع امروت است و ناک و ناشپاکی و گندمی
گوشہ بوگی و کلابی و کیو پستن بدان

کاتب کا اختتامیہ بوجہ ناقص الآخر ہونے کے غیر مذکور۔ آخری صفحہ کی رکاب "اقسام چائے" ہے۔

---

366 — 466

مجموعہ کتب

کتابوں اور مخطوطات کا یہ مجموعہ حسب ذیل کتابوں پر مشتمل ہے:

۱. کتاب العقاید منظوم فارسی، ناظم و شاعر نامعلوم، اسی طرح کاتب و تاریخ نقل نامعلوم، فولیو ۱۳، اشعار فی صفحہ ۱۰، کاغذ کشمیری، خط نستعلیق باریک، تقطیع: ۱۰،۸ × ۱۹،۸ سنٹی میٹر۔

۲. رسالہ ضروریہ منظوم بزبان فارسی، مضمون علم عقاید و مسایلِ صلوٰۃ، مصنف و شاعر بابا داؤد خاکی علیہ الرحمۃ متوفی ۲ ماہِ صفر ۹۹۴ھ ہجری (جمعرات، ۱۳ جنوری ۱۵۸۶ء)۔

ناقل غیر مذکور، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۵، کتاب مذکور شاعر کے پیر طریقت سلطان العارفین حضرت مخدوم حمزہ کشمیری متوفی ۲۴ صفر ۹۸۴ھ (۲۳ مئی روز بدھ ۱۵۷۶ء) کے نام نامی سے معنون ہے۔ تقطیع متذکرہ صدر۔

۳۔ قصیدہ وردالمریدین فارسی تصنیف بابا داؤد خاکی متذکرہ صدر۔ یہ قصیدہ در اصل تاریخی ہے اور شاعر کے مرشد طریقت سلطان العارفین مخدوم حمزہ کشمیری کے احوال و کوایف پر مشتمل ہونے کے ساتھ اُن کی کرامات بھی بیان کرتا ہے، تاریخ تصنیف ۹۶۱ھ (1553/1554ء) لفظ "شیخنا" یا "فیض ناک" تاریخ تنظیم ہے، تعداد ابیات ۲۴، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ماہ ذی القعدہ بوقت شام ۱۲۶۶ھ (ستمبر ۱۸۵۰ء) خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲، اشعار فی صفحہ ۱۴، تقطیع: ۱۴½ x ۲۲½ سنٹی میٹر۔

۴۔ منیۃ المصلیٰ عربی، علم فقہ، مصنف (سدید الدین کاشغری) زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب و ناقل یوسف جوکُندن گر، تاریخ کتابت بوقت دوپہر، پیر ۱۸ شوال المکرم ۱۲۶۴ھ (۱۸ ستمبر ۱۸۴۸ء) خطِ نسخ، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۷، سطور فی صفحہ ۱۵،

تقطیع: ۱۴ x ۲۲،۸ سنٹی میٹر۔

آغاز از کتاب العقاید: بعد حمد خدا و نعت رسول۔

اختتام از منیۃ المصلیٰ: ولو قرأ نبت یدا بالذال تفسد صلوۃ

کاتب کا اختتامیہ از منیۃ المصلیٰ: تمام شد این کتاب مستطاب فیض تاب ھذا المنیۃ المصلیٰ باقلام مختلفہ و کاغذ ہائے متنوعہ ہر روز ورقی ورقی و سطری سطری از دست احقر اضعف العباد یوسف جوکندنگر تمام شد بوقت دوپہر یوم دوشنبہ بتاریخ ۱۸ ماہ شوال المکرم ۱۲۶۴ھ بموجب کتاب مولوی بہاؤ الدین صاحب نقل کردہ آمد۔

صرف ونحو وعروض

الوافیہ فی حلّ مشکلات النحو

رکن الحق والدین حسن بن حسین بن علی کے نام سے معنون رسالہ ہے۔ اس کے دو سبب تھے، ایک تو حسن بن حسین بن علی خاندانِ اہل بیت سے تھے اور دوسرے یہ کہ وہی اس علم کی جس پر قلم فرسائی گئی ہے، قدر و منزلت جانتے تھے۔ حمد اور نعت رسول و اہل بیت کے بعد مصنّف نے علم نحو اور اُس کے اصول و قواعد بالتفصیل بیان کرنا شروع کر دئے ہیں۔ مطالب کتابت حسب ذیل ہیں:

النحو علم باصول یعرف بھا احوال اللفظ العربی (۴ — ۱۲)۔

جمع علی مفاعیل، الف و نون، وزن الفعل، المرفوع، الفاعل، مفعول مالم یُسَمّ فاعلہ مبتداء، خبر، المنصوب، توابع، اسمائے اشارہ، المبنی، معرفہ و نکرہ، بحث فعل، بحث حرف (۱۲ - ۱۰۹)۔

مضمون نحو، زبان عربی، نثر، مؤلف محمد بن عثمان بن عمر بلخی، زمانۂ تالیف نامعلوم اندازاً نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی)' کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۲۲ ماہِ ربیع الاول یوم پنجشنبہ ۱۱۰۸ھ (بدھ ۱۹ ستمبر ۱۶۹۶ء) خط نسخ معمولی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۱۰۹، ۹ سطور فی صفحہ، تقطیع ۵ء۱۲ × ۴ء۹ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الحمد للہ الذی بیدہ تصریف الاحوال و نحو کرمہ مقصد ذوی الآمال۔

اختتام: وتخزیکھا لحر وشین بکر یہ وسین تمیمۃ تلحقان بکاف۔

کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و دوم ماہ ربیع الاول یوم پنجشنبہ ۱۱۰۸ھ تحریر یافت۔

آمدنامہ

حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق فارسی مصادر کے افعال و مشتق اسماء کی گردانوں کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا نام آمدنامہ فارسی کے سب سے پہلے مصدر آمدن کی ماضی مطلق پر مبنی ہے' ورنہ اسمیں صرف آمدن اور اُس کے مشتقات ہی کی بحث نہیں ہے۔ کتاب کا نام آمدنامہ (آمد کی کتاب) اخیر پر ان الفاظ میں موجود ہے: تمام شد نسخہ کتاب "آمدنامہ"۔ آمدنامہ مصنّف نے بلا کسی تمہید اور حمد و ثناؤ نعتِ رسول کے افشردن (نچوڑنا) کی گردان سے شروع کیا ہے۔

مضمون قواعد فارسی (علم الصرف)' زبان فارسی' مؤلف: شرف، سالِ تالیف ۱۲۳۰ھ یا ۱۲۶۰ھ (بالترتیب ۱۸۱۵ء یا ۱۸۴۴ء)' لفظ "خلخ" تاریخ تالیف ہے۔ ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم' تاہم اندازہ کے مطابق ایک سو سالہ قدیم نسخہ، خط نستعلیق سادہ متوسط' کاغذ کشمیری' فولیو ۴۵ (صفحات ۹۰)' سطور فی صفحہ ۱۱'

تقطیع: ۱۱ × ۸، ۸ ا سنٹی میٹر۔

آغاز: افشارانید' بیفشاران، میفشاران۔

اختتام: زانکہ من ہستم چہ خواہد بود جملہ بر عاجزان ندارد سود

کاتب کا اختتامیہ: تمام شد نسخہ کتاب آمدنامہ برائے پاس خاطر...... نام مٹا دیا گیا ہے۔

گُلریز کشمیری

ترکستان کے شہزادہ عجب ملک اور نوش لب نام کی ایک شہزادی معصوم شاہ اور

نازمست کی داستان معاشقہ ہے۔ حمدِ خدا و نعتِ رسول مقبولؐ کے بعد فہرست مضامین یہ ہے:
خوش روز کردن معصوم شاہ در باغ خود و فریفتہ شدن بر جانوری و گرفتن۔ (فولیو۳-۵)، کلام کردن جانور (۵-۱۳۰)، نالہ کردن عجب ملک از سوز و گداز عشق (۱۳-۱۵)، حکایت گفتن وزیر با شاہزادہ در بیوفائی زنان (۱۵-۱۸)، پاسخ عجب ملک با وزیر (۱۸-۲۲)، ہمراہ گرفتن عجب ملک راسخ را و برآمدن بجستجوئی معشوق (۲۲-۲۳)، زاری کردن عجب ملک بخیال مخاطبۂ تمثال، در کشتی نشستن عجب ملک و غرق شدنِ یاران (۲۳-۲۵)، زاری کردن عجب ملک بر غرق شدن ہمراہیان (۲۵-۲۶)، رسیدن عجب ملک در عمارتِ عفریت و ملاقات کردن با نازمست (۲۶-۲۷)، گفتگوئے عجب ملک با نازمست (۲۷-۳۱)، دیدن کشتن عجب ملک عفریت را و روانہ شدن با نازمست (۳۱-۳۳)، جواب نامہ نوشتن سپہ سالار نازمست و روانہ شدن او سوئے خانہ عجب ملک، رسیدن نازمست با عجب ملک در خانہ (۳۳-۳۷)، تسلّی کردن نازمست در باب آمدن نوش لب، آمدن نوش لب در خانۂ نازمست با مادر، ملاقی شدن عجب ملک با نوش لب و عاشق شدن وی براو در باغ نازمست، سرود کردن ارغنون ساز در پیش عجب ملک، سرود کردن عجب رود در پیش نوش لب (۳۷-۴۴)، پاسخ نوش لب با عجب ملک در انکار و ابرام کردن او و بادۂ وصل بوس و کنار کشیدن (۴۴-۵۱)، بیدار شدن نوش لب از خواب شیرین و زاری ہا کردن در فراق، زاری کردن نوش لب در فراق عجب ملک زجر و ملامت کردن مادر نوش لب را و بافسون جانورش کردن، (۵۱-۶۴)، نامہ نوشتن نوش لب بسوئے نازمست در بارۂ جستجوئے عجب ملک، جواب نامہ نوشتن نازمست بسوی نوش مشتمل بر خبر آمدن عجب ملک، در بیان وعدۂ وصل کشیدن نوش لب و عجب ملک بخلوت تام و عیش مدام، عقد نازمست با معصوم شاہ (۶۴-۷۸)، مناجات بسوی کبریا و خاتمۂ کتاب (۷۸-۷۹)

مضمون داستان منظوم بطرز مثنوی، زبان کشمیری، مثنوی نگار مقبول کرالہ واری، سال تصنیف ۱۲۸۶ھ = ۱۸۶۹ء، نام ناقل غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۹ شہر صفر المظفر ۱۳۱۹ھ ہجری (۱۹۰۱ء)، تعداد ابیات ۲۳۲۷، ان میں ابیات غزل ۱۲۷، کاغذ کشمیری، فولیو ۷۹، تقطیع ۱۵×۲۲ سنٹی میٹر۔ پہلے صفحہ کی لوح منقش، مگر حد سے زیادہ پھٹا ہوا۔

آغاز : الٰہی چہرۂ امید بنما   گُلے از روضۂ جاوید بکشا

اختتام : گرشکستہ دل ملول از باعث طول   بہ پیش حق چہ رو خلق مقبول

کاتب کا ترقیمہ (کولوفن): تمام شد کتاب گلریز بتاریخ ۱۹ شہر صفر المظفر یوم شنبہ ۱۳۱۹ھ بوقت عصر۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم

---

282   470

شرح الکافیہ فی علم النحو

مشہور درسی کتاب الکافیہ کی شرح ہے۔ الکافیہ کے مصنف جمال الدین، ابو عمرو ابن حاجب متوفی ۱۶ شوال ۶۴۶ھ ہجری (بدھ ۲۵ دسمبر ۱۲۱۹ء) ہوئے ہیں۔ ابن حاجب کے مطابق کلماتِ عرب کی تین قسمیں ہیں، اسم، فعل، حرف اور انہی سے علم نحو (عربی قواعد) کے بقیہ احکامات منضبط ہوتے ہیں۔ الکافیہ متن (مختصر مگر جامع) ہونے کے باعث مختلف شروح کی حامل ہے۔ عربی میں شرح جامی اور تحریر سنبیٹ اس کی خاص شروح ہیں۔

مضمون نحو (عربی قواعد کی ایک شاخ جس کا تعلق اسماء اور ان کے استعمال سے ہے) زبان عربی و فارسی، اصل کی زبان عربی اور شرح کی فارسی، شارح اور زمانۂ شرح نامعلوم، کاتب عزیز اللہ، تاریخ کتابت بعد نماز ظہر یوم جمعہ، ۱۱ ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۲ھ (۱۰ دسمبر ۱۸۷۵ء) خطِ نسخ

و نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۱۰ (صفحات ۲۲۰)، سطور فی صفحہ ۲۲، تقطیع ۱۵ × ۲۴ سنٹی میٹر

ابتداء : اعلم ان المصنّف قد افتتحہ باسم الله وهاب وفاقًا للکتاب

اختتام : چنانچہ اصبحتُ صبرًا او اصابنی خیرًا وختم لی بالخیر، تمت شرح الکافیہ فی علم النحو۔

کاتب کا اختتامیہ :

حررہ العبد المذنب الراجی الیٰ رحمۃ اللّٰہ عزیز اللّٰہ سنۃ ۱۲۹۲ھ بتاریخ ۱۱ ماہ ذی قعدہ بعد نماز ظہر یوم جمعہ سعادت لمعہ باتمام رسید۔

علّامہ ابن حاجب کی الکافیہ ہندوستان کے دیگر عربی مدارس کی طرح کشمیر کے عربی مدارس میں بھی داخلِ نصاب رہی ہے۔

---

360 471

گلشن کشمیر

کشمیری زبان کی صرف و نحو میں مختلف کتابوں پر مبنی ایک بیاض نما جامع کتاب ہے۔ قلم اس کا بیشتر حصہ انگریزی اور کشمیری زبان کی لغت پر مشتمل ہے جس میں کشمیر اور اس کی خوبیوں کے متعلق معلومات بھی فراہم کردی گئی ہیں۔ جن میں سے بیشتر کا تعلق کشمیر کی تاریخ سے ہے۔ گلشن کشمیر ایک اچھی خاصی تعداد اُن مثنویات کی بھی حامل ہے جو ظفر خان احسن ولد خواجہ ابوالحسن تربتی نے کشمیر کی تعریف میں منظوم کی ہیں۔ کشمیری لغات کی معلومات ایلم سلی کی کشمیری لغات پر مبنی ہیں۔ مدّون کے مطابق ایلم سلی کی کشمیری لغت فروری ۱۸۷۲ء میں ایڈن برگ میں چھپ چکی ہے۔

مضمون صرف و نحو و لغت، زبان کشمیری و انگریزی، مدّون محمد یار، تاریخ تدوین ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ (مئی جون ۱۸۹۳ء)، کتاب کا نام گلشن کشمیر ورق ۶ پر درج

ہے۔ ورق ۳ (صفحہ ۶) پر سلام الدین فارسی مدرس مشن مدرسہ فتح کدل طویل تاریخی فارسی قطعہ ہے جس کا آخری تاریخی بیت یہ ہے:

سیصد و یک ہزار و دہ ہجری است
ختم این داستانِ کشمیری

کاتب و ناقل نامعلوم، غالباً خود مؤلف، خطِ نستعلیق و انگریزی، کاغذ کشمیری، اوراق ۱۸۰ (صفحات ۳۶۰)، اوسط سطور ۲۷

تقطیع: ۲۲ × ۱۳½ سنٹی میٹر۔

ابتداء:

The qualitative case may be expressed.

اختتام:

The arms.

مؤلف کا نوٹ ورق ۶ (صفحہ ۱۲)

صیغۂ مجہول

بہناونہ ین To be made to sit.

Indefinite Tense.

If I had been made to sit, then I should

If thou hadst been made to sit.

If he, she had been made to sit

If we had been made to sit.

If you had been made to sit.

If they had been made to sit.

Present Tense.

I am made to sit

Thou art made to sit.

He, she is made to sit.

We are made to sit.

You are made to sit.

They are made to sit.

Imperfect Tense.

I was being made to sit.

Thou wast being made to sit.

پر : الّف المہ الی حضرت الواحد الغفّار بندۂ درگاہ الٰہ امت نبی، دوستدار چار یار محمد یار، دی پروفیسر آف کشمیری لنگویج، چمن زار بے نظیر در سال در سال ۱۳۲۱ھ ہجری در ماہ ذیقعدہ بروز عید المومنین جمعۂ مبارک ترتیب دادہ، ترجمۂ الفاظ تمام نمودہ موسوم بہ گلشن کشمیر شد۔

موسیقی

بیاض موسیقی

فارسی وکشمیری اور کہیں کہیں ہندی کی مثالوں پر مشتمل عملی موسیقی کی بیاض ہے۔ موسیقی کے وہ سُر جو خاص طور پر اس بیاض میں مندرج ہیں، یہ ہیں:

سہ تالہ کشمیری، تالہ بہاری، مقام برج، کشمیری دویکہ، بے دور، کشمیری حجر، دورویہ فارسی، بلقرات، کشمیری مجادات، حسنی، کشمیری روانی، خنجر نوا، کشمیری نوا، دورویہ کشمیری، کشمیری دوگاہ، دویکہ مقام، یکہ کشمیری، اشراق خنجر، مقام لاوی، سارنگ یکہ، سہ تالہ ہندی، نوائے سہ تالہ، فارسی اوداسی، فراق، پلنگ دورویہ، دورویہ عصاوری، نیمدور شاہباز، فارسی روانی، کشمیری ولہ، مقام بہار، کشمیری بہار، مقام حربان نیمدور۔

مضمون موسیقی، زبان فارسی وکشمیری، بیاض نگار غیر مذکور، کاتب و ناقل غیر مذکور، تاہم دورِ جدید یعنی تقریباً چالیس سال قبل کی تحریر، خط نستعلیق معمولی، ناقص الاول، کاغذ مشینی، اوسط تعداد اشعار فی صفحہ ۶، تعداد صفحات ۱۵۰، تقطیع : ۱۵،۸ × ۱۹،۸ سنٹی میٹر۔

ابتداء :

بآب عبادت نہالِ عمل را / بہ نیکی بدہ بار پروردگارا

اختتام :

بگذار تا بگریم چوں ابرِ بہاران / کز نالہ تنگ خیزد .....

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

موسیقی

بلا مقدمہ و بلا عنوان علم موسیقی کی ضخیم کتاب ہے۔ اصول موسیقی کی تعریف کے بغیر اُنکی امثلہ فارسی اور کشمیری اشعار سے دی گئی ہے، لیکن فارسی اشعار کی مثالیں بہ نسبت کشمیری اشعار کے زیادہ ہیں۔ غالباً علم موسیقی کی یہ کتاب اس علم کے منتہی لوگوں کے لئے ہے جنہیں اصولِ موسیقی کا پہلے سے قبل ہی علم ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کا نظریاتی موسیقی کی بجائے عملیاتی موسیقی سے تعلق ہے موسیقی کے وہ مقامات جن کی وضاحت اس کتاب میں ملتی ہے، اُن کی فہرست کتاب کے شروع میں دیدی گئی ہے۔ ہر مقام کے ساتھ صفحات کی بھی تشریح ہے۔

مضمون موسیقی، زبان فارسی وکشمیری، مؤلف نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، البتہ اسی صدی (بیسویں صدی عیسوی) کی اخیر کی تالیف، خط نستعلیق شکستہ، اشعار مربع لکیروں کے درمیان، کاغذ مشینی، صفحات ۲۵۶، تعداد اشعار فی صفحہ ۱۸، تعداد کُل ابیات ۴۶۰۸۔

تقطیع: ۱۸½ × ۳۰½ سنٹی میٹر۔ عنوانات سرخی سے۔

ابتداء: مقام چارگاہ، عمل صحت بخش:

بحمد اللہ کہ صحبت درد ایزد بفکارانرا بعزت برگرفت از خاک رہ افتادہ خوارانرا

کے بینوا ماند

کہ دارد یاد ہر گلشن چو من بلبل ہزاران را

اختتام:

وقت سحر وقت مناجات ہے	خیز دران وقت کہ برکات ہے
ہر کہ بدی کرد و بدی شد	نیک عمل کن کہ دہی سات ہے
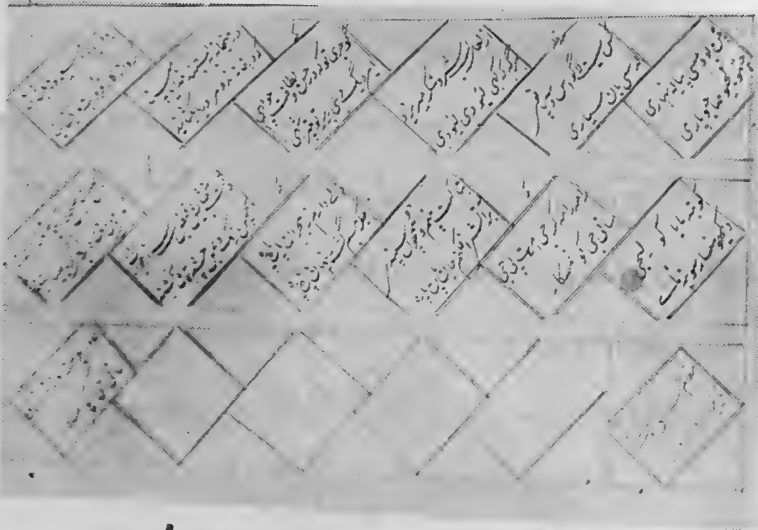
کاتب کا اختتامیہ : درایامیکہ عاصی حقیر شیوجی پنڈت بعہدۂ ٹیچری در سینٹ سکول بارہمولہ متعین بودم، اوراق ہذا در عرص بیست و چار ماہ سنہ یک ہزار نہ صد ...... (اس کے بعد کی عبارت مرمت کے کاغذ کے نیچے چھپ گئی ہے)

131

474

نورس

(مُلّا) ظہوری نورالدین محمد کا مجموعۂ نثر ہے جو عربی الفاظ سے مملو ہے۔ ظہوری قصبۂ ترشیز یا تربت خراسان سے تھا۔ تکمیل مراتب کے بعد ہندوستان گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی والیٔ دکن کی خدمت میں داخل ہوگیا۔ ظہوری سنہ ۱۰۲۶ھ (۱۶۱۷ / ۱۶۱۶ء) میں فوت ہوگیا۔ فیضی اُس کا معاصر تھا۔ مخطوطہ نورس ابراہیم عادل شاہ کے نام سے معنون ہے۔ زیر بحث مخطوطہ اگرچہ اخیر سے کافی حد تک نامکمل ہے، لیکن تمہید اور ابراہیم عادل شاہ کی شان میں کہے ہوئے فارسی اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فن موسیقی میں ابراہیم عادل شاہ کے لئے لکھی گئی ہے۔ موجودہ مخطوطہ صرف تمہید اور ابراہیم عادل شاہ کی منظوم و منثور مدح پر یک لخت ختم ہوگیا ہے۔

مضمون موسیقی، پیرایۂ بیان انتہائی مقفّیٰ و مسجع نثر فارسی، مصنّف مُلّا نورالدین ظہوری ترشیزی، زمانہ تصنیف سترھویں صدی عیسوی کا رُبع اوّل، ناقل و سالِ نقل نامعلوم لیکن ڈوگرہ عہد، خط نستعلیق جلّی، اعلیٰ خطاطی اور خوش نویسی کا نادر نمونہ، صفحۂ اوّل سنہری نقاشی اور طلا کاری کا حامل، پہلے دو فولیو شرح خلیفہ عبدالرزاق سے فارسی حواشی والے کاغذ کشمیری، فولیو ۲۲ (الف)، سطور فی صفحہ ۵، تقطیع : ۱۶ × ۶، ۲۷ سنٹی میٹر۔

ابتداء : سرود سرایان عشرت کدۂ قال کہ بنورس سرابستان حال کار کام و زبان ساختہ۔

مخطوط کی آخری سطر : شہنشاہ ہنر آفرین خوانندش بیان واقع و۔

ابراہیم عادل شاہ کا نام فولیو ۶ (الف) پر درج ہے اور کتاب کا نام شروع کی دوسری سطر میں۔

خطاطی کے نسخہ جات

چارٹ

یہ چارٹ جو صرف ایک مصرعہ پر مشتمل ہے، خطّاطی اور نقاشی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے

چارٹ کا مصرعہ ہے :

"الٰہی تو این شاہِ درویش دوست"

یہ مصرعہ سعدی شیرازی کے اس شعر کا پہلا مصرعہ ہے :

الٰہی تو این شاہ درویش دوست   کہ آسایشِ خلق در ظلِّ اوست
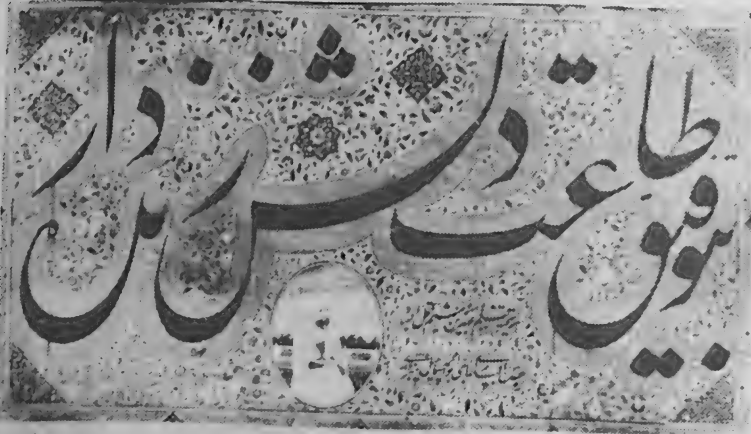
چارٹ کے چاروں کونے قالین کی نقاشی سے سجائے گئے ہیں اور حوض گلاب کے پھول اور پتیوں سے۔ خطّاط الحاج ابو محمد اسماعیل سبزواری (غالباً کشمیری)۔ خطِ نستعلیق جلی و ثُلث۔ مصرع خط نستعلیق میں اور کاتب کا نام خط ثلث میں ہے۔ ۵ء ۴۱ X ۵ء۷۴ سنٹی میٹر
کاتب کا نام بخطِ ثُلث۔ مصرع کے نیچے وسط میں۔ سال کتابت تقریباً ۱۲۸۵ھ = ۶۹/۱۸۶۸ء

---

127 476

چارٹ مُصوّر

گلاب کے پھول اور پتیوں اور تین عدد تصاویر پر مشتمل انتہائی خوبصورت خطّاطی اور نقاشی کا نادر نمونہ ہے۔ یہ چارٹ سعدی شیرازی کے اس مصرع پر مشتمل ہے:

"بتوفیق طاعت دلش زنده دار"

چارٹ کے چاروں گوشے پیپر ماشی کی نقاشی پر مشتمل ہیں۔ مصرع سنہرے رنگ کے بیل بوٹوں کے مابین لکھا گیا ہے۔ ابر آلود نیلگوں فضا کے پس منظر میں کاتب کی خود کشیدہ قلمی تصویر جو دستار اور سفید چادر میں ملبوس نشستگی کی حالت میں ہے۔ آنکھیں سامنے کی جانب کھُلی ہوئیں اور منہ پر بھرپور شرعی داڑھی جس میں سفید بالوں کی آمیزش ہے۔ خطِ نستعلیق اُستادانہ خطّاطی و نقاشی و مصوّری کا نادر اور ناقابلِ بیان نمونہ۔ کاتب و خطّاط ابو محمد اسماعیل سبزواری (غالباً کشمیری)، تاریخ ۱۲۸۵ھ = ۱۸۶۹/۱۸۶۸ء

کاتب کا اختتامیہ:

"ریخته قلم عنبرین شمیم اقل العباد عبده الباری حاجی ابو محمد اسماعیل سبزواری"۔ تقطیع ۵ء۴۱ X ۷۷ سنٹی میٹر۔

مجموعۂ خطاطی

مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے ذریعہ لکھے گئے خوش خطی کے نمونے اور وصلیاں

ہیں۔ وہ خوش نویس جو خاص طور پر ان وصلیوں یا خطاطی کی مشقوں کے محرّر و کاتب ہیں' حسب ذیل ہیں:

۱. محمد مراد بیگ، مشق ۲ سے مشق ۷ تک' زمانۂ کتابت ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) سے قبل کا۔

۲. انور شاہ فانی مشق ۲۷، خط نستعلیق جلی و خفی' تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۳. تعلیم از محمد فاضل مشق نمبر ۵۵، خط ثلث' تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۴. خط محمد مراد بیگ مشق ۴۳، خط ثلث۔

۵. تعلیم از خواجہ ہدایت اللہ مشق ۷۰ و ۷۱، خط نستعلیق۔

۶. نسخ تعلیق علی طریق واضع الاصل خواجہ میر علی تبریزی، مشق ۷۵۔

۷. مشق فارحن ہراتی فی بلدۃ کاشغر ۱۲۶۹ ہجری (۱۸۵۲ء)، مشق نمبر ۸۹۔

۸. خط عماد الحسنی تحریراً بلدۃ طیبہ قزوین، نمونہ ۹۷۔ خط نستعلیق۔

۹. مشق نور اللہ ۱۱۷۱ھ، مشق نمبر ۹۹، خط نستعلیق جلی۔

۱۰. مشق نمبر ۱۰۰ از حمید اللہ، خط نستعلیق خفی۔

۱۱. نمونۂ خط عبد الشکور گوہر بن قلم، خط نستعلیق، تاریخ کتابت فی شہور

۱۰۵۰ھ = ۱۶۴۰ء، مشق نمبر ۱۰۶۔

۱۲. نمونۂ خط عابد شاہ ۱۱۸۶ ہجری (۱۷۷۲ء) مشق ۱۳۰، خط نستعلیق جلی۔

ورق ۴، ۶ اور ورق ۱۲ پر کسی شخص محمد اعظم تاریخ ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) کی خط نستعلیق

میں مربع چھوٹے سائز کی مُہر، تقطیع مختلف، کل اوراق ۱۰۳۔

مفرداتِ نسخ تعلیق

خط نستعلیق کے موجد خواجہ میر علی تبریزی (ساتویں صدی ہجری = تیرھویں صدی عیسوی) کے طرز پر مفرداتِ حروفِ ہجاء کی پندرہ وصلیوں (مشقوں) کے نمونے ہیں۔ ہر ایک وصلی کی تحریر میں علاوہ خوش خطی کے نقاشی اور تذہیب کاری (سونے کا کام) سے کام لیا گیا ہے حواشی پر بیل بوٹے بھی ہیں۔ پہلی وصلی سے قبل دو اوراق ہیں جن میں پہلے ورق پر مجموعہ کا نام اور دوسرے پر خط نسخ تعلیق کے موجد خواجہ میر علی تبریزی کا نام درج ہے۔ یہ دونوں اوراق بھی علاوہ نادر خوش خطی کے نقّاشی اور تذہیب کاری کے عمدہ نمونے ہیں۔

کاتب محمد عثمان قادری، سنہ کتابت ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء) کاغذ کشمیری دبیز، تعداد صفحات ۱۷، خط نستعلیق بطرز میر علی تبریزی،

تقطیع ۱۴ x ۲۵ سنٹی میٹر۔ مخطوطہ خوش خطی کے مبتدیوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔
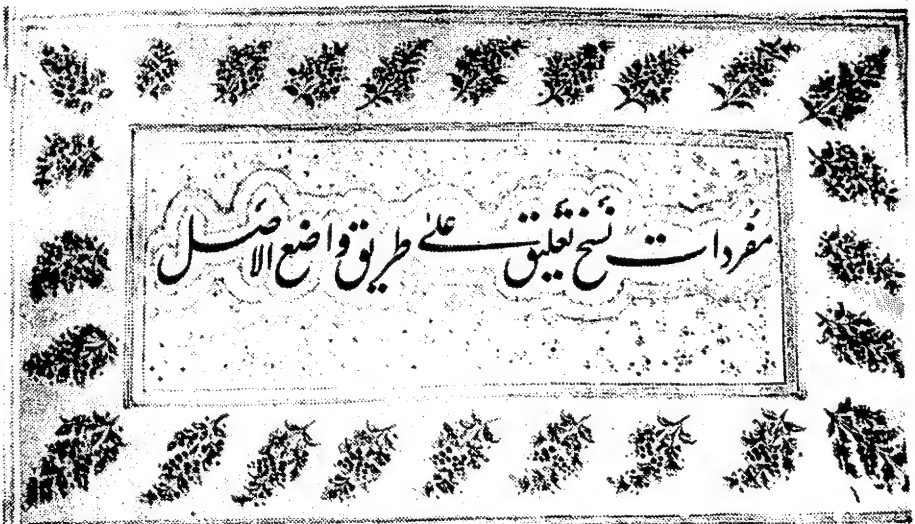
وصلیان ابجد

عربی زبان میں خوش نویسی کے مبتدیوں کے لئے حروفِ ابجد پر مبنی خوش خطی کی وصلیاں (خوش نویسی کی مشق کے حروف) ہیں۔ اوّل و آخر میں بالترتیب فارسی کی رباعی اور خوش نویسی کے متعلق منظوم ہدایات ہیں۔ پہلی وصلی حروف مفردہ اور بلحاظ نقاط ان کے جوڑ توڑ کے بیان میں ہے۔ یہ دو صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری وصلی حروف مفردہ کی مختلف صورتوں کے متعلق ہے، اور محمد ضیاءُ الدین کی تحریر کردہ ہے (۲ صفحات)۔ تیسری وصلی ع اور ف کی مشق پر مشتمل ہے (۲ صفحات)۔ چوتھی ک کی مشق پر (ایک صفحہ)، پانچویں م اور ہ پر (دو صفحات)، چھٹی حروف ابجد اور قرآن کریم کی آیت فتبارک اللہ احسن الخالقین پر (ایک صفحہ) اور سب سے آخری محرف تراشں اور محرف نویس کی مشق (ایک صفحہ) کے متعلق ہے۔

مضمون وصلیان ابجد (خوش نویسی کی مشق)، کاتب محمد صادق و محمد ضیاءُ الدینؔ زمانۂ کتابت نامعلوم، لیکن چودھویں صدی ہجری (بیسویں صدی) کا آغاز، تعداد وصلیان سات، کاغذ کشمیری، تحریر شدہ صفحات ۱۲، تقطیع ۱۷ × ۲۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: ھوالکریم:

برخاک فتد ہر آنکہ با او سازد	مہجور شود چو بر وصالش نازد
ہم صحبت خویش را کمان ابرویم	در بر کشد چو تیر دور اندازد

یہ رباعی خطِ نستعلیق ہے اور خوش نویسی کا نادر نمونہ ہے۔ محمد صادق کی تحریر کردہ ہے۔

رسائل و مجموعے

مجموعۂ کتب

مندرجہ ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے :

۱۔ التوشیح شرح البخاری ۱۱۴ اوراق مصنّفہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن شیخ ابوبکر السیوطی نقل جمعرات ۲۲ صفر ۱۲۴۹ھ (۱۱ جولائی ۱۸۳۳ء)، کاتب غیر مذکور، خط نسخ، کاغذ کشمیری التوشیح بخاری شریف کے اسماء الرجال کی تشریح و توضیح میں ہے۔ زبان عربی، نثر، موضوع علم حدیث۔

۲۔ منہاج العلوی فی معراج النبوی (فولیو ۱۱۶ سے فولیو ۱۴۴ تک) از علی بن سلطان محمد المعروف بہ مُلّا علی قاری ہروی متوفی در مکّہ معظمہ ۱۰۱۴ ہجری (۱۶۰۵ء) ناقل غیر مذکور، موضوع دینیات، زبان عربی، نثر۔

۳۔ رسالہ تسریح ا از متذکرہ صدر مُلّا علی قاری (۱۴۴-۱۴۷) داڑھی کی کنگھی اور اُس کی فضیلت کے بیان میں بزبان عربی ہے۔ کاتب بابا محمد بیج باری بن الحسن بن عزۃ اللہ بن زاہد بن حاجی فتح الدین از مریدان شیخ نصرالدین غازی، تاریخ کتابت ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) موضوع مذھبیات۔

۴۔ تکفیر الکبایر بسبب حج المبرور از متذکرہ صدر مُلّا علی قاری (۱۴۸-۱۵۰)۔ موضوع مذھبیات، زبان عربی، نثر، تاریخ کتابت جمیدالاول ۱۲۲۹ھ (اپریل۔ مئی ۱۸۱۴ء) کاتب غیرمذکور

۵۔ تفسیر آیت شریفہ والصافات صفًّا از مُلّا علی قاری (۱۵۱-۱۵۲) تاریخ کتابت جمیدالاول ۱۲۲۹ھ (اپریل۔ مئی ۱۸۱۴ء)، زبان عربی نثر۔

۶۔ انتباہ الاذکیاء لحیوۃ الانبیا از علّامہ جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۰ھ =(۱۴۴۵ء-۱۵۰۴ء)، فولیو ۱۵۲ سے فولیو ۱۵۶ تک۔ زبان عربی، مضمون دینیات، تاریخ کتابت

۹ جمید الثانی ۱۲۲۹ھ (مئی ۱۸۱۴ء) اسی کے ساتھ ملحق رسالہ "انقطاع عمل بعد الموت" ہے۔
مصنف تاج الدین سبکی۔

۷۔ رسالہ فی النیتہ از ملّا علی قاری (۱۵۶ سے ۱۰۶۰ تک)، کاتب علی، تاریخ کتابت
۲۰ شعبان سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۷ اگست روز اتوار ۱۸۱۴ء)، موضوع دینیات، زبان عربی نثر۔

۸۔ المنالمنتہ فی خوف الخاتمہ از ملّا علی قاری ہروی (۱۶۰- ۱۶۲۳)، کاتب علی، تاریخ کتابت
۵ جمید الثانی ۱۲۲۹ھ (۲۵ مئی روز بدھ ۱۸۱۴ء)، مذھبیات، زبان عربی نثر۔

۹۔ شرح قصیدہ "بدء الامالی" در اعتقاد و کلام، عربی نظم و نثر (۱۶۴- ۱۹۰) کاتب
بابا محمد، تاریخ کتابت غیر مذکور، مذھبیات، زبان عربی (نیز برائے تفصیل ملاحظہ ہو نمبر شمارہ
۴۵۴)، خط نسخ و نستعلیق، کاغذ کشمیری، تقطیع ۵ء۱۰ × ۵ء۱۸ سنٹی میٹر۔

---

478 481

مجموعۂ کتب

حسب ذیل دو مخطوطات کا مجموعہ ہے۔

۱۔ لذت النساء عرف باہ نامہ (فولیو ۲۳)۔ رسالہ لذت النساء جو نثر فارسی
میں ہے۔ عورتوں کی اقسام اور ان سے صحبت کے متعلق ہے۔ یہ رسالہ بلحاظ مضامین حسب ذیل
ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول در معرفت ہمہ زنان و شناختن ایشان، باب دوم در معرفت خاصیت
زنان، باب سیوم در معرفت نطفہ شناختن انزال، باب چہارم در معرفت ہیئت مجامعت، باب
پنجم در معرفت کیفیت رحم و شناختن اوقات، باب ششم در معرفت اغذیہ، باب ہفتم در معرفت
ہیجان شہوت و شناختن ادویہ، باب ہشتم در معرفت احکام متفرقہ، باب نہم در معرفت معجونات

وشناختن عقاقیر آن، باب دہم در معرفت شہوت وشناختن فواید۔

مضمون طب، زبان فارسی، نثر، مصنف مولانا ضیاء الدین نخشبی بدایونی متوفی ۷۵۱ھ (۱۳۴۹ء) کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت روز چہارشنبہ سال نامعلوم، خط نستعلیق کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۹، تقطیع ۵ء۹ × ۱۷ سنٹی میٹر۔

۲۔ فتح نامہ منظوم، زبان فارسی (مثنوی)۔ فتح نامہ منظوم جنگ نامہ محمد حنیف اور حروب امام حسین پر مشتمل ہے۔ یہ حروب وہ ہیں جو امام حسینؓ کو یزید کے ساتھ پیش آئیں مصنف نامعلوم، کاتب بابا عبدالمعالی ولد بابا نظام الدین، تاریخ کتابت ۱۴ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ (۲۵ مئی ۱۸۴۲ء) روز دوشنبہ (اتوار)۔ خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری، اوراق ۵۴، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع متذکرہ صدر۔

ابتداء: محرر این تحریر و مصور این تصویر یعنی ضیاء نخشبی اصلح اللہ شانہ عما شانہ۔

اختتام مجموعہ: نبد پیش یکساں فرزند او ز عالم برافتاد پیوند او

کاتب کا اختتامیہ: این نسخہ فتاح نامہ نوشت بابا عبدالمعالی ولد بابا نظام الدین برائے خود در ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری تم تم تم تم تمام شد کار من نظام شد۔

---

222 482

مجموعۂ کتب

یہ مجموعہ حسب ذیل مخطوطات پر مشتمل ہے:

۱۔ مفید المصلین (۸ فولیو) مترجمہ شبیر احمد بزبان فارسی، سال ترجمہ ۱۳۰۹ ہجری (۱۸۹۱/۱۸۹۲ء) یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے جو یہ ہیں:

باب اوّل در صفت نماز مسنونہ بمتابعت اولیاء الکرام۔

باب سیوم در بیان ترجمۂ نماز۔

باب چہارم در بیان ترجمۂ نماز جنازہ۔

خاتمہ در بیان فرائض۔

موضوع فقہ، دینیات، زبان فارسی نثر، تاریخ کتابت ۱۳۰۹ھ (۱۸۹۲ / ۱۸۹۱ء)

۲۔ قصیدۂ ورد المریدین فارسی از بابا داؤد خاکی متوفی ۹۹۴ھ ہجری (۱۵۸۶ء) در فضائل و کمالات سلطان العارفین مخدوم شیخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ متوفی ۲۴ صفر المظفر ۹۸۴ھ (منگل ۲۳ مئی ۱۵۷۶ء)، فولیوز ۲۶، تاریخ نظم ۹۶۱ھ (۱۵۵۴ء)، فیض ناک اور مفخر ما دونوں تراکیب مادۂ تاریخ ہیں۔ محررہ غلام محمد احمد بن عبد الرحمٰن ابن عبد الغفور ساکن قصبۂ سوپور بتاریخ سلخ شہر ذی الحجہ ۱۲۰۸ ہجری۔

۳۔ زاد المسافرین فارسی منظوم در تصوف (۷۴ فولیوز)، مصنفہ امیر سادات سادات حسینی بخاری، سال تصنیف ۷۱۷ھ (۱۳۱۷ء)، کاتب غلام احمد سوپوری، تاریخ کتابت سلخ شہر رمضان ۱۳۰۹ھ (۲۸ اپریل ۱۸۹۲ء)

۴۔ مناقب غوثیہ فارسی نثر از محمد صادق شہابی سعدی قادری (فولیوز ۷۷) یہ کتاب شیخ سید عبد القادر گیلانی علیہ الرحمۃ کی ۸۹ منقبتوں پر مشتمل ہے۔ اخیر پر خاتمہ ہے جو کیفیت ادا صلوٰۃ الاسرار میں ہے، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، لیکن متذکرہ صدر تواریخ کے وقت کی۔

علاوہ ان کے مجموعۂ مذکور حسب ذیل مطبوعہ کتب پر جو بوجہ قدامت طبع مخطوطات کی حیثیت رکھتی ہیں، مشتمل ہے:

۱۔ مثنوی شاہ بو علی قلندر فارسی در تصوف مطبوعہ مطبع محمدی واقع لاہور ۱۲۹۸ ہجری (۱۸۸۱ء) (۱۶ صفحات)

۲ - می باید شنید (نثر فارسی) از محمد علی رفعت بن عتیق اللہ خان حسینی - یہ کتاب بھی تصوّف میں ہے اور مطبع نولکشور واقع شہر کانپور میں اکتوبر ۱۹۰۴ء کو چھپی ہے۔

۳ - کشف الالتباس فی استحباب اللباس مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی - غالباً مطبع نولکشور کانپور کی مطبوعہ ہے - انشیر بر حاجی نظام الدین فوراہی (پھُرطا) کشمیری کی شرک و بدعت کی مذمت میں ایک طویل مثنوی ہے۔

۴ - دقائق الاخبار فی مناقب الاخیار مطبع محمدی واقع لاہور اور (۵) دُرۃ المجالس مطبوعہ مطبع قادری ۱۲۹۹ھ لاہور ہے۔

---

521 483

مجموعۂ کتب

مندرجہ ذیل تین کتابوں پر مشتمل ہے :

(۱) وسایل الحسنات فی الصّلوٰۃ علیٰ سیّد السادات - اس کا دوسرا نام (فولیو ۴) "تنقیح الکلام من تنبیہ الانام" بھی ہے - وسایل الحسنات فی الصّلوٰۃ علیٰ سیّد السادات چھ ہزار درود ماثورہ پر مشتمل، سات احزاب (جمع حزب، حصہ) پر مشتمل ہے - ان میں حزب اول سنیچر، حزب دوم سوار، حزب سوم پیر، حزب چہارم منگل، حزب پنجم بدھ، حزب ششم جمعرات اور حزب ہفتم جمعہ کو پڑھنے اور ورد کی تلقین ہے - مقدمہ کے بعد پہلا باب نبی صلعم پر فضیلت صلوٰۃ اور اُس کی برکت میں ہے - کتاب میں کُل اُنیس باب اور ایک خاتمہ ہے - تعداد اوراق ۲۶۶،

مؤلف عبد الجلیل بن محمد بن احمد بن عظوم الرادی القیروانی، تاریخ تالیف ۱۸۶۱ھ (۱۰۰۲ء)، مضمون اوراد و اذکار، زبان عربی، کاتب غیر مذکور، غالباً عزیز الدین خانیاری، زمانۂ کتابت چودھویں صدی ہجری کا رُبع اوّل (انیسویں صدی عیسوی کا رُبع آخر، خطِ نسخ

نہایت عمدہ، سطور فی صفحہ ۱۱، کاغذ کشمیری۔

۲۔ الکوکب الدُّرّیہ فی مدح خیر البریّہ المعروف بقصیدۂ بُردہ

(ورق ۲۶۷ سے ۲۸۵ تک) ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بن محسن مصری (۶۰۸ھ - ۶۹۴ھ = ۱۲۱۱ - ۱۲۹۵ء) مدفون بہ اسکندریہ (مصر)، ناقص الاول، کاتب عبداللہ صاحب ولد شاہ ولایت اللہ صاحب، تاریخ کتابت ۵ ماہ ربیع الثانی ۱۲۷۶ھ (۲ اکتوبر، روز یک شنبہ، ۱۸۵۹ء) خط اور کاغذ متذکرہ صدر، فی صفحہ ۹ مصرعے۔

تمام ادام دشتیر ایارت

۳۔ تفسیر اوراد فتحیہ فارسی (۲۸۶ - ۳۰۶)، مفسّر نامعلوم، ناقل عز بز الدین، تاریخ کتابت ۱۵ محرم الحرام، ۱۳۱۸ھ (منگل، ۱۵ مئی ۱۹۰۰ء)، خط نستعلیق و نسخ نہایت عمدہ اور اُستادانہ، سطور فی صفحہ ۱۳، خوش خطی کی دوہری لکیروں کے مابین تحریر، تقطیع سب کی: ۷، ۱۰ × ۹، ۲۱ سنٹی میٹر۔

شروع: نحمدک اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ۔

اخیر: تمام شد اسمائے چہاردہ معصوم پاک بروایت محسن الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نوٹ: اخیر کے ۳ صفحات نام چہاردہ معصوم پاک پر مشتمل ہیں۔

477 484

مجموعۂ کتب

حسب ذیل کتابوں کا مجموعہ ہے:

۱۔ تفسیر سُور۔ قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل سورتوں کی عربی تفسیر ہے:

سورۂ مُلک (ناقص الاول)، سورۂ نٓ، سورۂ الحاقۃ، سورۃ المعارج، اور سورۂ

نوح (ابتداء کی تین آیات کی تفسیر)۔ خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، تعداد اوراق ۲۳، (صفحات ۴۶) سطور فی صفحہ ۱۴، کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص الآخر ہونے کے نامعلوم، تاہم وہی کاتب جو مندرجہ ذیل کتب فرائض کا ہے:

۲۔ تصحیح حاشیہ محقق سید الشریف عربی، مضمون علم کلام و عقاید محشی نامعلوم، تاریخ کتابت ۹۳۸ھ (۱۵۳۲ / ۱۵۳۱ء)، مقام کتابت بلدۂ ہرات (افغانستان)، محشی غالباً خود کاتب، خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، اوراق ۶ (صفحات ۱۲)۔

۳۔ جدول متعلق بہ علم فرائض (وراثت)، ۵ صفحات، خط نسخ، کاتب غیر مذکور،

۴۔ الرسالۃ فی الفرائض۔ علم توریث میں کسی نامعلوم مصنف کا بزبان عربی رسالہ ہے۔ تعداد صفحات ۱۳، کاتب محمد قاسم ابن محمود، اخیر پر کاتب کی بخط ثلث گول مہر ہے) تاریخ کتابت ۱۹ ماہ ربیع الاول ۹۳۲ھ (۳ جنوری، روز چہارشنبہ، ۱۵۲۶ء)، تعداد سطور فی صفحہ ۱۴۔

۵۔ السراجی۔ علم فرائض میں اس مجموعہ کی یہی سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر کتاب ہے۔ مصنف ابوطاہر سراج الدین محمد بن عبدالرشید حنفی سجاوندی، سال وفات نامعلوم، کاتب محمد قاسم ابن محمود، مقام کتابت قریۂ بردو یہ جام، تاریخ کتابت ۶ ماہ جمید الاول ۹۳۶ھ۔ (جمعرات ۶ جنوری ۱۵۳۰ء)، خط نسخ، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۴۲، سطور متذکرہ صدر۔ السراجی فی الفرائض ہندستان و کشمیر میں گذشتہ زمانے سے لیکر اس وقت تک علم وراثت میں داخل نصاب رہی ہے۔ یہ کتاب متعدد بار لندن، کلکتہ، مصر اور قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔ اس کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں لیکن مشہور ترین شرح شریفیہ ہے جو سیّد شریف جرجانی متوفی ۸۱۸ھ (۱۴۱۵ء) نے لکھی ہے۔ اس مخطوط پر کاتب کا اختتامیہ یوں ہے:

تمت کتابۃ ہذہ النسخۃ الشریفۃ الموسومۃ بالفرایض

السراجی بعون الملک القدیم العلیم، علی ید الضعیف المحتاج الی رحمۃ اللہ الودود محمد قاسم ابن محمود غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمن نظر فیہ آمین بتاریخ سادس شہر جمید الاول سنۃ ست وثلاثین وتسع مایۃ بقریۃ بردویہ جام۔

---

464 485

مجموعہ کتب

یہ مجموعہ حسب ذیل دو مخطوطوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ قصیدۂ بانت سعاد مترجم فارسی، فولیوز ۹۔ مترجم مصلح الشعراء اخوند میر سیف الدین متخلص بہ سیف تارہ بلی کشمیری، زبان عربی وفارسی (قصیدہ کی زبان عربی اور ترجمہ کی فارسی) اصل کا مصنف کعب بن زہیر متوفی ۲۴ھ (۶۴۵/۶۴۴ء)، تعداد ابیات ۵۷، کاتب متذکرہ صدر میر سیف الدین تارہ بلی، تاریخ کتابت ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۱ء) خط نستعلیق ونسخ، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوسط ابیات فی صفحہ ساڑھے تین اشعار (سات مصرعے)۔ قصیدہ بانت سعاد آنحضرت صلعم کی تعریف میں ہے اور اس کی بدولت اُس نے جان بچائی تھی۔

۲۔ شرح معمّا منظوم ۹ صفحات، شارح متذکرہ صدر اخوند میر سیف الدین متخلص بہ سیف تارہ بلی کشمیری، تاریخ شرح ماہ ربیع الاول ۱۲۶۸ھ ہجری (دسمبر ۱۸۵۱ء اور جنوری ۱۸۵۲ء) کی۔ زبان فارسی۔ بقول شارح اس شرح کی کیفیت یوں ہے کہ مجمع الاخبار بمبئی میں معمہ کے نو ابیات شایع ہوئے تھے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ میر سیف الدین نے ان کا متن نثر میں لکھ لیا۔ بعد ازاں اپنے ایک دوست مولوی میاں محمد شاہ رئیس لودیانہ کے اصرار سے، اسے فارسی نظم کا جامہ پہنادیا۔ تیسرے روز یہ اشعار جن کی تعداد ۹۹ ہے۔ اخبار لودیانہ میں شایع ہوئے۔ یہ تعداد

معرہ کے نو اشعار سے الگ ہے۔ مضمون

دونوں کا شعر و ادب۔

کاتب خود مصنف یعنی میر

سیف الدین تارہ بلی، خط نستعلیق

کاغذ دیسی (کشمیری) تقطیع بحیثیت

مجموعی ۱۳ x ۲۲ سنٹی میٹر۔

آغاز :

بَانَت سُعَادُ فقلبی الیوم متبولُ

متیم إثرھا لم یُفد مکبولُ

اختتام :

سیف دروی جو برق خندہ زنان

لامع و فارغ از قتال بود

کاتب کا اختتامیہ : اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ۔

ٹائیٹل کے صفحہ پر محمود گامی کی کشمیری نعت شریف ہے۔ دونوں مخطوطے نادر

و نایاب ہیں۔

---

399 486

مجموعہ کتب

بزبانِ کشمیری حسب ذیل کتب کا مجموعہ ہے :

۱. گلریز از مقبول شاہ کرالہ واری، سال تصنیف ۱۲۶۶ہجری (۱۸۴۹/۱۸۵۰ء)

کاتب اسد اللہ ساکن ٹنگہ وئن، تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء / ۱۸۵۳ء) اوراق ۹۰،
کاغذ کشمیری، خط نستعلیق معمولی، اوسط تعداد ابیات فی صفحہ ۱۲۔

۲۔ روستا نامہ المعروف بہ گریس نامہ از مقبول شاہ کرالہ واری از ورق ۹۱ تا ورق
۱۰۹، کاتب غیر مذکور، تاریخ تصنیف ماہِ صفر ۱۲۶۹ھ (نومبر ۱۸۵۲ء) فقرہ "سر بُرد برتر" تاریخ
تصنیف ہے۔ کتاب کا نام گریست نامہ کے اخیر پر اس شعر میں مندرج ہے:

دپیوے زیٹھر اون گریسو نامہ   کوٗرُم بس گژھہ طول کلامہ

۳۔ لیلیٰ مجنون از محمود گامی ورق ۱۱۱ سے ورق ۱۲۴ تک، کاتب بابا عبد اللہ، تاریخ
کتابت ۱۲ محرم الحرام ۱۲۶۹ ہجری (منگل ۲۶ اکتوبر ۱۸۵۲ء)۔ بقول کاتب چاشت (نو بجے
صبح کے وقت سے) سے عصر کے وقت تک لکھی گئی۔ نسخہ مصنّف کی زندگی میں نقل ہوا اسلئے نہایت
اہم ہے۔

۴۔ وامق و عذرا از سیف الدین تارہ بلی (۱۲۴ - ۱۴۴)، کاتب عبد الحق، تاریخ کتابت
غیر مذکور، تعداد ابیات فی صفحہ ۱۲، خط نستعلیق معمولی، کاغذ کشمیری۔

۵۔ یوسف زلیخا از محمود گامی (۱۴۵ - ۱۶۹)، کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۱۵ ر
جمیدالاول (جمادی الاولیٰ) ۱۲۷۰ ہجری (پیر ۱۳ فروری ۱۸۵۴ء)۔ کتاب کا نام، کتاب کے اخیر
پر اس شعر میں مذکور ہے:

کوٗرنہ محمودن زلیخا مختصر   واولدن عاشقن رکژ خوش خبر

۶۔ زین العرب از ناظم (۱۶۹ - ۲۳۰)۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۷۔ کلام میر سیف الدین تارہ بلی (۲۳۰ - ۲۳۵)

۸۔ قصہ ہارون رشید از محمود گامی، مقبول شاہ و ناظم (۲۳۶ - ۲۴۴)، کاتب و تاریخ

کتابت غیر مذکور۔

۹۔ چاے نامہ و تعریف وی (۲۴۴ - ۲۴۸)، تاریخ کتابت یازدہم (۱۱) جمید الثانی (جمادی الثانی) ۱۲۷۰ھ ہجری (بمطابق ۱۱ مارچ ۱۸۵۴ء)، کاتب غیر مذکور۔

۱۰۔ قصہ یک جوان مزدور (۲۴۸ - ۲۵۷)، شاعر و کاتب نامعلوم۔

۱۱۔ نسخۂ شیخ صنعان من کلام محمود گامی (۲۵۷ - ۲۶۵)

کشمیری زبان کی سب سے مشہور مثنوی گلریز کا یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں ہی نقل ہوا اور اس لئے بہت اہم ہے۔

---

394 487

مجموعہ کتب

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے:

۱۔ حسن و عشق از نعمت خاں عالی متوفی ۱۱۳۴ھ (۱۷۲۲/۱۷۲۱ء)، فولیو ۱۳، سطور فی صفحہ ۱۵، سال تحریر ۱۲۶۵ھ (۱۸۴۹/ ۱۸۴۸ء)

۲۔ دستور نامہ کسروی مترجمہ محمد المقلب بہ جلال الدین طباطبائی۔ دستور نامہ کسری "توقیعات کسرویہ" کے نام سے عربی زبان میں تھی۔ محمد جلال الدین طباطبائی نے شاہزادہ مراد بخش فرزند شاہ جہاں کے ایماء سے ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۲ء) میں اسے فارسی کا جامہ پہنایا ہے۔ اغلب ہے کہ محمد جلال الدین طباطبائی کشمیر میں رہ چکا تھا، کیونکہ وہ یعقوب شاہ چک کے وزیر محمد بٹ کا ذکر بڑے احترام اور تفصیل سے کرتا ہے۔ کتاب کا نام "دستور نامہ کسروی" تاریخی ہے اور ۱۰۶۲ کے اعداد دیتا ہے جو اس کا ہجری سال ترجمہ ہے۔ ناقص الآخر، فولیو ۲۷، سطور فی صفحہ ۱۳، لوح منقش خط نستعلیق۔

۳- بیاض اشعار۔ مختلف شعرائے فارسی کے منتخب کلام پر حاوی ہے، موضوعات بھی مختلف اور رنگا رنگ ہیں۔ فولیو ۱۴۱۔ چند اہم اور قابل ذکر موضوعات یہ ہیں:

چاہ وصال لیلیٰ و مجنون من کلام سید سند (ف ۲ - ۹)، واسوخت من کلام محمد ضیاءؔ (۹ - ۱۱) قضا و قدر سعیدائے اشرف (۱۱ - ۲۵) قضا و قدر محمد قلی سلیم (۲۵ - ۳۳)، قضا و قدر شاہ رضا مشتاق کشمیری (۳۳ - ۴۰)، بباغ رفتن شیرین من کلام سنجر (۴۰ - ۴۴) بباغ رفتن شیرین من کلام عرفی (۴۴ - ۴۹) قصیدہ شیبیہ من کلام ابوطالب کلیم ہمدانی (۴۹ - ۵۲) قصیدہ شیبیہ من کلام محمد توفیق کشمیری (۵۲ - ۵۸)، ترجیع بند از نامعلوم (۵۸ - ۶۸)، گل کشتی از میر نجات (۶۸ - ۷۸) نامۂ سعیدائے اشرف کہ از ہند با یران برائے پسر نوشتہ (۷۸ - ۸۳)، سراپائے مہری عرب ملقب بآئینۂ بدن نما (۸۳ - ۸۷)، سراپائے محمد توفیق کشمیری (۸۷ - ۹۰)، متفرقات از فولیو ۹۰ تا فولیو ۱۴۱ اخیر کتاب۔

تقطیع: ۲۰،۴ × ۱۱ سنٹی میٹر۔

آغاز: حدیث عشق شد زیب بیانم   چو شمع افتاد آتش در زبانم

قلم از جوش این می شد سیہ مست   زمن عشقی بہر جا عاشقی ہست

اختتام:

باز اندوہ تو تا روز قیامت بردہ   سر انگشت تحسّر بدہن ہمچین کرد

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

343   488

مجموعۂ کتب

حسب ذیل دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔

۱۔ غوثیہ ۲۔ دیوان رضا۔ جہاں تک غوثیہ کا تعلق ہے۔ یہ اُس خمسۂ منظومہ کا تیسرا دفتر ہے جسے مُلّا بہاؤ الدین متو ساکن محلہ پٹوان مسجد سرینگر نے شیخ سیّد عبدالقادر گیلانی اور اُن کے معتقدین کے احوال و کوائف میں منظوم کیا ہے۔ اس سے قبل مصنّف ریشی نامہ اور سلطانیہ منظوم کر چکا تھا۔ اور اس کے بعد نقشبندیہ اور چشتیہ منظوم کئے تھے۔ علاوہ حضرات قادریہ کے غوثیہ سلسلۂ کبرویہ کی بعض اہم شخصیتوں کے احوال و کوائف پر بھی مشتمل ہے جن کا تعلق کشمیر اور غیر کشمیر سے ہے۔ اور اس طرح یہ منظومہ علاوہ صوفیائے کرام کے احوال کے کشمیر کی تاریخ سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔

مضمون "تذکرۂ عرفا منظوم بطرز مثنوی"، زبان فارسی، ناظم مُلّا بہاؤالدین متوؔ متوفی ۱۲۴۸ھ ہجری (۱۸۳۳/۱۸۳۲ء بعہد سکھاں)، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، اندازاً سوا سو برس پرانا نسخہ، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۶، ڈبل تحریر یعنی حاشیہ پر بھی، تعداد اشعار فی صفحہ ۲۵۔

۲۔ دیوانِ رضا۔ غزلیات و مناقب شاہِ جیلان کا مجموعہ ہے۔ غزلیات میں اکثر و بیشتر خواجہ حافظ شیرازی کا تتبّع کیا ہے اور اُن کی غزلیات کو سامنے رکھکر غزلیات لکھی ہیں اور اس لئے جدّت و تازگی سے محروم ہے۔ البتہ مناقب شاہِ جیلان جدید نوعیت کے ساتھ شاعر کے گہرے اعتقاد کی عکاسی کرتے ہیں۔

مضمون شعر و سخن (دیوان)، زبان فارسی، شاعر محمد رضا کشمیری، زمانہ بارھویں صدی ہجری کا اختتام (اٹھارویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، دونوں کا کاتب ایک ہی ہے۔ خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۸ سے ۱۵۳ تک، سطور فی صفحہ ۱۲۔

تقطیع دونوں مخطوطوں کی ۹،۳ × ۱۷،۲ سنٹی میٹر۔

آغاز: ای بہا دفتر دگر سر کن — روسوی طبل ہائے اذفر کن

جلد ثالث بہ آب زر بنویس   زرچہ باشد بمشک تر بنویس

اختتام: قادری ہستم و غوث الثقلین پیر منست

سگ آں شاہم و ایں سلسلہ زنجیر منست

غوثیہ کے متعدد نسخے محکمۂ تحقیق و اشاعت حکومت جموں وکشمیر، سرینگر کی مخطوطات کی لایبریری میں محفوظ ہیں۔

---

247   489

مجموعۂ شروح منظوم

حسب ذیل دو منظوم شرحوں کا مجموعہ ہے:

۱۔ شرح قصیدۂ بانت سعاد۔ اس کا دوسرا نام نظم دلجوی، نظم لطیف اور نظم نکو بھی ہے۔ قصیدہ بانت سعاد کعب ابن زہیر کی تالیف ہے۔ یہ قصیدہ اس نے آنحضرتؐ کی تعریف میں منظوم کیا تھا، اور اس کی بدولت زندگی کی امان پالی تھی۔ قصیدۂ مذکور ۵۸ ابیات پر مشتمل ہے۔ ترتیب مضامین یوں ہے:

۱۔ تمہید در حمد خداؤ نعتِ رسول۔

۲۔ تعریف قصیدۂ بانت سعاد اور صاحب قصیدہ کعب بن زہیر

(۳) شروع در تشریح۔

اس شرح کی تنظیم کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ قصیدۂ بانت سعاد نہ صرف موجب خیر و برکت ہے، بلکہ متعدد بزرگوں مثلاً فاضل ہندی اور مولانا علی نے اس کی تشریح و توضیح کے ذریعہ ثواب دارین پایا ہے۔ اس لئے مؤلف بھی تشریح کے درپے ہوا۔ لیکن بشکل نظم۔ تعداد ابیات شرح ۱۰۲۳ شاعر و ناظم کاملی، تاریخ نظم ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء)، "نظم نکو" تاریخ ہے۔ جیسا کہ ان ابیات سے

مفہوم ہے:

این مبارک نظم را واقع شدہ نظم نکو — زین جہت تاریخ ختمش آمدہ "ختم نکو"
گر کسی ختمی نکو خواہد شمرد ای نیک کیش — یکہزار و یکصد بست و شش نہ کم نہ بیش

۲۔ شرح قصیدہ بُردہ۔ اس شرح کا دوسرا نام نظم عجیب بھی ہے۔ مؤلف نے یہ شرح مولانا علی کی فارسی شرح سے متاثر ہو کر لکھی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ مولانا کی شرح نثر میں اور اس کا مصنّف نظم میں ہے۔ قصیدۂ بُردہ کا جو عربی میں ہے، اصل مصنّف ابو عبداللہ شرف الدین محمد مصری ہے اُس نے یہ قصیدہ آنحضرتؐ کی شان میں منظوم کیا تھا اور فالج سے نجات پالی تھی۔ عربی قصیدہ کے کل ابیات ۱۰۶ ہیں اور ان کے علاوہ باقی الحاقی ہیں۔ ابیاتِ شرح کی تعداد ۱۴۱۹ ہے۔ اس کی تاریخ نظم بھی "ختم نکو" یعنی ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء) ہے۔ مؤلف و شاعر بھی اس کا بھی متذکرہ کاملی ہے۔

مضمون ادب و شعر، زبان متن کی عربی، شرح کی فارسی، پیرایۂ بیان نظم۔ ناظم دونوں شرحوں کا کاملی، تاریخ متذکرہ صدر، کاتب و ناقل غیر مذکور، پہلی کی تاریخ کتابت ۲۹ رمضان روز چہارشنبہ ۱۲۴۵ھ (۲۴ مارچ ۱۸۳۰ء)، دوسری کی تاریخ کتابت، پیر ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۴۵ھ = ۸ فروری ۱۸۳۰ء۔ خط نستعلیق خفی، فولیو دونوں کے ۶۷، کاغذ کشمیری، سطور فی صفحہ ۱۱،

تقطیع: ۱۴ x ۱۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: حمد مر پروردگار انس و جان را بر زبان

اختتام: گفتہ شد ہر گفتنی واللہ اعلم بالصواب۔

---

522 — 490

الاختیارات

حسب ذیل کتب و رسایل کا خلاصہ اور نچوڑ ہے:

۱. انتخاب از منطق الطیر منظوم (مثنوی) فارسی از شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء)، ۲۲ فولیو۔

۲. شرح فارسی بعض کلمات مخفیہ نثر (۲۳-۲۶)، شارح و کاتب نامعلوم۔

۳. ہدایۃ السالکین و مہمات الطالبین فارسی نثر (۲۷-۳۶)، تالیف حافظ محمد یعقوب، مضمون حقایق و معارفِ تصوّف و روحانیت۔

۴. مجموعۂ انتخابات نظم و نثر فارسی از نامعلوم (۳۷-۱۰۰)، کاتب و ناقل و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۵. رسالۂ شوقیہ فارسی نثر از صالح شہاب الدین پوری کشمیری (۱۰۰-۱۰۳) مؤلف نے یہ مختصر رسالہ پیر طریقت حافظ محمد یعقوب جیو کی تعریف و توصیف میں تحریر کیا ہے ساتھ ہی شہر دہلی اور مسجد جامع کا بیان کیا ہے۔

متذکرہ صدر تمام کتب کا مضمون عرفان و تصوّف، زبان فارسی نظم و نثر، انتخاب ہونے کے باعث مؤلفین و مصنفین مختلف، ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور، خط نستعلیق استادانہ وغیرہ، لوح مخطوط سنہری منقش، نیز منقش بر فولیو ۲۷ ب، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوسط سطور فی صفحہ ۱۵،

تقطیع: ۱۲،۲ × ۲۱،۵ سنٹی میٹر۔

شروع: حمد پاک از جانِ پاک آں پاک را
کو خلافت داد مُشتِ خاک را

اخیر: زیادہ اطناب موجب ملال است۔

کاتب کا اختتامیہ غیر مذکور۔

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے :

۱۔ قصیدہ خمریہ (۱۰ صفحات)

۲۔ مجموعۂ لغوت (۱۰ صفحات)

۳۔ وفات نامہ حضرت فاطمۂ زہراؓ (۱۰ صفحات)

۴۔ سی غزلی شاہ محمود و ایاز (۱۵ صفحات)

(۵) دستور محبت (۲۱ صفحات)

ان میں اول الذکر عربی میں، ثانی اور ثالث الذکر کشمیری میں اور اخیر کے دو رسایل فارسی میں ہیں۔ مضمون ادب و شعر، زبان عربی، کشمیری اور فارسی۔ اول الذکر مصنّف شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی، زمانۂ تصنیف چھٹی صدی ہجری (بارھویں صدی عیسوی)، پہلی لغت کا مصنّف جو کشمیری میں ہے محمود گامی اور دوسری لغت کا میر عبداللہ ہے۔ وفات نامہ کا مصنّف نامعلوم، سی غزلی شاہ محمود و ایاز کا مصنّف نامعلوم، زمانۂ تصنیف نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ (یکم اکتوبر سنیچر ۱۸۵۳ء) دستور محبت، اس کا مصنّف بھی نامعلوم، البتہ کسی شخص احمد علی کی فرمایش پر دستور محبت کا قصہ ہندی سے فارسی میں منتقل کیا گیا ہے۔ تاریخ تالیف غالباً ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۲ء)۔ دستور محبت غالباً کتاب کا تاریخی نام ہے اس میں شاہ محمود کے ایک وزیر کی بیٹی اور اُس کے ایک نوجوان کے ساتھ معاشقہ کا منظوم بیان ہے۔ نام ناقل و کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۲ محرم الحرام ۱۲۲۰ھ (بدھ ۲۴ اپریل ۱۸۰۵ء) نسخۂ مذکور رزاق بٹ کی نقل پر مبنی ہے۔ پہلے رسالہ کا خط نسخ، دوسرے اور تیسرے کا خط نستعلیق

زشت، چوتھے اور پانچویں کا خط نستعلیق خفی۔

کاغذ کشمیری، کل تعداد صفحات ۵۹، سطور مختلف۔ تقطیع : ۹ × ۱۷ سنٹی میٹر۔

شروع : سقانی الحب کاسات الوصال   فقلتُ لخمرتی نحوی تعال

اختتام : چو بود این نسخہ مذکور محبت   مسمّٰی شد بدستور محبت

آخری صفحہ کی عبارت : اتمام پذیرفت بتاریخ بیست و دوم ماہ محرم الحرام یوم چہار شنبہ موجب نقل رزاق بت (بٹ) جہتہ خود حق تعالیٰ نصیب خواندن و عمل نیک نمودن توفیق بخشد و باللہ التوفیق۔

---

492   369

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل تین کتب و رسایل کا مجموعہ ہے :

۱۔ شرح نام حق ۱۲ اوراق (صفحات ۲۴) از اختیار بن غیاث الدین حسینی۔ مولانا شرف الدین بخاری کی منظوم فارسی تصنیف کتب فقہیہ میں ایک اہم مقام کی حامل ہے۔ اسکا موضوع طہارت، وضو اور پانی کے مسایل ہیں جو نماز کے لئے مقدمہ یا تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کریما کی طرح نام حق ہندوستان کے فارسی نصاب میں مبتدیوں کے لئے داخل رہی ہے۔ بقول شارح اختیار بن غیاث الدین حسینی نام حق چونکہ انتہائی مختصر تھی اور بہت سے لوگ اس کی تعلیم اور تعلّم میں مصروف رہے ہیں، تاہم وہ دانش سے بجز نام کے نہ پا سکے، نیز کتاب مذکور (نام حق) میں بہت سے تغیّرات رونما ہو چکے تھے، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ شرح کے ذریعہ اس کے حقایق و دقایق بیان کئے جائیں۔ شارح اور مصنّف کا زمانہ دستیاب نہ ہو سکا۔ نام حق کے ہندوستان میں مروّج کرنے میں ہندوستان کے مغل بادشاہوں بالخصوص شاہ جہان کا زبردست ہاتھ ہے۔ ناقص الآخر۔

۲۔ رسالۂ منظوم فارسی در علمِ قرأت (شروع میں ناقص) ۱۷ اوراق (۳۴ صفحات) مصنّف و کاتب نامعلوم، تاریخ تصنیف وکتابت نامعلوم، کتاب کا پہلا باب حذف کے بیان سے شروع ہے اور تلفّظ کے موقعہ پر مختلف حروف کے محذوف پڑھنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں باب دوم یاء اور ہمزہ کے اضافہ کا بیان ہے۔ باب سیوم ہمزہ کے سکون وغیرہ میں ہے، باب چہارم حروف علّت کے بیان اور اُن کے قواعد میں، باب پنجم فصل و وصل کے بیان میں اور اسی پر کتاب ختم ہے۔

۳۔ رسالۂ منظوم در بیانِ فضایل عمرؓ، زبان فارسی، ناظم و کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، ناقص اوّل وآخر، اوراق ۳۰ (صفحات ۶۰) ورق ۱۰ پر شیخ دہلوی کی روایت کا حوالہ ہے۔

کاغذ کشمیری، خط تمام مخطوطات کا نستعلیق معمولی، رسایل کے اوراق کی مجموعی تعداد ۵۹ (صفحات ۱۱۸)، پہلا مخطوطہ یعنی شرح نام حق نثر میں اور باقی دو نظم میں۔

تقطیع : ۱۰½ × ۲۰½ سنٹی میٹر

آغاز : سپاس بے قیاس مر پرورندۂ را کہ رحمت بی نہایتش طفل جان رالبشیر دلپذیر از بُستان اُمّ الکتاب پرورش داد۔

اختتام : تا بکی غفلت ز غفلت سر برآر   از دو رودِ چشم خود آبی برآر

کاتب کا اختتامیہ بوجہ ناقص آخر ندارد۔

---

380 ‏493

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل منظوم کتابوں کا مجموعہ ہے۔

۱۔ معراج نامہ، ناقص الاوّل مصنّفہ سید بولاقی، زبان پنجابی از صفحہ ۲۱ تا ص ۶۲۔

۲۔ جنگ نامہ حنیف از ص ۶۲ تا ص ۱۱۵، مصنفہ پیر محمد کاسبی ایمن آبادی پنجاب

متوطن حافظ آباد، فرزند حافظ تاج محمد۔ زبان پنجابی، مضمون رزم نامہ، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم۔

۳۔ علی نامہ منظوم بزبان پنجابی، شاعر نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم (۱۱۶۔۱۲۵)

۴۔ جنگ نامہ منظوم بزبان پنجابی۔ ابتداء میں یہ جنگ نامہ فارسی میں تھا۔ لیکن شاعر نے ۱۱ رمضان ۱۰۸۴ھ (۱۰ دسمبر ۱۶۷۳ء) میں بعہد اورنگ زیب اسے فارسی سے ہندی (مراد پنجابی) میں منتقل کیا ہے۔ شاعر نامعلوم (صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۵۲ تک)

۵۔ احوال شاہ عبدالرحیم قصوری منظوم بزبان پنجابی (صفحہ ۱۵۳ سے صفحہ ۱۷۰ تک) مصنفہ کبیرا، تاریخ کتابت و کاتب غیر مذکور۔

۶۔ قصۂ ہاروت و ماروت منظوم، پنجابی (۱۷۱ - ۱۷۳) مصنفہ کبیرا۔

۷۔ قصۂ خاتون جنت از محمود غریب، زبان پنجابی، نظم (۱۷۳ - ۱۷۸)

۸۔ رسالۂ موت از نور جمال (۱۷۹ - ۱۸۱)

۹۔ ذکر پنج وقت نماز فارسی (۱۸۱ - ۱۸۵)

۱۰۔ ضروری مسایل اسلام از ناجی (۱۸۵ - ۲۰۲)

۱۱۔ حکایت پاک نبی از محمود غریب (۲۰۳ - ۲۰۸)

۱۲۔ نور نامہ منظوم از عبدی (۲۲۵ - ۲۴۲)

۱۳۔ رسالۂ منظوم (۲۴۲ - ۲۵۶) از اللہ بخش، تاریخ تصنیف رمضان ۱۰۹۰ ہجری۔ (ستمبر۔ اکتوبر ۱۶۷۹ء)

۱۴۔ مدح رسول از الٰہی بخش (۲۵۷ - ۲۶۶)

۱۵۔ نور محمد (۲۶۶ - ۲۷۶)

(۱۶) وفات نامۂ رسول (۲۷۶ - ۲۹۶)

۱۷۔ صفت اللہ منظوم بزبان اردو قدیم (۱۹۷، ۱۹۸)

۱۸۔ یوسف زلیخا پنجابی المعروف بہ احسن قصہ از حافظ برخوردار (۲۹۸-۳۷۲)

۱۹۔ قصۂ ہیر رانجھا منظوم، پنجابی (۳۷۳ - ۴۴۶)۔ مصنف غیر مذکور، تاریخ تصنیف سنہ ۳۴ جلوس اورنگ زیب (۱۱۰۲ ہجری = ۱۶۹۱/۱۶۹۰ء) جیسا کہ اس شعر سے مفہوم ہے:

رانجھا راہ وبکھاؤ ندا حاجیاں نوں، ھیر ونڈی لس کر کھنڈ چوری

سنہ چارتی تیس اورنگ شاہی کہتا ہیر تے رانجھی دی ہوئی پوری

۲۰۔ ادعیۂ و تعاویذ بزبان فارسی (۴۴۶ - ۴۵۰)۔ نثر۔

۲۱۔ وفات نامہ یوسف منظوم پنجابی (۴۵۱-۴۵۳)

۲۲۔ حیات و ممات منظوم پنجابی (۴۵۳ - ۴۶۶)۔ ناقص الآخر۔

مضمون مختلف النوع، زبان پنجابی و دکنی، نظم (مثنوی جات) خط نستعلیق، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، کاغذ غیر کشمیری، تعداد صفحات ۴۶۶۔ ابیات فی صفحہ ۱۵،

تقطیع: ۱۵½ × ۲۳½ سنٹی میٹر۔

آغاز: (دوسرا شعر)

محمدنی بولی ملک موت کون تو جہی دیکھتا ہوں سوہیں چار سُون

(محمد نے بولے ملک موت کو تجھے دیکھتا ہوں سو میں چار سُوا)

(آخری شعر)

رات پئی دہ نیڑے آیا مت رہ جاوے دیری

کر ہوشتاب نوا لواسنون کر ہو سامان سویرے

(نوٹ: اس مجموعے کے مخطوطات قدیم اردو اور پنجابی زبان کی تاریخ میں زبردست اضافہ ہیں۔)

مجموعۂ رسایل

مُلّا حمیداللہ شاہ آبادی کے حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے :

۱۔ شکرستان منظوم بطرز مثنوی (فولیو ا سے فولیو ۳۹ تک) دلچسپ قصص و حکایات کا مجموعہ ہے۔ سال تصنیف ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۹/۱۸۲۸ء)، کاتب حبیب اللہ خانقاہی، تاریخ کتابت ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ (یکم دسمبر، روز جمعہ، ۱۸۷۱ء)۔ کاتب نے یہ کتاب اپنے مشفق دوست محمد نامی شخص کے مطالعہ کے لئے لکھی تھی۔

۲۔ چائے نامہ۔ یہ منظوم مثنوی چائے اور کشمیر میں اُس کی تاریخ کے بیان میں ہے۔ لوح منقش (فولیو ۴۱ سے ۴۹ تک)۔ کاتب متذکرہ صدر، گو دانستہ طور پر نام مٹا دیا گیا ہے، تاریخ کتابت یوم دوشنبہ ۱۷ صفر المظفر ۱۲۸۸ھ بوقت ظہر (۸ مئی ۱۸۷۱ء)۔

۳۔ ناپرسان نامہ (۵۱ سے ۵۷ تک)۔ مزاحیہ نثر میں کشمیر کے معاصر سماج اور لوگوں کا خاکہ ہے، زبان فارسی۔ اہل کشمیر بالخصوص "نوبگ نی" کے باشندوں کی مظلومیت خاص طور پر مذکور ہے، کاتب مذکورہ صدر، تاریخ کتابت ۱۶ صفر ۱۲۸۸ھ (اتوار، ۷ مئی ۱۸۷۱ء)

۴۔ دستور العمل (۵۸ - ۶۳)۔ نثر فارسی میں چند مزاحیہ حکایتوں کا مجموعہ ہے۔ کاتب متذکرہ صدر، تاریخ کتابت ۱۹ صفر ۱۲۸۸ھ = (بدھ، ۱۰ مئی، ۱۸۷۱ء)

نوٹ : ہر مخطوطہ کے اخیر پر کاتب کا نام دانستہ طور مٹا دیا گیا ہے۔

مضمون ادب (شعر و سخن)، زبان فارسی نظم و نثر، خطِ نستعلیق متوسط، کاغذ دیسی (کشمیری) اوسط سطور فی صفحہ ۱۹، ہر مخطوطہ کی لوح منقش، تقطیع ۱۱٫۷ × ۲۳٫۹ سنٹی میٹر۔

آغاز: اللہ اللہ بازبانِ گنگ و لال چوں کنم حمد کریم ذوالجلال

اختتام : از غمِ دوراں نمی بیند خلل ہر کہ گیرد یاد دستور العمل

کاتب کا اختتامیہ : ایں نسخہ دستور العمل من تصنیف مولوی حمید اللہ غفر لہ بتاریخ نوزدہم شہر صفر در سنہ ہزار و دو صد و ہشتاد و ہشت یوم چہار شنبہ از دست (نام مٹا دیا گیا ہے) تحریر یافت ۔

نوٹ : حمید اللہ شاہ آبادی کی تصانیف کے متعدد نسخے محکمہ تحقیق و اشاعت کی قلمی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

---

418 495

مجموعۂ رسایل

کتب و رسایل کا یہ مجموعہ حسب ذیل کتب پر مشتمل ہے :

۱۔ قاید الاعمیٰ بزبان کشمیری مصنفہ میر عبد اللہ بیہقی متوفی ۱۲۲۶ھ = ۱۱ ۱۸ء۔ پند نامہ شیخ فرید الدین عطار کے طرز پر یہ منظوم رسالہ انسان کے لئے عام پند و نصایح پر مشتمل ہے ناقص الابتداء، اوراق ۸ ، اوسط ابیات فی صفحہ ۱۱ ، کاغذ کشمیری ۔ خط نستعلیق۔

۲۔ مجموعہ کلام میر عبد اللہ بیہقی ۔ اس کے مضامین یہ ہیں :

الف ۔ قصہ سنگ تراش بزبان کشمیری از مصنف مذکور، فولیو ۱ سے ۱۲ تک ۔

(ب) دربیان صفت ذکر لا الٰہ الا اللہ مناجات (۱۳ - ۱۵)

(ج) دربیان عشق (۱۵ - ۱۸) ، مناجات ۱۸ - ۱۹ ، دربیان زاری بدرگاہ تعالیٰ ۔ (۱۹ - ۲۰)

مجموعہ کے دیگر عنوانات یہ ہیں : توحید باری تعالیٰ ، نعوت ، شمایل نبوی ، بیان معراج شریف ، ہنگام مراجعت معراج شریف ، معجزہ آنحضرت ، کارنیر حضرت سیدۃ النساء

فاطمۃ الزہراءؓ ، نداء روح واحوالِ میت ، شرح احادیث از زبان عائشہ صدیقہؓ ، احوال دوازدہ فوج ، در بیان وفات یافتن حضرت رسالت پناہؐ ، در بیان حسب حال وشور و افغان از وفات شریف ، فضیلتِ روزِ عاشوراء ، فضیلتِ شب قدر ، فضیلت شب برات ، در بیانِ شرح دوازدہ امام و کوائف آں (۲۰ - ۵۹)

۳۔ مجموعۂ کلام میر خلیل اللہ بیہقی ابن میر عبداللہ بیہقی متوفی ۱۲۹۰ ہجری (۱۸۷۳ء) بزبانِ کشمیری ۔ یہ مجموعہ حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے ۔ (۵۹ - ۶۶)

در بیان خلافت چہار خلفاء راشدین ، در بیان دوازدہ امام ، در بیان چہاردہ معصوم پاک
در بیان دہ یار بہشتی ، در بیان ہفت خلفاء ، در بیان مناجات ، منقبت غوث الثقلین ۔

سیادت پناہ میر عبداللہ بیہقی مرحوم حاجی راتن سُم کے رہنے والے تھے ۔

کاتب بابا خلیل اللہ زونیمری باشندۂ جوار آستانہ جناب حضرت بتہ مالو صاحب ، تاریخ کتابت ۲۷ ماہ ذی القعدہ ۱۲۷۱ ہجری (سنیچر ۱۱ اگست ۱۸۵۵ء) درخانۂ بابا فخر الدین زونیمری ، مخطوط خواجہ حبیب اللہ کنکو کی فرمایش سے اُن کے فرزند خواجہ عبد القادر حافظ کی خاطر لکھا گیا ہے ۔ خط نستعلیق ، کاغذ کشمیری ، تقطیع تمام مجموعہ ہائے رسایل کی ۲۰٫۳ × ۱۰٫۳ سنٹی میٹر

ابتداء : پرزیتھ کارس کرنیت بہر حق

اختتام : بس ناناو چانو وِرَد زبانی اسہ بوز شاہ جیلانی آو

496

212

مجموعۂ رسایل

بیاض نما شکل میں حسب ذیل رسایل کا مجموعہ ہے ۔ ان تمام کا تعلق بحیثیت عموم تصوّف اور بحیثیت خصوص سلسلۂ نقشبند مجدّدیہ سے ہے ۔ رسایل شروع ہونے سے قبل ۱۶ اوراق (فولیو)

تعویذات و عملیات اور ختمات مروجہ کشمیر پر مشتمل ہیں۔ متذکرہ صدر رسایل کی تفصیل یوں ہے :

۱۔ رسالہ صادقہ مصدّقہ (۷ فولیوز) مؤلفہ رافت المجدّدی، منقول بتاریخ ۱۵ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ (جمعہ، دسمبر ۱۴، ۱۸۹۴ء)۔ اس کے بعد ایک فولیو توسّل از بزرگان کرام (صوفیان نقشبندیہ) میں ہے جو بشکل نظم (مثنوی) ہے۔

۲۔ رسالۂ درویش محمد۔ یہ رسالہ سلوک مجدّدیہ میں ہے جس کا تعلّق امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ہے (۷ فولیوز)' تاریخ نقل و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۳۔ رسالۂ قوامیہ مع مکتوب شریف خواجہ شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ (۴ فولیوز)۔ تاریخ کتابت و ناقل غیر مندرج۔

۴۔ رسالہ در ذکر توجّہ (دو فولیوز)' کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور۔

۵۔ رسالہ در احوال و کوائف خواجہ عبد الرحیم شیخ کمان از نعیم صاحب تارہ بلی رحمہ اللہ تعالیٰ (۳ فولیوز)' کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔ یہ نقل مطابق نوشتۂ نعیم صاحب تارہ بلی ہے

۶۔ کرامت خواجہ شہ کمان نقشبندی از شرف الدین محمد (ایک فولیو)۔

۷۔ حجتہ الشرف از شرف الدین محمد عرف زہگیر بن محمد ابراہیم (۲۵ فولیوز) منقولہ اوّل ماہ رجب سنہ ۱۳۱۲ھ (سنیچر، ۲۹، دسمبر ۱۸۹۴ء)۔

۸۔ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل' مؤلفہ ولی اللہ بن شیخ عبد الرحیم۔ یہ رسالہ بزبان عربی ہے اور مشایخ جیلانیہ اور چشتیہ کے اصول طریقت پر چند فصول میں مشتمل ہے (فولیوز ۲۴)' منقولہ سنہ ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۴/۱۸۹۵ء)۔

۹۔ رسالہ اربع انہار در مراقبات و اشغال خاندان مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضہ' تالیف احمد سعید مجدّدی (فولیوز ۱۳)' کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔

۱۰۔ وصایائے حضرت امیر کبیر محمد (۵ فولیوز)، کاتب علی ابن شہاب الدین، تاریخ نقل ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ (جمعرات، ۲۱ جنوری ۱۸۹۵ء)

۱۱۔ لوایح از مولانا نورالدین عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ (۱۴۹۳ / ۱۴۹۲ء) یہ رسالہ معانی و معارف کے بیان میں ہے (۱۴ فولیوز)، منقولہ یوم شنبہ، ۱۲ ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ (۸ فروری ۱۸۹۵ء)۔ کاتب غیر مذکور۔

۱۲۔ طریقہ مستقیمہ (۴ فولیوز)، منقول ۸ شوال المکرم شب جمعہ ۱۳۱۳ھ (۲ اپریل ۱۸۹۶ء)۔ ناقل غیر مذکور۔

۱۳۔ رسالہ در طریق خواجگان عالی شان مصنف مولانا جامی (۵ فولیوز)۔ ناقل و تاریخ نقل غیر مذکور۔

۱۴۔ رسالہ اسرار الطریقہ مؤلفہ محمد غوث بن سیّد حسن قادری۔ یہ رسالہ سلوک و حقایق کے بعض مقدمات میں ہے۔ یہ مقدمات مؤلف نے زیادہ تر اپنے والد ماجد سے اخذ کئے ہیں (فولیوز ۲۷)، تاریخ نقل ۷ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ (۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء)۔ یہ رسالہ بمقام جالکن کشمیر میں توقّف کے دوران لکھا گیا تھا۔

۱۵۔ الٰہی نامہ مصنّفہ مولانا عبدالاحد۔ یہ رسالہ عشق خداوندی اور فنافی اللہ کے بیان میں ہے (۶ فولیوز)، تاریخ نقل در ماہ ذی قعدہ یوم دوشنبہ بوقت صبح۔

۱۶۔ شواہد التجدید (یہ رسالہ قرآن و سنت کی روشنی میں مجدد کی ضرورت کے بیان میں ہے۔ (۷ فولیوز)، تاریخ نقل ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ (۱۰ مئی ۱۸۹۶ء)۔

۱۷۔ کثیر الفوائد، مؤلفہ محمد موسیٰ ابن خواجہ عیسیٰ دھبیدی نقشبندی سلسلہ کے بیان میں ہے اور تین فصول پر مشتمل ہے (فولیوز ۴۴)، تاریخ نقل ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ (یکم جولائی ۱۸۹۶ء)

مقام نقل بلدۂ کشمیر۔

۱۸۔ رسالہ ایضاح الطریقہ مؤلفہ غلام علی۔ یہ رسالہ میرزا جانِ جانان کے خلیفہ محمد بن شمس الدین کے صوفیانہ کمالات کے بیان میں ہے (فولیوز ۱۹)، تاریخ نقل بدھ، ۲۶ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ (۷ اگست ۱۸۹۶ء)

۱۹۔ رسالہ حق نما از دارا شکوہ، تصنیف ۱۰۵۶ھ، متخلص بقادری (فولیوز ۱۱)، تاریخ نقل ۱۹ صفر المظفر یوم جمعہ بعد نماز جمعہ ۱۳۱۴ھ (۳۱ جولائی ۱۸۹۶ء) ناقل عاصی سرو علن غلام حسن۔

---

324. 497

مجموعۂ رسایل

مندرجہ ذیل کتب و رسایل پر مشتمل ہے:

۱۔ مفتاح الصلوۃ فارسی نثر، فولیو ایک سے ۷۵ تک، علم فقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مصنف نامعلوم، البتہ ۱۹ محرم الحرام ۱۰۹۸ ہجری (۲۵ نومبر روز جمعرات ۱۶۸۶ء) میں مصنف کے اپنے ایک بھانجے شیخ احمد بن سلیمان کے مطالعہ کی غرض سے معرض تصنیف میں آئی ہے۔ کاتب و تاریخ نقل غیر مذکور۔

۲۔ حُلیۂ مبارک علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فارسی نثر، مصنف و زمانۂ تصنیف غیر مذکور، کاتب محمد شاہ، تاریخ نقل ۲۵ ماہ شوال ۱۲۶۱ھ (جمعہ ۲ جون ۱۸۲۶ء)، فولیو ۷۶ سے ۷۸ تک۔

۳۔ قصیدۂ وردالمریدین فارسی از بابا داؤد خاکی، تاریخ نظم ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) "مرشد رہبر" تاریخ ہے۔ یہ قصیدہ شیخ شیخان شیخ حمزہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے احوال و کرامات

میں ایک جامع تاریخ ہے، فولیو ۹۰ سے فولیو ۹۴ الف تک۔

۴۔ قصیدۂ ضروریہ منظوم فارسی از بابا داؤد خاکی مذکور۔ یہ قصیدہ مسایل دین سے متعلق ہے، اور ۱۸۱ ابیات ہے۔ قصیدۂ ضروریہ اور قصیدۂ وردالمریدین دونوں ایک ہی وزن اور ایک ہی ردیف و قافیہ میں منظوم کئے گئے ہیں، تاریخ نظم غیر مذکور، کاتب و ناقل محمد شاہ، تاریخ نقل ۱۸ محرم الحرام ۱۲۶۲ھ (جمعہ ۱۶ جنوری ۱۸۴۶ء) فولیو ۹۴ (ب) سے فولیو ۱۰۳ (الف) تک۔

۵۔ متفرقات منظوم فارسی۔ یہ حسب ذیل قصاید و مثنویات پر مشتمل ہے:

۱۔ قصاید از عرفی شیرازی (ف ۱۰۳ سے ف ۱۰۶ تک)۔ اسی آخری فولیو پر فارسی ساعت نامہ کا نمونہ درج ہے۔ ۲۔ سراپائے مہری عزیز منظوم فارسی (ف ۱۰۶ سے ف ۱۰۹ تک) ۳۔ تاریخ وفات منظوم شیخ غلام محی الدین (فولیو ۱۱۰)

کاغذ (سیالکوٹی) کشمیری، خط نستعلیق، تمام نسخے ایک ہی کاتب کی تحریر، سطور متفرق، تقطیع بحیثیت مجموعی ۲، ۱۱ × ۲، ۲۱ سنٹی میٹر۔ ہر مخطوطہ کی لوح منقش۔

ابتداء: الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد سید الانبیاء واسعد الاولین۔

انتہاء: ربنا وقنا عذاب القبر واحشرہ علیٰ ملۃ الاسلام واجزہ عن جمیع المسلمین۔

---

92. 498

مجموعہ رسایل متفرقہ

حسب ذیل رسایل و کتب کا مجموعہ ہے:

۱۔ غزلیات حافظ۔ ۲ ورق۔

۲۔ لغتِ فارسی نامعلوم۔ ۲ ورق

۳۔ شرح قران السعدین فارسی ۹۲ اوراق

۴۔ قصاید و غزلیات امیر خسرو دہلوی ۷ اوراق۔

۵۔ تحفۂ خاقانی۔ ۶۱ اوراق

۶۔ کلام خواجہ حافظ ، ۲ ورق

۷۔ فرہنگ فارسی نامکمل ۶۵ اوراق۔

۸۔ شرح اشعار عربی و فارسی گلستان سعدی ۸ اوراق۔

متذکرہ صدر مجموعۂ کتب میں شرح قران السعدین مع قصاید و غزلیات تحفۂ خاقانی فرہنگ فارسی اور شرح اشعار عربی گلستان سعدی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ شرح قران السعدین امیر خسرو دہلوی کی فارسی مثنوی کی شرح ہے جو اصل کی طرح فارسی میں ہے۔ شارح نور محمد المدعو بہ نور الحق فرزند مولانا شیخ عبدالحق ہے۔ شارح کے بیان کے مطابق علم لغت دانی اور ادب اُسے خود اُس کے والد ماجد کی دین ہے۔ سال شرح ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء ہے۔ تحفۂ خاقانی جس کا مشہور و معروف نام تحفۃ العراقین ہے افضل الدین ابراہیم المعروف بہ خاقانی کی مشہور تالیف ہے۔ خاقانی ۵۹۵ھ (۱۱۹۹ء) میں وفات پاکر تبریز کی گلی سرخاب میں دفن ہوا۔ خاقانی نے "تحفۃ العراقین" سفرِ مکّہ سے مراجعت کے موقعہ پر جب اُس کا گزر عراقِ عرب اور عراقِ عجم سے ہُوا تھا منظوم کی تھی۔ یہ کتاب متعدد بار ہندوستان و ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

شرح اشعار عربی و فارسی گلستان سعدی کسی شخص جنید عبداللہ الموسوی کی تالیف ہے۔ زیر بحث مخطوطہ گلستان کے صرف عربی اشعار کی فارسی شرح پر مشتمل ہے۔ اور فارسی اشعار کی شرح نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط نامکمل ہے۔

متذکرہ صدر مخطوطات میں صرف شرح قران السعدین کا سال نقل دستیاب ہے جو ۲ محرم الحرام ۱۱۲۲ھ (۱۳ مارچ ۱۷۱۰ء) ہے۔ کاتب نامعلوم۔ مخطوط کے آغاز اور ٹائٹل صفحہ پر "باعزت وسلام زنام محمدتم" کے مصرع کی دو مہریں ہیں۔

خط مختلف شکستہ و نستعلیق، کل تعداد اوراق ۲۳۹، مضمون ادب و لغت، تقطیع ۱۲½ × ۲۳½ سنٹی میٹر، تعداد سطور فی صفحہ ۱۹، کاغذ کشمیری، بحیثیت مجموعی حالت درست۔ مجموعہ کی اکثر کتابیں اور رسایل گذشتہ زمانے میں نصاب زبان فارسی میں رہ چکے ہیں۔ عنوانات بالعموم لال روشنائی سے ہیں۔

---

319. 499

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے:

۱۔ شجرۂ قادریۂ علیۃ العالیۃ فارسی، ۲ فولیو۔

۲۔ قصیدۂ خمریۂ مصنفہ شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی عربی مع ترجمۂ فارسی ۲ فولیو۔

۳۔ چہار دہ سلسلہ منظوم فارسی سنہ تصنیف ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۵-۹۶ء) ۲ صفحات۔

۴۔ الحروف الدوائر عربی، مصنف نامعلوم۔ یہی رسالہ اس مجموعہ کی اہم کتاب ہے۔ مختصر طور پر عربی میں دائروں کی شکل میں بزرگان کرام اور اولیاء عظام کے اہم احوال و کوائف درج ہیں۔ فولیو ۳۸، خط نسخ، کاتب حافظ عبدالرحیم کشمیری، سال نقل غیر مذکور۔

۵۔ الٰہی نامہ فارسی منظوم۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد اور سلسلہ ہمدانیہ کے مشایخ کے اسماء پر مشتمل ہے۔ مقصود ماسوائے جمعہ کے اس میں دئے گئے سلسلہ کے ناموں کے ورد پر مواظبت کرنا ہے۔ فولیو ۵۔

۶۔ احوال پیغمبران فارسی از آدم تا حضرت محمدؐ بشکل دوائر، زبان عربی و فارسی، نثر، مصنف نامعلوم، کاتب غالباً متذکرہ صدر عبدالرحیم کشمیری۔

۷۔ شرح شمایل حضرت غوث الثقلین فارسی۔ مصنف و کاتب نامعلوم۔ یہ رسالہ غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر جیلی کے احوال و کوائف میں ہے۔

خط نستعلیق معمولی، فولیو ۱۰۔ سطور فی صفحہ ۲۰۔

تقطیع تمام کی ½۱۴ × ½۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء: الٰہی بحرمت خلاصۂ کائنات و مفخر موجودات یعنی حضرت محمد رسول اللہ۔

انتہاء: واللہ الھادی الی سبیل الرشاد۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

---

202 — 500

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے:

۱۔ رسالہ در کیمیا (اول و آخر سے نامکمل)، ۱۱۶ صفحات۔

۲۔ مجموعۃ الصنایع (ناقص الآخر)، ۵۳ فولیو (صفحات ۱۰۶)۔

۳۔ رسالہ در تقویت بدن (۱۲ صفحات)

۴۔ کتاب الفقہ الاکبر (۱۴ صفحات)

پہلے رسالے کا مضمون کیمیاگری، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم، دوسرے رسالے کا مضمون صنعت و حرفت ہے، زبان فارسی نثر، مصنف نامعلوم۔ لیکن تمہید میں بقول اُس کے رسالہ مجموعۃ الصنایع ۴۳ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر ایک میں مختلف

فصول کے ذریعہ ۱۶۰ منر درج ہیں۔ ان میں پہلا باب مروارید بنانے کے باب میں ہے۔

رسالۂ سوم علم طب میں ہے اور بقول مصنف تقویت بدن انسان، قوتِ باہ، اِمساک اور لذتِ زنان کے بیان میں ہے۔ مُصنّف و زمانۂ تصنیف نامعلوم۔

چوتھا رسالہ یعنی الفقہ الاکبر بزبان عربی ہے۔ اور مضمون کے لحاظ سے علم عقاید و دینیات میں ہے۔ مُصنّف امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؓ متوفی ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) تاریخ نقل ۲۴ رمضان ۱۲۰۰ھ۔

متذکرہ صدر رسایل کا کاتب و ناقل نامعلوم، تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق زشت و نسخ۔ کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲۴، سطور فی صفحہ مختلف، تقطیع ۹،۹ × ۶،۷، ۱ سنٹی میٹر۔

شروع کے الفاظ: یاذا الجلال والاکرام خلّصنا من النار۔

آخری الفاظ: یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و چہارم شہر رمضان المبارک ۱۲۰۰ھ۔

(۲۱ جولائی ۱۷۸۶ء)

36

501

لطایف الطوایف

سنہ ۹۳۹ھ (۱۵۳۲/۱۵۳۳ء) کے مہینوں میں مصنف ایک سال کے لئے ہرات کی حبس چاہ سے چھٹکارے کے بعد گرجستان کے بادشاہ محمد شاہ سے ملاقی ہوا۔ اسی بادشاہ کے ایماء و اشارہ سے متذکرہ صدر کتاب تصنیف کی۔ مقصود رفع ملال اور دفع کلال تھا۔ رسالہ لطایف الطوایف کی بنیاد حسب ذیل ۱۴ ابواب پر ہے۔

باب اول در بیان استحباب مزاج، باب دوم در ذکر بعضے نکات شریفہ و حکایات لطیفہ آئمۂ معصومین، باب سوم در ذکر لطیفۂ ملوک، باب چہارم در لطایف امراء و مقربان باب پنجم در لطایف ادیبان، باب ششم در لطایف اعراب، باب ہفتم در لطایف مشایخ و علماء باب ہشتم در لطایف حکماء، باب نہم در لطایف شعراء، باب دہم در لطایف ظریفان، باب یازدہم در حکایات و لطایف بخیلان، باب دوازدہم در لطایف طامعان و گدایان، باب سیزدہم در لطایف کودکان و غلامان و کنیزان، باب چہاردہم در حکایات ابلہان و کذابان و مدعیان نبوت و دیوانگان۔

مضمون لطایف و ظرافت (مزاح)، زبان فارسی نثر، مؤلف علی ابن حسین الواعظ الکاشفی المشتہر بالصفی، سال تالیف سنہ ۹۳۹ھ کے شہور (۱۵۳۲/۱۵۳۳ء) کاتب غیر مذکور، سال کتابت ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱/۱۹۰۲ء) خط نستعلیق جلی، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۵۷ (صفحات ۵۱۳)، سطور فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۲۱×۱۴٫۶ سنٹی میٹر۔

شروع: بعد از ادائے لطایف تحمیدات الٰہی و وظایف صلوات حضرت رسالت پناہی۔ انجیر: منتظر باش و چشم بر در دار گو نظر را در انتظار بدار

کاتب کا اختتامیہ: تمت سنہ ۱۳۱۹ھ

نوٹ: مخطوطہ کے ورق اوّل کے صفحہ اول کے مطابق (یہ ورق اصل مخطوطہ سے خارج ہے) لطایف الطوایف خواجہ سیف الدین شال متوفی ۲۸ رمضان سنہ ۱۳۲۵ھ (پیر ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء) کے کتب خانہ کا حصہ رہی ہے۔ یہ معلومات ان کے فرزند غلام محمد شال نے ۵ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۶ھ (جمعرات ۹ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء) کو لکھے ہوئے فارسی نوٹ کے ذریعہ بہم پہنچائی ہیں۔

---

69 502

برھان قاطع

والیٔ حیدرآباد دکن (ہند) سلطان عبداللہ قطب شاہ (سنہ ۱۰۸۳ھ = سنہ ۱۶۷۲ء) کے نام فارسی زبان کی ضخیم کتاب ہے۔ برہانِ قاطع کے مفرد و مرکب الفاظ کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے۔ برہان قاطع لغت فارسی کی اگرچہ جامع کتاب ہے، پھر بھی لغت کے بہت سے الفاظ مؤلف سے چھوٹ گئے ہیں۔ برہانِ قاطع بارہا ہند و ایران میں چھپ چکی ہے۔ برھانِ قاطع کا مصنّف محمد حسین ابن خلف دراصل اہلِ تبریز (ایران) سے تھا، لیکن ہندوستان میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ یہاں متذکرہ صدر والیٔ دکن کے نام پر معنون یہ کتاب تالیف کی۔ مقدمہ میں سلطان عبداللہ قطب شاہ بن قطب شاہ کی تعریف میں یہ شعر لکھکر اُسے ہند کے بادشاہوں میں ممتاز ٹھہرایا ہے:

شہی کہ در صفِ شاہانِ ہند ممتاز است چو در میانۂ یاران علی ولی اللہ

برہانِ قاطع نو فایدوں اور اُنتیس (۲۹) گفتاروں پر منقسم ہے۔ فایدۂ اول زبان دری، فارسی اور پہلوی کی معرفت میں، فایدۂ دوم زبانِ فارسی کی کیفیت میں، فایدۂ سوم

حروف تہجی کی تعداد میں' فایدۂ چہارم حروف کی باہمی تبدیلی میں' فایدۂ پنجم ضمایر کے بیان میں' فایدۂ ششم ان حروف مفردہ کے بیان میں جو الفاظ کے اوایل' وسط یا اواخر میں لگاتے ہیں' فایدۂ ہفتم اُن حروف کے بیان میں جو زینت کے لئے لاتے ہیں' فایدۂ ہشتم اُن معانی و حروف میں جنہیں اسماء' افعال کے آخر میں رنگارنگی پیدا کرنے کے لئے لاتے ہیں' فایدۂ نہم صاحبانِ املاء بیت کے بیان میں۔ اسی طرح گفتار اول در حرف ہمزہ' گفتار دوم در حرف باء ابجد' گفتار سوم حرف باء فارسی' گفتار چہارم حرف تاء قرشت' گفتار پنجم حرف جیم ابجد' گفتار ششم حرف جیم فارسی' گفتار ہفتم حرف حاء حُطّی' گفتار ہشتم حرف خاء ثخذ' گفتار نہم حرف دال ابجد' گفتار دہم حرف راء قرشت' گفتار یازدہم حرف زاء ہوز' گفتار دوازدہم حرف زاء فارسی' گفتار سیزدہم حرف در حرف سین بے نقط' گفتار چہاردہم در حرف در حرف شین نقط دار' گفتار پانزدہم در حرف صاد بے نقط' گفتار شانزدہم در حرف طاء' گفتار ہفدہم در حرف عین بے نقط' گفتار ہژدہم در حرف غین' گفتار نوزدہم در حرف فاء' گفتار بیستم در حرف قاف' گفتار بیست و یکم در حرف کاف تازی' گفتار بیست و دوم در کاف فارسی' گفتار بیست و سیوم در حرف لام' گفتار بیست و چہارم در حرف میم' گفتار بیست و پنجم در حرف نون' گفتار بیست و ششم در حرف واو' گفتار بیست و ہفتم در حرف ھاے ہوز' گفتار بیست و ہشتم در حرف یاء حُطّی' گفتار بیست و نہم در لغات متفرقہ۔

مضمون لغت فارسی' زبان فارسی' مؤلف محمد حسین بن خلف تبریزی مقیم ہند (حیدر آباد دکن) تاریخ اتمام ۱۰۶۲ھ (۱۶۵۲ء) جیساکہ خود کہتا ہے:

چو برُھان از رہِ توفیق یزداں	مرا این مجموعہ را گردید نافع
پیٔ تاریخ اتمامش قضا گفت	"کتاب نافع برہانِ قاطع" = ۱۰۶۲ھ

کاتب غیر مذکور، تاہم کوئی کشمیری، تاریخ کتابت ۲۲ رماہ مبارک ۱۲۶۳ھ (جمعہ ۲۴ ستمبر ۱۸۴۷ء)، خط نستعلیق، دوہری جدولوں کے مابین تحریر، لوح (سرورق) پیپر ماشی کے انداز کی منقش، لغت کے الفاظ لال روشنائی سے، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۴۷۷ (صفحات ۹۵۴)، سطور فی صفحہ ۲۴، تقطیع: ۲۱٫۵ × ۳۶٫۶ سنٹی میٹر۔

شروع:

ای راہنما بہر زبان در افواہ | یزدان و کرسطوسی و تنکری و الہ
از نام تو بر دند زبانہا بتو راہ | لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اخیر: یعقوب۔ بفتح یای حطی وسکون عین بے نقط و قاف بواو کشیدہ وبای ابجد زدہ نام پیغمبری بودہ مشہور و نام مردی بودہ صاحب مذہب و مجتہد نصارا، و کبک نر را نیز گفتہ اند کہ جفت کبک مادہ باشد۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کاتب کا اختتامیہ: بتاریخ بیست و دوم ماہ مبارک (رمضان شریف) ۱۲۶۳ھ کتاب مستطاب برہان قاطع باتمام رسید۔ نظم:

من نوشتم صرف کردم روزگار | من نمانم این بماند یادگار

اسی لغت میں لفظ کشمیر کے یہ معنی بیان کیے گئے ہیں (فولیو ۳۵۲، ب):

"کشمیر بروزن تقصیر معنی کاشمر یا کشمیر است، و آں قریہ باشد از قرائے ترشیز و نام شہری ہم است مشہور کہ شال خوب از آنجا آورند۔"

272۔ **503**

بشارۃ الفقراء

غنا (تونگری) کے بالمقابل فقر و احتیاج کی فضیلت کے بیان میں ہے۔ کتاب کی

ترتیب ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر ہے، لیکن ابتداء میں بطور تمہید اس فقر کا بیان ہے جس پر فضیلت و ثواب مرتب ہوتا ہے۔ بحیثیت مجموعی کتاب بشارۃ الفقراء مختلف کتب کے اقتباسات اور علماء و حکماء کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ مزید تفصیل یہ ہے :

الباب الاول فی مدحتہ الفقراء۔ اس میں تین فصول ہیں :

۱۔ الفصل الاول فی فضلہم علی الاغنیا (فولیو ۲ سے فولیو ۱۳ اب تک)

۲۔ الفصل الثانی فی شفاعتہم للاغنیا (ف ۱۳)

۳۔ الفصل الثالث فی افضلیۃ حسناتہم من حسنات الاغنیاء (ف ۱۳-۱۴)

الباب الثانی فی سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفقر (۱۴-۲۰)

الباب الثالث فی مذمۃ الدنیا (فولیو ۲۰ سے فولیو ۲۳ تک)

خاتمہ حسب ذیل دو مقاصد پر مشتمل ہے :

المقصد الاول فی جملۃ من مناقب علماء الآخرۃ (۲۳-۳۸)

المقصد الثانی فی مذمت علماء الدنیا و شیوخہا (۳۸-۴۶)

مضمون تصوف، زبان عربی مخلوط بفارسی، مؤلف ابو الفتح محی الدین ولد عارف بن مولانا احمد المعروف بہ کانی، کشمیری، زمانۂ تالیف نامعلوم، لیکن اغلباً تیرھویں صدی ہجری کا آغاز (انیسویں صدی عیسوی کا آغاز)، ناقل نامعلوم، تاہم اسی خاندان کا، تاریخ نقل غیر مذکور، لیکن ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) کے لگ بھگ کا غذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۴۶، سطور فی صفحہ ۱۶ اور ۱۹، خط نستعلیق لیکن زیادہ تر نسخ، تقطیع ۱۰٫۳ × ۴ء۱۷ سنٹی میٹر۔ مؤلف اور اس کے والد کا نام صفحۂ اول پر اور کتاب کا صفحہ دوم پر۔

شروع : الحمد للملک العزیز العلام، محب الفقراء اماثل الانام۔

خاتمہ: مگر صاحبدلے روزے برحمت کند برحال درویشان دُعاے

کاتب کا ترقیمہ: تمت تمام شد۔

مخطوط کے اخیر پر ملحقہ صفحہ پر بطور یادداشت گانی خاندان کے وفیات اور تولّدات مندرج ہیں۔

---

16. 504

خلاصتہ الحیواۃ

انسانی زندگی سے متعلق مختلف علوم کے بیان میں جن کا تعلق زیادہ تر علم طب، نجوم، تاریخ، کیمیا اور موسیقی وغیرہ سے ہے، ایک مفصل اور جامع رسالہ ہے، یہ رسالہ وزیر ابوالفتح بن عبدالرزاق کے ایماء و اشارہ سے قلمبند کیا گیا ہے، اور اسی لئے دیباچہ میں اُسی کے نام سے معنون ہے۔ بلحاظ مطالب و مضامین خلاصتہ الحیواۃ ایک فاتحہ، دو مقصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے فاتحہ حسب ذیل پانچ فتحوں پر شامل ہے:

۱۔ فتح اول در بیان ابتدائے آفرینش تا خلق آدم و از آدم تا ظہور خاتمہ علیہ السلام۔

۲۔ فتح دوم در ذکر تقسیمی کہ ضابط اصولِ مذاہب بنی آدم تواند بود۔

۳۔ فتح سوم در تعریف حکمت و تقسیم آن اصولاً و فروعاً۔

۴۔ فتح چہارم در بیان اقوالی کہ پیدا شدن صنعتِ طب در کتب قدما مسطور است۔

۵۔ فتح پنجم در ذکر حدود ولایت یونان و بیان آنچہ در نسبت یونانیان گفتہ اند۔

مقصد اوّل ان حکماء کے بیان میں ہے جو اسلام سے قبل ہوئے ہیں اور مقصد ثانی ان حکماء کے ذکر میں جو زمانۂ اسلام میں ہوئے ہیں۔

خاتمہ دونوں مذاہب یعنی اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد حکماء کے مذاہب کے بیان

ہیں ہے۔ ان کے علاوہ ایک تکملہ ہے جو تواریخ اور امم ماضیہ کے احوال جاننے، تہذیب اخلاق اور مصائب پر صبر کرنے کے فوائد میں ہے۔

مضمون حکمت، زبان فارسی، نثر، مصنّف ابوالجود احمد بن نصراللہ المقتوی، زمانۂ تصنیف نامعلوم، ناقل غیر مذکور، تاریخ نقل ۶ ماہِ جمید الثانی ۱۲۶۰ھ (بیر ۲۴ جون ۱۸۴۴ء) خط نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۷ (صفحات ۳۳۴)، سطور فی صفحہ ۱۵، ٹائٹل پیج پر تحریر عبارت کے بموجب ماہ جمید الاول ۱۳۱۰ھ (نومبر، دسمبر ۱۸۹۲ء) مخطوط کسی شخص خواجہ عزیزالدین کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ تقطیع ۱۳ × ۶، ۲۳ سنٹی میٹر۔

شروع : فتح کلام خیر انجام بنام حکیمی سزد کہ جمیع ذرات وجود حمد او ناطق است۔

اخیر : خلاصۂ کلام آنکہ سقراط می گوید کہ ای ارسیجا نش از دل خود در ساز، آلام جسمانی و وساوس شیطانی از رہگذر مشتبہات قوائے نفسانی عارض انسان شوند و آدمی را از کسب کمال توجہ باقتناص باز میدارند، مانند کوہ ھائے بے آب وگیاہ کہ در راہ مسافران بادیہ را مانع از وصول مقصود می گردند۔

کاتب کا اختتامیہ : تمت الرسالۃ بتاریخ ہفتم ماہ جمید الثانی ۱۲۶۰ھ۔

---

66. **505**

فائدۃ عمیمۃ

صوفیاء کی بعض اصطلاحات، مقامات و احوال اور اچھے اور بُرے اخلاق کے بارے میں ایک مختصر رسالہ ہے جو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں فائدۃ عمیمۃ میں مصنّف کی معلومات قشیری رحمہ اللہ کی منازل السائرین، منشور الخطاب اور رسالۂ القشیری سے ماخوذ ہیں۔ اصطلاحات صوفیہ کے بیان سے قبل افعال و اخلاق حمیدہ کا بیان ہے، تاہم ان کے ساتھ

مؤلف نے جن امور کا اپنی جانب سے اضافہ کیا ہے وہ ہیں ایمان کے بعض شعبے۔ بطور خلاصتہ "فائدۃ عمیمۃ" میں ۷۰۰ سے کچھ اوپر اخلاق کا بیان ہے۔ ان میں سے تین سو سے کچھ اوپر اخلاق مذمومہ اور باقی اخلاق محمودہ ہیں۔

مضمون اخلاقیات، زبان عربی نثر، مؤلف علی ابن حسام الدین المشتہر بالمتقی، زمانۂ تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۲۲ (صفحات ۴۴) سطور فی صفحہ ۱۷۔

فائدۃ عمیمۃ کے ساتھ حسب ذیل رسالے ملحق ہیں:

۱۔ خمستہ عشر مکتوبًا مترجمہ علی ابن حسام الدین الشہیر بالمتقی۔ یہ خطوط قطب ربانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہ کے ہیں جو بزبان عجمی (فارسی) تھے، اور علی ابن حسام الدین نے انہیں فارسی سے عربی کا جامہ پہنایا ہے۔ یہ خطوط قرآن کریم کی ۲۷۵ آیات پر مشتمل ہیں۔

مضمون تصوف و اخلاق، سال تالیف نامعلوم، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، خط نستعلیق مذکورہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۲ (صفحات ۲۳)، سطور متذکرہ صدر۔

۲۔ مناقب ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام مؤلفہ شیخ عبداللطیف بن شیخ جمال بن شیخ سراج قدس سرہ العزیز۔ یہ رسالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ زمانۂ تالیف، کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم، مضمون سوانح عمری، زبان عربی، خط نستعلیق باریک، کاغذ کشمیری، ناقص الآخر، فولیو ۱۸ (۳۵ صفحات)، سطور فی صفحہ ۱۲، تقطیع سب کی: ۱۱٫۷ × ۹٫۸ سنٹی میٹر۔

شروع: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین فانہ خیر ناصر و معین۔

مجموعہ کے آخری صفحہ کی آخری سطر: واحفظ ما استحفظت ولا

تہتک ما سترت فانہ لا الٰہ۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

317

506

دیوانِ حافظ

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات حافظ کا ایک اور نسخہ ہے۔ البتہ دیگر نسخوں کے بالمقابل اس کی ترتیب قدرے مختلف ہے۔ اس نسخے کا آغاز قصاید، مثنویات اور ساقی ناموں سے ہوتا ہے۔ بعدازاں حروف تہجی کے اعتبار سے غزلیات کا اندراج ہے۔ اخیر پر قطعات ہیں۔ مخطوط اول و آخر سے نامکمل ہے۔

مضمون شعر و ادب (دواوین)، زبان فارسی، شاعر خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی متوفی ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء)، زمانۂ تالیف چودھویں صدی عیسوی (آٹھویں صدی ہجری)، بوجہ ناقص اول و آخر ہونے کے کاتب و تاریخ کتابت نامعلوم تاہم تحریر کی بعض علامات کے مطابق گیارھویں صدی ہجری (سترھویں صدی عیسوی) کی تحریر، فولیو ۳۰ پر ۱۲۹۴ہجری (۱۸۷۷ء) میں بعہد مہاراجہ رنبیل (رنبیر سنگھ) کشمیر قحط غلہ کی منظوم تاریخ، بعدازاں اسی صفحہ پر ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۸ء) میں ارزانیٔ غلہ کی منظوم تاریخ یہ تاریخ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ

(منگل، ۱۱ستمبر ۱۸۵۹ء) کو کسی شخص قادری کی تحریر ہے۔ فولیو ۱۷۴ اور ۱۷۶ پر عبدالوہاب نامی کسی شخص کی مہر جس کا سال ۱۲۰۴ھ (۱۷۸۹ء) ہے جو صاف طور پر پڑھا جاتا ہے، خط نستعلیق باریک، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۱۹۵، اشعار فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۰،۸ x ۱۹،۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: .... آنجا کہ باز ہمت او سازد آشیان۔

اختتام: سرای و مدرسۂ و بحث علم و طاق و رواق چہ سود چون دل نادان...

---

55 507

دیوانِ حافظ

اول و آخر سے ناقص، بے ترتیب مجموعۂ اشعار ہے۔ اس مجموعہ میں اشعار کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ ردیف الف کی غزلیات (پہلی غزل کا صرف مقطع کا شعر) ورق ۱ سے ورق ۵ تک
۲۔ غزلیات ردیفِ ب (ورق ۷ سے ورق ۹ تک)
۳۔ غزلیات ردیف ت (ورق ۹ سے ورق ۳۶ تک)
۴۔ غزلیات ردیف واوٴ (ورق ۳۷ سے ورق ۴۰ تک)
۵۔ غزلیات ردیف ہ (ورق ۴۱ - ۴۶)
۶۔ ردیف ی (ورق ۴۶ - ۷۹)
۷۔ مثنوی و اشعار متفرقہ و ساقی نامہ (۷۹ - ۱۰۴)
۸۔ ردیف ن (۱۰۵-۱۱۰)
۹۔ ردیف و (۱۱۰ الف و ب)
۱۰۔ ردیف ث، ث، ج، چ، ح، خ، د، ذ، ر، س، ش، ص،

ص، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م اور ردیف ھائے متفرقہ (ورق ۱۱۱ سے ورق ۲۳۹ تک)

مضمون دیوانِ اشعار، زبان فارسی، شاعر شمس الدین محمد بن شیخ کمال الدین معروف بہ خواجہ حافظ شیرازی (۷۲۰ھ - ۷۹۱ھ = ۱۳۲۰ - ۱۳۸۹ء)۔ کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص اول و آخر ہونے کے نامعلوم، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری)، اوراق ۲۳۹ (۴۷۸ صفحات) ابیات فی صفحہ ۱۲، تقطیع: ۱۵،۷ × ۲۴،۶ سنٹی میٹر۔

شروع: حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ۔

متی ما تلق من تہوی دع دنیا واہملہا

اخیر: خطت پسرا بگرد مہ می گردد بازار تکبرت تبہ می گردد

مارا خجل و دروغ زن میگوئی پیداست کہ مہ روی سیہ میگردد

---

41. 508

دیوانِ غنی کشمیری

حروف ہجا کی ترتیب پر مبنی غزلیات و رباعیات کا انتہائی قدیم نسخہ دیوانِ غنی کا یہ نسخہ، غنی کی وفات کے ۴۴ برس بعد معرضِ تحریر میں آیا ہے۔ تقسیم مطالب حسب ذیل ہے:

۱۔ غزلیات فولیو ایک سے فولیو ۴۵ ب تک ۲۔ رباعیات فولیو ۴۵ الف سے فولیو ۴۹ ب تک۔

مخطوط مندرجہ ذیل اشخاص کی مہروں کا حامل ہے:

۱۔ محمد اسلم (فولیو ۶) سنہ ۱۱۲۴ھ۔

کرم اللہ (ف ۱۳) سنہ ۱۱۶۵ھ "خرید امیر کرم دستگیر" سنہ ۱۱۴۸ھ

۳۔ فولیو ۲۰ الف اور ب دونوں پر حسب ذیل مہریں: محمد مقیم (چار مٹائی ہوئی مہریں) اور محمد اسلم ۱۱۸۰ھ کی ایک مہر۔ نیز فولیو ۲۱ الف پر محمد مقیم کی ایک مٹائی ہوئی مہر۔

۴۔ فولیو ۳۰ الف پر کرم اللہ ۱۱۶۵ھ کی ایک مہر۔

۵۔ فولیو ۴۶ الف پر محمد اسلم کی دو مہریں ایک بخط ثلث اور دوسری بخط نستعلیق ۱۱۷۴ھ۔

۶۔ فولیو ۴۷ الف پر پانچ مہریں، مگر دانستہ مٹائی ہوئیں

مضمون شعر و سخن (دیوان اشعار)، زبان فارسی، شاعر ملک الشعراء بابا محمد طاہر عرف اشائی، تخلص غنی، متوفی در کمال جوانی ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۲ء/۱۶۷۱ء)، کاتب ملک ابوالبقا ہرقی، سنہ کتابت ماہ ربیع الثانی ۱۱۲۶ھ (اپریل ۱۷۱۴ء)، تاہم کاتب کے مطابق مخطوطہ دو تین برس کی مدت میں لکھا گیا، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۴۹ (صفحات ۹۸)، ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۱٫۲ × ۱۹٫۱ سنٹی میٹر۔

شروع: جنونے کو کہ از قیدِ خرد بیرون کشم پارا
کنم زنجیر پائے خویشتن دامانِ صحرا را

اختتام: افتادہ ام از درس ز دردِ اعضا
کو شاگردی کہ مالد اعضائے
بر بستر ضعف روز و شب بیمارم
از گرمئ غم گداخت جسم از آزارے

کاتب کا اختتامیہ فولیو ۴۵ ب کے نیچے:

این نسخۂ دلکشا و فرحت افزا از شعرائے کاش میر جنت نظیر ملک الشعراء بابا محمد

طاہر عرف اشائی تخلص غنی در ماہ ربیع الثانی سنہ ہزار یک صد و بیست و شش از دستخط عاصی ہیچمدان فقیر ملک ابوالبقا ہرتی از تحریر آمد ۱۱۲۶ھ۔

---

59. 509

دیوانِ کلیم

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات، رباعیات اور قصاید کا مجموعہ ہے۔ دیوان کے پہلے خالی ورق کو چھوڑ کر، دوسرے ورق کے مطابق دیوان کا موجودہ نسخہ کسی شخص نے احمد اللہ ولد رسول اللہ سے ۱۲۱۸ھ (غالباً ۱۲۱۸ھ = ۱۸۰۳ء) میں مبلغ چھ روپے میں خرید کیا تھا۔ دیوان کلیم میں کشمیر کا ذکر ایک عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں صفحہ ۲۵۲ پر مندرج ہے۔ نیز ملاحظہ ہو دوسرے حصہ کا ص ۱۹۸ اور ص ۲۰۵ و ۲۰۶۔

مضمون دیوانِ اشعار، زبان فارسی، طالب کلیم کاشانی متوفی ۱۰۶۱ھ (۱۶۵۱ء) طالب کلیم شاہ جہاں (۱۰۳۷ھ - ۱۰۶۸ھ = ۱۶۲۷ء - ۱۶۵۷ء) کا ملک الشعراء تھا۔ اخیر عمر میں کشمیر آ گیا تھا اور یہیں متذکرہ صدر تاریخ میں فوت ہو کر مزار شعراء واقع درگجن میں آخری آرامگاہ پائی۔ غنی کشمیری نے اس مصرع میں تاریخ وفات کہی "طور معنی بود روشن از کلیم" (۱۰۶۱ھ) کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت ۲۰ ماہِ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ (۲۵ جون، روز پنج شنبہ جمعرات ۱۷۳۰ء) تاریخ کتابت کے لئے ملاحظہ ہو ص ۳۶۴۔ خط نستعلیق مایل بہ شکستہ، کاغذ کشمیری، مخطوط دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلا دیوانِ غزلیات پر اور دوسرا قصاید پر، صفحات ۵۸۰، اوسط ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع: ۱۱٫۵ × ۲۰ سنٹی میٹر۔

شروع: بدل کردم بمستی عاقبت زہد ریائی را
رسانیدم بآب از یمن می بنیاد تقوی را

آخری بیت : چو سازد زمی شخص را تر دماغ   کشد صورت نشاء را در دماغ

کاتب کا اختتامیہ صفحہ ۳۶۴ پر رباعیات کے اختتام پر :

تمت تمام شد، کار کاتب نظام شد۔ این نسخہ شریفہ غزلیات ملک الشعراء طالبای کلیم حسب الفرمودہ مہربانی انتباہ چنتامن پنڈت جیو بجہت نور چشم از عمر برخوردار ..... جیو خلف الصدق ایشان طال عمرہ بتاریخ بیستم شہر ذی الحجہ سنہ ہزار و یک صد و چہل دو با تمام رسید۔

دیوان کلیم کا ایک مخطوطہ زیر نمبر ۲۴۷ کتاب خانہ مدرسۂ سپہ سالار جدید تہران (ایران) میں موجود ہے۔ دیوان کلیم کے ابیات کی کل تعداد تیس ہزار اشعار تخمین کی گئی ہے۔

10.   510

دیوانِ واقف

حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ ان کے علاوہ جو اصنافِ سخن دیوان میں ہیں یہ ہیں (۱) رباعیات (فولیو ۲۶۵ سے فولیو ۲۷۷ تک)، (۲) ترجیع بند (فولیو ۲۷۷ سے فولیو ۲۸۸ تک)، (۳) ترکیب بند (فولیو ۲۸۸ سے ۲۸۹ تک)۔

مضمون شعر و سخن (دیوان اشعار)، زبان فارسی، شاعر مُلّا نور العین واقف لاہوری زمانہ تالیف بارہویں صدی ہجری لعہد اورنگ زیب عالمگیر (اٹھارویں صدی عیسوی)، کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم تیرہویں صدی ہجری کے آغاز کی تحریر (انیسویں صدی کا آغاز) ٹائٹل کے صفحہ پر نور الدین یا عزیز الدین نام کسی شخص کی مُہر جس پر ۱۲۶۳ھ ہجری (۱۸۴۷ء) تحریر ہے۔ مخطوطہ کی لوح (سرورق) انتہائی منقش (سُنہرے اور آسمانی رنگ کی)، خطِ نستعلیق باریک عمدہ، دو کالمی تحریر، کاغذ دیسی (کشمیری)، فولیو ۲۸۹ (۵۷۸)، اوسط ابیات فی صفحہ

۱۱۔ تقطیع : ۱۲۰۵ × ۱ ۲۱ سنٹی میٹر

شروع :

ای ببزم شوقتو نالان ز ہر سو سازہا — رفتہ در ہر گوشۂ زانسازہا آوازہا

ختم :

تو با میخوار گان انباز بودی — تو مفتونِ سرود و ساز بودی

تو مجنونِ ادائ ناز بودی — تو واقف رندوشاهد باز بودی

ترا من پارسا دانستہ بودم

کاتب کا اختتامیہ :

الٰہی ہر آنکہ این خط نوشت — عفو کن گناہش عطا کن بہشت

من نوشتم صرف کردم روزگار — من نمانم این بماند یادگار

---

8. — 511

ساقی نامہ ظہوری

چودہ ہزار ابیات پر مشتمل فارسی کی مشہور مثنوی ہے جس میں نام کے مطابق شراب اور ساقی کی تعریف ہے۔ اہم مطالب و مضامین یہ ہیں :

تعریف بہار، تعریف ساقی، مذمتِ زاہد، تعریف میخانہ، تعریفِ ساکنانِ میخانہ، تعریف میفروش، ساقی، مے، خطاب با زاہد، خطاب با ساقی، مذمت روزگار، مذمت اہلِ دنیا، تعریف دل، خطاب با ناصح، تعریف عشق، تعریف ساقیٔ و شب مہتاب، تعریف مُطرب، تعریف برہان شاہ، تعریف پادشاہ، تعریف بزم و آداب مجلس، تعریف برگ پان، تعریف رقاصان، تعریفِ حُقّہ مجلس، تعریفِ شراب، تعریفِ چراغان، تعریفِ فانوس، تعریف عدل و داوری،

حکایت معدلت شاہ عباس ماضی ایرانی، تعریف و توصیف قلعہ، تعریف توپ بزرگ، تعریف رزم بادشاہ، تعریف لنگر و حمام، تعریف مسجد و تعریف عمارات، تعریف باغ گلزار، تعریف انبہ، بازار، تعریف ملک قمیؒ کہ مداح پادشاہ بود و مقابل ظہوری، مناجات، نعت سید المرسلینؐ منقبت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، در مدح پادشاہ و نصایح، تعریف صبح، بیان جرعۂ انجام کشیدن و پائے قلم بدامان اختتام کشیدن۔

مضمون شعر و سخن (مثنوی)، زبان فارسی، شاعر ملّا نورالدین ظہوری متوفی سنہ ۱۰۲۶ھ (۱۶۱۷ء)، کاتب محمد شہاب، تاریخ کتابت ۲۷ ماہِ شعبان سنہ ۱۲۷۰ھ (۲۵ مئی سنہ ۱۸۵۴ء روز سہ شنبہ)، خط نستعلیق دو کالمی تحریر، لوح (سرورق) سادہ، کاغذ کشمیری، فولیو ۱۶۲، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع : ۹۰۱۱ × ۲۰ سنٹی میٹر۔

شروع : ثناها ہمہ ایزد پاک را   ثریا دہ طارم تاک را

ختم : خوشا چشم شنگرف خیز عدو   دلش غیرتِ کان زنگار باد

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد کتاب ساقی نامہ بفرمایش عزیزی محمد جیو بتاریخ بیست و ہفتم ماہ شعبان سنہ ہزار و دو صد و ہفتاد۔

من نوشتم صرف کردم روزگار   من نمانم این بماند یادگار

کاتبِ کتاب محمد شہاب راجی الی عنایت الملک الوہاب۔

---

385.   512

شاہنامہ

۲۳ عدد قلمی تصاویر پر مشتمل، بحرِ متقارب میں جس کے ارکان فعولن فعولن فعولن فعول (دو بار) ہیں، قدیم اساطیری شاہانِ ایران کے محاربات اور لڑائیوں کی ایک طویل مثنوی

ہے۔ عام اندازہ اور خیال کے مطابق مثنوی مذکور ساٹھ ہزار ابیات کی حامل ہے۔ شاھنامہ کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ شاہنامہ نہ صرف تاریخی کتاب ہے، بلکہ وعظ، اخلاق، حکمت، لغت اور اکثر فنون ادب پر مشتمل ہے۔ اس کے اشعار بطور حوالہ اور ضرب المثل پیش کئے جاتے ھیں۔ شاہنامہ کا موجودہ مخطوط انتہائی غیر مرتب ہے۔ جا بجا رکاب یعنی مضامین کا تسلسل ٹوٹتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اُدھیڑ کر دوبارہ جلد بندی کی جائے۔ قلمی تصاویر کی فہرست باعتبار فولیو حسب ذیل ہے:

۸، ۳۱، ۴۱، ۵۹، ۶۶، ۷۷، ۹۱، ۹۶، ۱۰۳، ۱۱۵، ۱۲۳، ۱۶۹، ۱۷۸، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۰۷، ۲۲۱، ۲۴۱، ۲۶۳، ۲۶۷، ۲۸۷ اور ۲۸۹ (کل تعداد ۲۳، ۲۳ عدد توضیحی تصاویر)۔

مضمون تذکرہ (مثنوی)، زبان فارسی، مثنوی نگار حکیم ابوالقاسم حسن بن محمد یا اسحاق بن شرف شاہ محمد بن منصور بن فخرالدین احمد المعروف بہ فردوسی طوسی متوفی ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ (۱۰۲۰ء یا ۱۰۲۵ء)، مدفون بہ طوس (ایران)، سال تصنیف ۴۰۰ھ (۱۰۱۰/۱۰۰۹ء) اس موضوع، مدت نظم اور سال اتمام کے سلسلے میں کہتا ہے:

بسی رنج بردم دریں سال سی   عجم زندہ کردم بدین پارسی

زہجرت شدہ پنج ہشتاد بار   کہ گفتم من این نامہ ای شاہوار

کاتب، تاریخ کتابت اور نام مصوّر غیر مذکور، تاہم ابتدائی ڈوگرہ عہد کا شاہکار غالباً بعہد مہاراجہ رنبیر سنگھ آنجہانی (۱۸۵۷ء - ۱۸۸۵ء) کا، خط نستعلیق، چار کالمی تحریر، لوح سادہ، کاغذ دیسی (کشمیری)، تصاویر ۲۳، فولیو ۲۹۷ (صفحات ۵۹۴)، اوسط تعداد ابیات فی صفحہ ۴۹، تقطیع: ۲۰.۳ × ۳۴ سنٹی میٹر۔

شروع : لوح (سرورق) کی جگہ پر "ہوالمراد ، ہوالفاضل" تحریر (غالباً محمد مراد فاضل کاتب کا نام) بعدازاں خوص میں یہ شعر:

بنام خداوند خورشید و ماہ　　　که دلرا بنامش خرد داد راه

ختم:

بپای آمد این داستان فرود　　　کنوں رزم کاموس باید سرود

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد دفتر اوّل از شاہنامہ ابوالقاسم فردوسی طوسی تحریافت۔

نوٹ : شاہنامہ کی قلمی تصاویر ریاست جموں وکشمیر کے آرٹ کا نمونہ ہے۔ (بسوہلی آرٹ سے)

533.　　　　　　　　　　　　　　　　513

مثنوی خسرو وشیریں

ایران کی مشہور عشقیہ کہانی شیریں خسرو کی ایک بے ترتیب اور اول و آخر سے ناکمل مثنوی ہے۔ اسی کے ضمن میں بہرام چوبین کا خسرو کے ساتھ جنگ کا بیان ہے۔ بعدازاں شیرویہ کا خسرو کی جگہ تخت نشینی کا ذکر ہے۔ گذشتہ زمانہ میں مثنوی مذکور جب فارسی کا عروج تھا کشمیر کے نصاب فارسی میں داخل تھی۔ اور اسی لئے "خسرو شیریں" کے مخطوطات کی کشمیر میں کثرت ہے۔

مضمون قصص و حکایات (مثنوی)، زبان فارسی، ناظم حکیم نظامی گنجوی متوفی ۶۰۶ھ (۱۲۱۰ء)، کاتب و تاریخ کتابت بوجہ ناقص اوّل و آخر نامعلوم، خط نستعلیق خفی، اوراق ۱۶۸، تعداد ابیات فی ۱۵، کاغذ کشمیری، تقطیع ۵ء۱۰ × ۱۸ سنٹی میٹر۔

شروع : زبس کافتاد گازاد ردمیداد　　　جہانرا عدل نوشیروان شد از یاد

آخر کا شعر: پراگندہ دل و بے نور ازانم
نہ ام مجموعہ دل رنجور ازانم

مخطوط میں کوئی خاص بات نہیں ہے اور بلا وجہ ایسا ناقص نسخہ خرید کیا گیا ہے۔

---

37. 514

مثنوی لیلیٰ مجنون

عرب کے دو مشہور عاشق و معشوق لیلیٰ مجنون کی داستانِ معاشقہ پر مبنی ایک مفصل مثنوی ہے۔ یہ مثنوی ابو المظفر شروان شاہ کے نام معنون ہے جو علاوہ بادشاہی کے مثنوی نگار کا مُربّی و سرپرست بھی تھا۔ علاوہ داستان کے جو فولیو ۳۱ (الف) سے شروع ہوتی ہے۔ مثنوی کے ابتدائی عنوانات یہ ہیں:

حمدِ خدا، نعت حضرت محمد مصطفیٰؐ، بیانِ معراج سرور کائناتؐ، آفرینش موجودات، سببِ نظمِ کتاب، مدحِ پادشاہ، خطاب زمین بوس، نصیحت فرزند و رجوع بمدح شاہزادۂ عالی قدر، خودستائی شعر، نصیحت فرزند، تعریف شراب و ساقی، شکایت بر سبیل تمثیل، اور اخیر میں کتاب کا خاتمہ بھی مدحِ پادشاہ اور ختمِ کتاب پر ہوتا ہے۔

مضمون داستان (بطرز مثنوی)، زبان فارسی، مثنوی نگار حکیم نظامی گنجوی متوفی ۶۰۷ھ یا ۶۱۱ھ (بالترتیب ۱۲۱۰ء یا ۱۲۱۴ء)، تاریخ تصنیف سلخ رجب ۵۸۴ھ (۲۵ ستمبر سنیچر ۱۱۸۸ء)، کاتب کا نام دانستہ طور پر مٹا دیا گیا ہے، تاریخ کتابت ۲۴ ماہ جمید الثانی ۱۲۶۹ھ (۴ اپریل، روز دوشنبہ ۱۸۵۳ء)، خط نستعلیق، کاغذ دیسی (کشمیری) سرورق سنہرا منقش (قالین یا پیپر ماشی کی نقاشی)، فولیو ۱۶۶ (صفحات ۳۳۲)، ابیات فی صفحہ ۱۳، تقطیع ۱۰.۹ × ۲۱ سنٹی میٹر۔

آغاز : ای نامِ تو بہترین سرآغاز   بے نامِ تو نامہ کے کنم باز

ختم : این نامہ کہ نام داوری باد   بر دولتِ او مظفری باد

کاتب کا اختتامیہ : تمام شد کتاب لیلیٰ و مجنون بتاریخ بیست و چہارم ماہ جمید الثانی سنہ ۱۲۶۹ھ ۔ مخطوطہ کے آخری ورق پر مخطوطہ کے سابق مالک کا یہ نوٹ بخط شکستہ تحریر ہے :

"این کتاب معلّی الالقاب لیلیٰ مجنون من تصانیف شیخ الشیوخ اعنی جناب شیخ نظامی گنجوی از مالِ سعادت اطوار ستودہ سیر خواجہ محمد جیو بچہ ساکن انز مرہ سنہ ۱۲۶۹ھ"

نوٹ : مثنوی لیلیٰ مجنون بیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک کشمیر میں فارسی زبان کے نصاب میں خصوصیت سے داخل رہی ہے ۔

---

42.   515

ہفت پیکر

چار ہزار پانچ سو ستتر (۴۵۷۷) ابیات پر مشتمل خمسۂ نظامی یا مثنویات پنج گنج کی چوتھی مثنوی ہے ۔ حمد خدا و نعت محمدؐ ، معراج اور مدح پادشاہ کے بعد کیفیت آفرینش کا بیان ہے ۔ بعد ازاں بیٹے کو اندرز و نصایح ہیں اور پھر تولّدِ بہرام سے قصّہ کا آغاز ہوتا ہے اور پانچویں شخص کی دُہائی اور فریاد پر ختم ہو جاتا ہے ۔ یہ مثنوی بادشاہ علاؤالدین کے خفیہ اشارہ او تحریک سے لکھی گئی ہے ۔ عام مصنّفوں کی طرح مثنوی کے آغاز میں عذرِ تصنیف ہے ۔ علاؤالدین کا دوسرا لقب نصرۃ الدین اور نام ملک محمد شاہ تھا ۔

مضمون داستانِ بہرام گور (مثنوی) ' زبانِ فارسی ' مثنوی نگار حکیم نظامی گنجوی متوفی ۶۰۷ھ یا ۶۱۱ھ (۱۲۱۰ یا ۱۲۱۴ء) ' زمانۂ تصنیف بارھویں عیسوی کا اخیر زمانہ ، ناقل و تاریخ نقل بوجہ ناقص الآخر نا معلوم ، خط نستعلیق باریک ' کاغذ دیسی (کشمیری) لوح

(سرورق) معمولی بیل بوٹوں کی حامل، فولیو ۱۸۷ (صفحات ۳۷۴) ابیات فی صفحہ ۱۳،

تقطیع: ۲ء۱۱ x ۴ء۱۹ سنٹی میٹر۔

شروع: ای جہان دیدہ بود خویش از تو　　ہیچ بودی نبود پیش از تو

آخری بیت:

شخص پنجم بشاہ انجم گفت　　کای فلک با چہار طاق تو جفت

گذشتہ زمانے (موجودہ بیسویں صدی عیسوی کے رُبع اوّل تک) میں خمسۂ نظامی یا پنج گنج نظامی کی دیگر مثنویات کی طرح، مثنوی ہفت پیکر بھی کشمیر میں فارسی زبان کے نصاب میں داخل رہی ہے۔ مثنوی ہفت پیکر ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں منشی محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی کے فارسی خاتمہ کے ساتھ ہندوستان میں پہلی بار شایع ہوئی تھی۔ طباعت کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۰ھ مطابق ماہ جولائی ۱۸۷۳ء تھا۔

527.

نجی خط

انیسویں صدی عیسوی کے آغاز کا ایک نجی خط ہے۔ جس میں جاگیر کے تنازعات کا ذکر ہے۔ یہ تنازعے موروثی جاگیرات کے سلسلے میں ہیں۔ ابتداءً حسب دستور خیر و عافیت کے بیان سے ہے۔ اس سے بیسویں صدی کے محکمۂ ڈاک کے خطوط اور پوسٹ کارڈوں کے سائز پر روشنی پڑتی ہے۔

مضمون نجی خط، زبان اردو، خط نگار سید محمد قاسم خان عرف سید ابراہیم شریف، تاریخ نگارش ۴ فروری ۱۹۲۳ء، مقام تحریر جیپور، مکتوب الیہ میر احمد علی صاحب برادر مکتوب نگار، مکتوب الیہ کا پتہ: لکھنو کٹرہ خدایار خان تھانہ سعادت گنج، خط نستعلیق شکستہ انتہائی باریک اُستادانہ، دونوں طرف تحریر۔ پشت پر پتہ کی جگہ الگ۔ سائز خورد۔

ابتداء: ۷۸۶، برادر عزیز القدر میر احمد علی صاحب زاد لطفہ، تسلیم مزاج مبارک

اختتام: یہ کارڈ بسبیل تعجیل میں لکھا ہے، آپ کا جواب مطلوب ہے۔

مکتوب نگار کا اختتامیہ:

فقط راقم آثم آپ کا ادنےٰ تابعدار و دعاگو سید محمد قاسم خان عرف سیّد ابراہیم شریف عفی عنہ، ۴ فروری ۱۹۲۳ء۔

541.

517

مجموعۂ خطوط

کشمیر کے مشہور شاعر و تذکرہ نویس عبدالاحد آزاد (۱۹۰۳ء — ۱۹۴۸ء) ساکن موضع رانگر، تحصیل بڈگام، کشمیر کے نام حبیب اُدبا کے خطوط (کارڈوں) کا مجموعہ ہے۔ آزاد مدرسۂ سورسیار

کے مدرس اوّل تھے اور فارسی کا امتحان منشی پاس تھے۔

کارڈ نمبر(۱)۔ یہ کارڈ سرینگر سے تحریر ہے اور تاریخ کتابت ۱۶ ماہ بہادروں بلا سنہ ہے۔ مکتوب نگار کے نام کی جگہ "آپ کا خیر اندیش" تحریر ہے۔ خط کا پتہ اردو میں اس طرح ہے: جناب مکرمی عبدالاحد آزاد، اولمدرس مدرسہ سورسیار، پوسٹ آفس ناگام کشمیر۔ خط جارج ششم کے فوٹو والے کارڈ پر ہے اور قیمت آدھ آنہ ہے۔

نمبر(۲) حسب ذیل ۱۳ کارڈ کشمیر کے مشہور صحافی پنڈت پریم ناتھ بزاز کی جانب سے عبدالاحد آزاد کے نام ہیں: ترتیب وار تاریخ کتابت یوں ہے:

۱- ۱۲ نومبر ۱۹۴۱ء۔ یہ خط ماسٹر عبدالاحد آزاد ڈاکخانہ ناگام کشمیر کے پتہ پر ہے۔

۲- ۲۷ فروری ۱۹۴۲ء۔ کارڈ کا پتہ ہے: بخدمت عبدالاحد آزاد، ماسٹر رانگر سکول معرفت پوسٹ ماسٹر ناگام، ڈاکخانہ ناگام کشمیر

۳- ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء۔ پتہ متذکرہ صدر۔

۴- ۱۸ دسمبر ۱۹۴۴ء - ایضاً

۵- ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء۔ اس میں بجائے ڈاکخانہ ناگام کے "ڈاکخانہ چرار شریف کشمیر" مندرج ہے۔

۶- ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء۔ اس کارڈ میں "ماسٹر گورنمنٹ سکول موضع برنہ وار بذریعہ پوسٹ ماسٹر چرار شریف" تحریر ہے۔

۷- ۲۶ جون ۱۹۴۵ء۔ پتہ متذکرہ صدر۔

۸- ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء۔ پتہ میں عبدالاحد آزاد کے ساتھ معرفت پوسٹ ماسٹر ناگام کشمیر تحریر ہے۔

۹۔ ۲۲ ر نومبر ۱۹۴۶ء ۔ پتہ میں عبدالاحد آزاد کے ساتھ معرفت پوسٹماسٹر ناگام کشمیر تحریر ہے۔

۱۰۔ ۹ ر اگست ۱۹۴۷ء۔ ایضاً

۱۱۔ ۲۰ ر دسمبر۔۔۔۔۔۔ ایضاً

(نوٹ) متذکرہ صدر گیارہ کارڈ "ہمدرد آفس سرینگر" سے تحریر کئے گئے ہیں۔ جس کی مہر انگریزی کارڈوں کی لوح پر ثبت ہے۔

باقی دو کارڈوں نمبر ۱۲ و ۱۳ کی تاریخ یوں ہے: ۲۳ ر جنوری بلاسنہ از سرینگر، ۲۵ ر جنوری بلاسنہ از دفتر ہمدرد۔

۱۲۔ دو خط آزاد کے نام غلام محمد نور محمد تاجران کتب مہاراج رنبیر گنج بازار سرینگر کشمیر کی طرف سے ہیں۔ خطوں کے شروع میں کتب خانہ کی مُہر بزبان اردو ہے۔ یہ دونوں کارڈ ڈانگرہ ڈاک خانہ چرار شریف بڈگام کے پتہ پر ہیں۔ ان میں خط نمبر ۲ ادبی نوعیت کا ہے۔ اس میں آزاد مرحوم کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ مہجور صاحب کے اخبارات میں دئے گئے حسب ذیل طرح مصرعوں میں سے کسی ایک یا سب پر طبع آزمائی کریں۔

۱۔ ویٹیپے وننہ درد باغس آمت بہار آسیا

(سویار، تیار، قرار، مردار، خمار، شمار)

۲۔ بلبل لأگتھ اُزتھ لولہ باغس چھاوان لولک بہار

(خموار، طومار، نثار، اسرار)

۳۔ پوشن مالہ کراوان چھس۔

۱۳۔ یہ خط عبدالاحد آزاد کے نام بعنوان جناب عبدالاحد صاحب آزاد ہیڈ ماسٹر چرار شریف، جمعہ ۱۸ ر جولائی ۱۹۴۷ء کی تحریر؛ غلام محی الدین صوفی کا ہے جس میں موصوف نے اپنی انگریزی کتاب "کشمیر" کے باب ہشتم کی تحریر کے سلسلے میں آزاد صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

۱۴۔ یہ آخری خط پریم ناتھ پردیسی آنجہانی کی طرف سے عبدالاحد آزاد کو مدرس مدرسہ

سور سیار، ڈاک خانہ چرار شریف کے پتہ پر تحریر ہے۔ یہ کلچرل محاذ، نمایش گاہ، سرینگر سے بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء کو لکھا گیا ہے۔ اس خط کے ذریعہ پردیسی نے آزاد صاحب کو کلچرل محاذ میں شمولیت کی دعوت دی ہے۔

---

43. 518

رقعاتِ جامی

اُن ادبی و تواریخی خطوط و مراسلات کا مجموعہ ہے جو مصنّف نے بقولِ اُس کے (مقدمہ میں ملاحظہ ہو) بحکم ضرورت اور مقتضائے حال چند رقعات، ارباب جاہ و جلال اور اصحابِ فضل و کمال کے جواب میں لکھے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ کوئی صاحبِ اقبال ان کے مطالعہ سے مستفید ہو کر انشاء پردازی کی ایک مناسب اور اچھی روش اختیار کرے۔ صفحۂ اول کے بعد رکاب (تعلق) ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کتاب اور مصنّف کا نام مشکوک ہو جاتا ہے۔ تاہم فولیو ۱۰ کے رقعہ سے جو شواہد النبوۃ کی پشت پر ملک التجار کو لکھا گیا، اس امر کا ٹھوس ثبوت ملتا ہے کہ زیر بحث مخطوط " رقعاتِ جامیؒ" ہے، کیونکہ "شواہد النبوۃ" جامی کی ۲۲ ویں تصنیف ہے۔

مضمون خطوط و انشاء پردازی، زبان فارسی، نثر، خطوط نگار مولانا نورالدین عبدالرحمان جامی متوفی ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ (جمعرات، ۸ نومبر ۱۴۹۲ء)، کاتب غیر مذکور، تاریخ کتابت (فولیو ۱۵ پر ملاحظہ ہو)، ۷ جمید الثانی ۱۲۶۹ ہجری (جمعہ، ۱۸ مارچ ۱۸۵۳ء)، خطِ نستعلیق خفی، کاغذ کشمیری، فولیو ۹۵ (صفحات ۱۸۹)، سطور فی صفحہ ۱۵، تقطیع: ۹،۹ x ۲۰ سنٹی میٹر۔

شروع: بعد از انشاء صحایف ثنا و محمدت للّٰہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب۔

اخیر: صاحبِ فضلِ جلی، مولانا درویش علی کہ در صفتِ کتابت انگشت نما است و در صناعت نظم و نثر فرد بے ہمتا میانِ اصحاب قلم بخوش نویسی مشہور است و بزبان ارباب بیان نویسی مذکور۔

تمت تمام شد بعون الملک المنان بتاریخ ہفتم جمید الثانی ۱۲۶۹ھ۔

مخطوط کا نام رقعاتِ جامی مخطوط کے ٹائٹل پیج (صفحۂ عنوان) پر بخط شکستہ مندرج ہے۔ مخطوط کے مطابق (فولیو ۱۶، ب) ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۸ء) میں مخطوط خواجہ عبدالعزیز کی ملکیت میں رہ چکا ہے جو انہوں نے کسی شخص محمد جیو سے ایک روپیہ حزب چکے میں خریدا تھا۔

68. 519

مجموعۂ رسایل

حسب ذیل کتب و رسایل کا مجموعہ ہے:

۱۔ حقیقتِ مثال و خیال مطلق و مقید (فولیو ۷، صفحات ۱۴) از میر سید علی ہمدانی۔ یہ رسالہ انہوں نے بعض اخوان الصفا کی التجا اور درخواست پر لکھا ہے، زبان فارسی، نثر، مضمون تصوف، سطور فی صفحہ ۱۷۔ کاتب و تاریخ کتابت غیر مذکور، خط نستعلیق مایل بہ شکستہ۔

۲۔ تحفۃ العراقین از ابراہیم بدیل شیروانی خاقانی متوفی ۵۹۵ھ (۱۱۹۸/۹۹ء) فولیو ۱۲۷ تک۔ تحفۃ العراقین خاقانی نے سفرِ مکہ سے مراجعت کے موقعہ پر جب عراق عرب اور عجم سے گذرا تھا، منظوم کیا تھا۔ تاریخ کتابت ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کاتب غیر مذکور۔

۳۔ دو اوراق (صفحات ۴) منظوم در تعریف شاہ جہاں، شاعر و کاتب و تاریخِ کتابت نامعلوم۔

۴۔ دیوان طرزی فولیو ۱۴۲ سے فولیو ۱۶۱ تک۔ اخیر پر مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی تاریخ وفات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طرزی عہدِ شاہ جہانی کا شاعر تھا۔ کاتب جلال الدین مصری، تاریخ کتابت ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء)۔

۵۔ اشعار متفرقہ (فولیو ۱۶۲ سے ۱۶۴ تک)

۶۔ رقعۂ فارسی برائے منشی زادۂ پادشاہ فرخ سیر در جواب نامہ و رسید وصلی و قلم (۱۶۴ - ۱۸۷)۔ یہ رقعہ رعایت لفظی اور لغت و علم فروشی کی صفت سے بھرپور ہے اور اشعار و مناسبات لفظیہ کا خاص طور پر حامل ہے۔

۷۔ فصل در شناخت غرّۂ قمری۔ یہ مختصر فصل ایسی صنعتوں (طریقوں) کی شناخت میں ہے جن سے یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ کس روز چاند دکھائی دیگا۔ (۱۸۸ - ۱۹۰)

۸۔ سیاق نامہ (حساب) (فولیو ۱۹۰ سے فولیو ۲۰۱ تک)۔ کاتب (غالباً مصنّف بھی) امر چند

تاریخ کتابت ۲۷، ماہ شعبان ۱۲۵۴ھ (۱۵ نومبر، جمعرات ۱۸۳۸ء)۔

سیاقنامہ کے کاتب کا اختتامیہ:

تمت تمام شد، سیاق نامہ از دستخط تلمیذ پُر تمیز بصورت آگندامر چند در ماہ شعبان

بتاریخ ۲۷، الٰہی بیامرز خوانندہ را عفو کن گناہِ نویسندہ را، ۱۲۵۴ھ

---

54. 520.

مجموعۂ کُتب

حسب ذیل مطبوعہ کتب پر مشتمل ہے:

۱۔ مثنوی ہفت پیکر نظامی مطبوعہ منشی نول کشور واقع لکھنؤ، سنہ طباعت ۱۲۹۰ھ ماہ جمادی الاولیٰ (جولائی ۱۸۷۳ء)، صفحات ۱۱۹ چار کالمی تحریر، مضمون قصص و حکایات۔

۲۔ مثنوی منطق الطیر از خواجہ فرید الدین عطار مطبوعہ مطبعۂ منشی نولکشور واقع لکھنؤ سنہ طباعت ربیع الاول ۱۲۸۸ھ (جون ۱۸۷۱ء)، صفحات ۱۱۲، چار کالمی تحریر، تاریخ تصنیف منکل، ۱۰ رمضان المبارک ۵۸۳ھ (۲۴ نومبر ۱۱۸۷ء)، مضمون قصص و حکایات مبنی بر تصوف۔

۳۔ دیوان غنی مطبوعہ مطبعۂ منشی نولکشور واقع کانپور، تاریخ طباعت ماہ مارچ ۱۸۷۶ء (صفر ۱۲۹۳ھ)، صفحات ۱۴۳، مضمون شعر و ادب (غزلیات و مثنوی و رباعیات)

نوٹ: قدیم مطبوعات ہونے کے پیش نظر ان کی حیثیت مخطوطات کی ہو چکی ہے۔

52

مہجور ڈائریاں

شاعر کشمیر پیرزادہ غلام احمد مہجور (متولد ۱۱ اگست ۱۸۸۷ء و متوفی ۹ اپریل ۱۹۵۲ء)

کی نجی اور ذاتی امور پر مشتمل روز نامچے ہیں۔ ان سے مہجور کی پرائیویٹ اور شخصی زندگی کی تاریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ایک ڈائری (۱۹۳۹ پایونیر اصلی جنٹلمین ڈایری) کی جلد کے اندرونی پہلے صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہجور کی تاریخ پیدایش "کاشرِ گوینہ مات مہجور" (۱۳۰۲ھ = ۱۸۸۵ء) کا فقرہ اور کشمیری شاعری کا سال آغاز "کشمیری سخن دانؔ" (۱۳۴۵ھ = ۲۷/۱۹۲۶ء) کا جملہ ہے۔ ان ڈایریوں یا روزنامچوں کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ زندگی میں انہیں احساس تھا کہ مرنے کے بعد انہیں کشمیری قوم کے ذریعہ فراموش نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے شعوری طور پر اتنے طویل عرصے تک اپنے روزنامچے لکھے جو غالباً ریکارڈ ہیں۔ (نوٹ: ان ڈایریوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بالکل نجی، کشمیر کی اندرونی اور بیرونی سیاست کے احوال و کوائف سے بالکل الگ تھلگ ہیں)۔ مہجور کی یہ ڈایریاں مندرجہ ذیل سالوں سے متعلق ہیں:

۱۹۳۲ء۔ یہ ڈایری جمعہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کے احوال سے شروع ہوکر، سنیچر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء پر ختم ہوتی ہے۔

۱۹۳۳ء۔ از یکم جنوری، اتوار، ۱۹۳۳ء تا اتوار ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء۔

۱۹۳۴ء۔ از پیر یکم جنوری ۱۹۳۴ء تا پیر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۴ء

۱۹۳۵ء۔ از منگل یکم جنوری ۱۹۳۵ء تا منگل ۳۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

۱۹۳۶ء از بدھ یکم جنوری ۱۹۳۶ء تا جمعرات ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء

باقی ڈایریوں کے سال یہ ہیں: ۱۹۲۷ء، ۱۹۳۸ء، ۱۹۳۹ء، ۱۹۴۰ء، ۱۹۴۱ء، ۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۵ء، ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۴۹ء، ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء (اس میں بدھ، ۳۱ جنوری ۱۹۵۱ء کے روزنامچہ (۲) کے تحت درج ہے: "مرزا عارف عارف صاحب فون پر ملے۔ ۴ بجے شام کی دعوت دیتے ہیں۔" ۱۹۵۲ء

مضمون روزنامچہ، زبان اردو، روزنامچہ نگار غلام احمد مہجور، زمانہ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۵۲ء تک، خود نوشت، خط و کتابت کی تحریر، انداز بیان بے تکلفانہ، انتہائی نادر و نایاب

روزنامچہ۔ منگل ۳۰ جنوری ۱۹۵۱ء کے نمبر (۲) روزنامچے کے تحت رقمطراز ہیں:

" دن بھر سوانح حسبہ خاتون زیر کار رہی، ۵ صفحے مزید لکھے گئے۔" نیز (۷) اُسی دن کے روزنامچہ میں " قدوائی صاحب اور اُن کی اہلیہ چند اشعار سنائے، سوانح حسبہ خاتون کا اصرار ہے۔"

●

205

[illegible]

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار

ہندی و غیر ہندی صوفیائے کرام و بزرگان عظام کا تذکرہ ہے۔ ماسوائے مؤلف کے ان کی تعداد ۱۷۰ ہے۔ مخطوط کے شروع میں چھ فولیوز ان بزرگان کرام کے حالات طیبات کے لئے وقف ہیں۔ کتاب کا متذکرہ صدر فولیو ۸ (الف) کی پہلی سطر میں درج ہے۔ بلحاظ مضامین ترتیب کتاب یوں ہے:

۱۔ طبقۂ اول در ذکر خواجۂ بزرگ معین الحق والدین کہ سر حلقۂ مشایخ کبار و اقدم سلسلۂ چشتیہ ایں دیار است۔

۲۔ طبقۂ دوم در ذکر شیخ فرید الحق والدین گنج شکر۔

۳۔ طبقۂ سیوم از زمان شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔

۴۔ خاتمہ در ذکر بعضی اسلاف کاتب و مجملی از احوال ایشان۔

لیکن خاتمہ سے قبل بعض مجذوبوں اور چند پارسا عورتوں کا بھی بیان ہے۔

مضمون تذکرۂ صوفیاء، زبان فارسی نثر، مؤلف عبد الحق بن سیف الدین دہلوی، ترک البخاری (۹۵۸ھ - ۱۰۵۲ھ = ۱۵۴۹ء ۱۶۴۲ء)' سال تصنیف ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) "کتبی ذکر اولیاء" تاریخ ہے۔ کاتب و ناقل احسن' تاریخ کتابت ۲۴ ماہ ذی قعدہ، روز جمعہ بوقت عصر ۱۲۷۲ھ (۱۶ جولائی ۱۸۵۶ء)، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری' تعداد فولیو ۲۹۹، سطور فی صفحہ ۱۷۔ تقطیع: ۲۳×۱۳½ سنٹی میٹر۔

ٹائٹل کے صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوط اوائل محرم الحرام ۱۲۸۵ھ (اواخر اپریل' ۱۸۶۸ء) میں خواجہ غفور شاہ نقشبندی کی ملکیت میں اور بعد ازاں ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) میں خواجہ حسن شاہ نقشبندی کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ اس سلسلے میں دونوں کی مُہرِ ملکیت ثبت ہیں۔

آغاز : شکر مر حضرت واہب العطیات راتعالی و تقدس کہ عطایای اورا
پایان نیست۔

اختتام : بہ پیشت داد خواہان آمدم از ظُلم مکّاران
نظر از گوشۂ عینِ عنایت جانبِ ماکن

کاتب کا اختتامیہ : ۲۴ ماہ ذی القعدہ روز جمعہ بوقت عصر اتمام یافت
سنہ ۱۲۷۳ ہزار و دوصد و ہفتاد و سہ اتمام یافت اللّٰھم اغفر لکاتبہ۔

(نوٹ) اختتام کا مذکورہ بالا شعر ان ساٹھ اشعار کے قصیدہ کا آخری شعر ہے جس کا
آغاز بقول مصنف دہلی میں اور تکمیل زیارت مدینہ مطہرہ کے موقعہ پر ہوئی تھی۔

متفرقات

ابواب فواید و فراید

مختلف النوع موضوعات پر ایک جامع رسالہ ہے۔ فہرست ابواب دہ مضامین حسب ذیل ہے:

۱۔ باب اول در آیاتِ شریفہ و کلمات منیفہ ۲۔ باب دوم در احادیث نبویّہ ۳۔ باب سوم در ادعیۂ و تعویذات ۴۔ باب چہارم در مسایلِ فقہیہ ۵۔ باب پنجم در ابیات لطیفہ و اشعار غریبہ ۶۔ باب ششم در فواید طبیہ و معالجات بدنیہ ۷۔ باب ہفتم در وثایق شرعیہ و مکتوبات و رقعات ۸۔ باب ہشتم در طلسماتِ غریبہ و نیرنجاتِ عجیبہ و فواید کیمیا ۹۔ باب نہم در خواص جانوران از نفع و مضرت و غیر آن ۱۰۔ باب دہم در فواید متفرقہ و زواید شتی و بہ الکتاب انتہی۔

مضمون متفرقات، زبان فارسی نثر، مُصنّف کا نام اور تاریخ تصنیف اس مقام پر ورق نہ ہونے کے باعث نامعلوم، ناقل و تاریخ کتابت نامعلوم، خطِ نستعلیق مایل بہ شکستہ، فولیو ۵۷ (صفحات ۱۱۴)، سطور فی صفحہ متفرق، کاغذ کشمیری۔

تقطیع: ۱۴ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

آغاز: کہ ندائے جان فزائے انا افصح العرب والعجم بمسامع عالمیان رسانید۔

اختتام: جس شکل میں نقطہ منتہی ہو اوس شکل کو اور جو شکل از روے ...... دایرہ کے صاحب خانہ کے ہے، آپس ضرب د ، نتیجہ اگر سعد ہو تو حکم سعادت لگا دے اگر نحس ہے تو حکم نحوست۔

کاتب کا اختتامیہ ندارد۔

رسالۂ خاقانیہ

ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ ہند (۱۰۳۶ھ — ۱۰۶۸ھ = ۱۶۲۶ء — ۱۶۵۸ء) کے حکم سے تخلیقِ عالم کے متعلق ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔ یہ اُن فلاسفر کی تردید میں ہے جن کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخلیق عالم غیر شعوری طور پر ہوئی ہے۔ فیضان وجود اس کے لئے اسی طرح ضروری ہے جس طرح آفتاب کے لئے روشنی۔ رسالہ کا سببِ تالیف یہ ہے کہ عراق کے وزیر نے محمد فاروق مشرف اور محب علی واقعہ نویس کے توسّط سے جو جان نثار خان کی امارت میں سفیر تھے، بادشاہ ہند شاہ جہاں سے دریافت کیا تھا کہ آیا یہ بات درست ہے کہ امام غزالی نے مسئلہ قِدَمِ عالم (عالم کا ابدی و دائمی ہونا) کے اعتقاد اور اللہ تعالیٰ سے علم واجب کی نفی (انکار) کے باعث شیخ ابو نصر فارابی اور شیخ ابو علی سینا کی تکفیر کی ہے؟۔ شاہ جہان نے اس مسئلہ کا جواب مصنّف رسالہ کے سپرد کیا تھا، اور اس طرح رسالۂ خاقانیہ سوالِ مذکور کے جواب میں معرضِ وجود میں آیا۔

مضمون فلسفہ، عالم، زبان عربی نثر، لیکن سوال کی زبان فارسی، مؤلف عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ یا ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۶ء یا ۱۶۵۷ء)، لیکن زیادہ صحیح دوسری تاریخ ہے جیسا کہ "ولی مخزنِ علم عبد الحکیم" کے مادۂ تاریخ وفات سے مفہوم ہوتا ہے۔

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی اکابر علمائے ہند سے تھے اور جامع علوم و فنون تھے۔ شاہجہاں کے عہد میں انتہائی محترم و معزز تھے اور سردار علماء خیال کئے جاتے تھے۔ مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی کو "آفتاب پنجاب" کا لقب دیا تھا۔ شہنشاہِ وقت کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ وظیفہ مقرر تھا۔ تاریخ شروع رسالۂ خاقانیہ جمعہ، ۵ ربیع الثانی

اور تاریخ اختتام جمعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ (از ۲۷ اپریل ۱۶۴۷ء تا ۷ مئی ۱۶۴۷ء)، غالباً مصنف کا خود نوشت، خط نسخ استادانہ، فولیو اوّل اور فولیو ۲ کی الواح منقش، کاغذ غیر کشمیری، فولیو ۳۲، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع: ۱۱٫۶ X ۱۷٫۸ سنٹی میٹر۔ رسالۂ مذکور نایاب ہے اور انتہائی بیش قیمت۔

آغاز: ہوالعالم۔ افادیت پناہ، افاضت دستگاہ، جامع معقول و منقول، حاوئ فروع و اصول وحید العصر بادراک نشأتین و احراز دارین کامیاب باشند۔

که امام محمد غزالی در رسالهٔ قدم عالم و نفی علم واجب
تعالی شأنه عما یقوله الظالمون فی حق انفسهم والجاهلون
بالله وصفاته بجزئیات و نفی حشر اجساد تکفیر
شیخ ابونصر فارابی و شیخ ابوعلی بن سینا نموده
وجهی تاویل حکما کرده اند این مراتب را تقریر یا ند
نموده مدعیان بی فروغ از مسالک معقولیت دور
مانده اند لهذا بکه ... ن حکم شده که تا آن
فضائل و کمالات دستگاه سطری چند بر نگارد
و برگذارد که آن افادت و افاضت مرتبت درین
مسائل مختصر جامع سنجیده که مستجمع کلمات حکما
و تاویلات علما و وجه تکفیر اسلامیین و ...

اختتام: ولیکن ہذا آخر ما قصدنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ الخاقانیۃ حامداً للہ ومصلیا علی نبیہ وآلہ، شارعاً فی تحریرہ ضحوۃ یوم الجمعۃ خامس ثانی الربیعین بما تبیضہ فی آخر یوم الجمعۃ ثانی عشر منہ فی سنۃ الف وسبع وخمسین من ہجرتہ صلی اللہ وعلیہ وسلم۔

رسالہ در علم اکسیر و کیمیا

حسب ذیل ابواب و فصول پر مشتمل علم اکسیر و کیمیا گری کا رسالہ ہے:

اس کے ساتھ ہی ملحق علم اکسیر و کیمیا میں ایک بے عنوان رسالہ ہے جس کے عنوان و ابواب یہ ہیں: قمر سہ جزو، فرار ہفت جزو، جوہر علم پنج جزو، اسم ال ردوازده جزو

مشتری چہار جزو، باب در شناختن برنج دمشقی، باب در مغز ذات اکسیر، باب حجر القلع، باب زحل، باب جملان رابع تجربہ شدہ، باب جملان شمس، باب عمل شمس، باب در عمل قمری، فصل درکشتن سیماب و ، فصل درکشتن فولاد ، فصل درکشتن طلق، فصل درکشتن نقرہ، فصل درکشتن طلا، درکشتن مس، قتل قلعی، فصل در تحصیل علم اکسیر و سایر علوم عجیبہ، اخیر کے تین صفحات حکمت کی منظوم تعریف پر مشتمل ہیں۔ ان کا قایل کوئی شخص نعمت اللہ ہے۔

مضمون اکسیر و کیمیا، زبان فارسی و نثر، مصنف نا معلوم، کاتب نا معلوم، سال کتابت نا معلوم، خط نستعلیق، کاغذ کشمیری، صفحہ اول و آخر سے ناقص۔ اوراق ۷۸، سطور فی صفحہ ۱۱، تقطیع ۱۱ × ۱۷ سنٹی میٹر۔

شروع : انبرتی یکیک روز تسقیہ کند

اخیر : بگیر از نعمت اللہ ایں باسرار

که ماء البیض خوانندش بگفتار

---

232 **526**

رسایل طب

تین رسایل کا مجموعہ ہے۔ ابتدائی اوراق نہ ہونے کے باعث ان کا اصلی و حقیقی نام معلوم نہ ہوسکا۔ ان میں سے پہلا رسالہ امراض دماغ اور قلب سے متعلق ہے اور ستاون ابواب اور ایک مقالہ پر جو علم طب کے مقدمات میں ہے مشتمل ہے، جو امراض اور ان کا علاج تجویز کیا گیا ہے حسب ذیل ہے

صداع، سرسام، دوار و سدر، کابوس، صرع، سکتہ، سبات، مالیخولیا، نسیان وحمق، عشق، لقوہ، اختلاج، رعشہ، فالج، دمعہ، گرانی و درد گوش، زکام و نزلہ، رُعاف،

درد بدن، ورم زبان، بحر خناق، ربو، سرفہ، ذات الریہ، سل، ذات الجنب، خفقان، غشی، برآمدن خون از گلو، ضعف معدہ، غشیان، پیچیدن شکم، فواق، ہیضہ و اسہال، ترخی، قولنج، کرمان، درد جگر، سوء القنیہ و استسقا، درد سر، یرقان، درد گردہ، ریحہائے مثانہ، ریحہائے مقعد، بیماری آستین، طمث، درد مفاصل و عرق النساء، دوالی و القبل، بیماری ہائے کہ حادث بر ظاہر بدن می شود، حصبہ و آبلہ و کرک، ورم ہا، سرطان، معالجہ زہر ہا و گزیدن جانوران وحشرات۔ اس سے قبل بطور مقدمہ ۱۱ ابواب اور ہیں جن کا تعلق بیمار کی ہدایات اور اکل و شرب اور خواب میں پرہیز سے ہے۔

مضمون طب، زبان فارسی نثر، مولف نامعلوم، کاتب نامعلوم، تاریخ کتابت ۲۹ شہر ربیع الثانی بروز سال نو (کشمیری میں نووری) ۱۱۶۳ھ (منگل، ۲۷ مارچ ۱۷۵۰ء) خط شکستہ، عام طریقہ سے ہٹ کر ترچھا لکھا ہوا، اوراق ۴۱، تقطیع ۱۳ × ۳ ۴۲ سنٹی میٹر کاغذ کشمیری۔

رسالہ دوم نو اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ صفت ادویہ کے بیان میں ہے۔ مصنف، کاتب و ناقل و تاریخ کتابت اول و آخر سے بوجہ ناقص ہونے کے نامعلوم، خط نستعلیق سادہ، کاغذ کشمیری، تقطیع مذکورہ بالا۔

رسالہ سیوم علاوہ طب کے عملیات و تعویذات، علم رمل و کیمیا و کشتہ جات پر مشتمل ہے بعض مقامات پر حواشی پر ہندی میں معانی درج ہیں۔ مصنف و کاتب و نامعلوم، زبان فارسی، تاریخ کتابت نامعلوم، کاغذ کشمیری، خط انتہائی بھدا (زشت) اوراق ۶۴۔ تقطیع مذکورہ بالا۔

ابتداء: باب ۱۱ در معرفت احوال کہ دلالت بر نیکی و بدی حال بیمار۔

اختتام : در آب سرد بماند بعد حرج خشکی نوشادر وارنہ دادہ سریع سازد۔

139 527

لطایف نعمت خان عالی

(صفحہ ۴۷ و ۴۹)

نعمت خان عالی جو اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں درباری مورخ تھا اور جس نے دکن میں عالمگیر کی فتوحات اور واقعات کا ذکر کیا ہے، کی مزاحیہ نگارشات و لطایف و حکایات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو علم طب و جراحت، مذہبی اصطلاحات اور علوم معقولہ و منقولہ سے کافی واقفیت حاصل تھی۔ ان لطایف و حکایات کا دائرہ انہی اصطلاحات کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے عہد کے خان و خوانین اور علماء و قضات پر پھبتیاں بھی ہیں۔ لیکن زیادہ تر مغلظات اور ابتذال سے بھرپور ہے۔

مضمون لطائف و ظرائف، زبان فارسی نثر، مصنف نعمت خان عالی (ملاحظہ ہو مخطوطہ کا صفحہ ۱۵، ۴۷، ۴۹)، سال تصنیف ۱۰۹۹ھ (۸۸ - ۱۶۸۷ء) کے لگ بھگ (ص ۳۱)۔ کاتب و ناقل ندارد، تاریخ کتابت نامعلوم، جابجا املا کے اغلاط سے پُر، اندازاً سو برس پرانی تحریر، خط نستعلیق سادہ، حواشی پر مشکل الفاظ و اصطلاحات کے فارسی میں معانی، کاغذ کشمیری، تعداد صفحات ۱۵۶، سطور فی صفحہ ۹۔ تقطیع ½۱۵ × ۲۴ سنٹی میٹر۔

ابتداء : حکیم علی الاطلاق از دار الشفاء رحمت و نسخۂ کامل الصناعت قدرت بموجب خلق لکل داء دواءً۔

اختتام : خان مسطور صحیفہ کاملہ دعوت بہ تعظیم تمام خواندہ عرض کرد کہ ایں فتنہ بہمین حرز یمانی اسم اعظم ناپدید خواہد شد و احتیاج سفی و جوشی نبودہ باشد فقط۔

مجمع البحرین

فارسی نثر میں علم کیمیا گری کا طویل اور مُفصّل رسالہ ہے۔ اس کا مُصنّف کوئی شخص شاہ خیر اللہ حقانی معلوم ہوتا ہے۔ مجمع البحرین جس کا نام کتاب کے دو مقام (مقدمہ ورق ۲ (ب) ورق ۹ (الف)) پر درج ہے ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں تصنیف ہوا۔ یہ امر اس تاریخی قطعہ سے نمایاں ہے:

چو کردم نسخہ مجمع دلفریبی — بالہامی کہ مارا داد باری

چو تاریخش بجستم از سروشی — بگوشم گفت "دایم فیض جاری"

۱۱۵۸ ہجری

مصنّف کا نام شاہ خیر اللہ حقّانی کتاب کے دو مقام پر وارد ہے، ایک ورق ۲ (الف) پر اور دوسرے ورق ۲۸ (الف) پر۔ مخطوطہ میں مختلف قسم کی کیمیا گری کے لاتعداد نسخے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اسے اس فن کی لاثانی کتاب قرار دیا گیا ہے اور جس کے متعلق بقولِ مصنّف اب تک کسی کو خبر نہیں ہے۔

مجمع البحرین باعتبار مضامین ایک مقدمہ اور ایک فایدہ (ورق ایک سے تا ورق ۹ (ب)) اور ۳۳ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ۳۳ ابواب کی فہرست مجمل طور پر مقدمہ کے بعد کتاب کے آغاز میں سرخ روشنائی سے دی گئی ہے۔ تفصیل یوں ہے:

باب اول در تنقیۂ اجساد و ارواح و املاح، باب دوم در تنقیۂ و تصعید سیماب و حل آن، باب سیوم در حل کردن طیار با تیزابہائے تند و تیز مشتمل بر دوازدہ فصل، باب چہارم در تدبیر احجار و اجساد و ارواح، باب پنجم در عمل کبریت، باب ششم در تدابیر عقاب حل آتشی، باب ہفتم در تقطیر آبہائے تند و تیز، باب ہشتم در تدابیر حل و اجساد و آبہائے

حادّہ و تند و تیز، باب نہم در تدابیر اوزان مزاج ، باب دہم در تدابیر ملحہا ، باب یازدہم در تصعید ارواح و انفاس و املاح، باب دوازدہم در تدبیر تصعیدِ املاح، باب سیزدہم در قیام املاح و اکسیر ساختن، باب چہاردہم در حل تقطیر ملحہا و زاجہا ، باب پانزدہم در تدابیر حل کامل، باب شانزدہم در حل گردن سیماب باب ہفتدہم در تدبیر قیام ملح، باب ہیجدہم در تدبیرہاے ماء اترح و ماء رایب، باب نوزدہم در قیام و حل تقطیر، باب بیستم در تدابیر ماء مغزلی، باب بیست و یکم در حل و تقطیر و حدید و در تحلیل اجساد، باب بیست و دویم در حل و تقطیر عقاب و ماء خالد، باب بیست و سویم در حل و تقطیر عقاب ، باب بیست و چہارم در عمل اکسیر باب بیست و پنجم در تدابیر ماء حجر الاصول، باب بیست و ششم در تدابیر اکسیر، باب بیست و ہفتم در عمل کبریت ، باب بیست و ہشتم در تدابیر احجار جُمادی، باب بیست و نہم در عمل رغوہ، باب سی ام در تدبیر احجار حیوانی ، باب سی و یکم ۔۔۔۔، باب سی و دوم در تدابیر ساختن اکسیر از سم ہا ، باب سی و سیوم در عمل متفرقہ۔

مضمون کیمیا گری ، مصنّف شاہ خیر اللہ حقانی، زبان فارسی نثر، سال تصنیف ۱۱۵۸ھ، تعداد اوراق ۱۲۶ (ورق ۱۲۶ ب اور ورق ۱۲۷ خالی از تحریر)، تقطیع : ۱۹½ × ۱۱½ سنٹی میٹر، تعداد سطور فی صفحہ ۱۳ ، خط نستعلیق سادہ شکستہ آمیز، کاغذ کشمیری، عنوانات لال روشنائی سے۔ نام ناقل نامعلوم،

آغاز : حمد و ثناے ہر گونہ بر آں حکیم مطلق بر حق را سزاوار است کہ حکمت بالغہ از جزو کل ایجاد عالم را از کتم عدم بر منصۂ ظہور آوردہ۔

خاتمہ : چندانکہ خواہد قالب ہا بسیار بسیار تیار کردہ بدستور یک بار عمل نماید در یک ساعت ہمہ تیار می شوند، این را در عمل آوردہ ضبط نماید، ضرورت است۔

مجمع الصنایع

فارسی صنایع بدایع پر مشتمل ایک طویل و ضخیم رسالہ ہے۔ انہیں صنایع بدایع کے ضمن میں بعض اہم تاریخی و علمی امور و مسایل کا بیان ہے۔ کتاب کا نام مجمع الصنایع اسی کتاب کے فولیو ب، سطر ۹ پر مذکور ہے۔ کتاب سال کی چار فصلوں کے مطابق چار فصول پر مشتمل ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ:

فصل اوّل در تقسیم کلام، فصل دوم در بیان بدایع لفظی، فصل سوم در ذکر صنایع معنوی، فصل چہارم در ذکر سرقات شاعری، و خاتمہ در بیان بعضی از الفاظ کہ بدین فن مناسبت دارد۔

مضمون صنایع بدایع، زبان فارسی نثر، مؤلف شیخ نظام الدین احمد بن شیخ محمد صالح بجنوری، تاریخ تصنیف ۱۰۶۰ھ (۱۶۴۹ - ۱۶۵۰ء) جیسا کہ مقدمہ کے اس شعر سے مفہوم ہے۔ شعر میں لفظ "غنی" بحساب جمل کتاب کی تاریخ ہے:

این نامہ کہ دور باد از آسیب — در سال "غنی" شد غنی از زیب

ناقل و کاتب نامعلوم، تاریخ نقل جمعہ دوپہر بعد ۱۶ ماہ ربیع الثانی ۱۱۸۰ھ (۱۹ اکتوبر ۱۷۶۶ء) خط نستعلیق متوسط سادہ، کاغذ غیر کشمیری، فولیوز ۹۰، سطور فی صفحہ ۱۷ مخطوطہ کسی شخص مظفر حسین کی ملکیت میں رہ چکا ہے، چنانکہ مخطوطہ کے شروع میں ان کے قلم کے یہ الفاظ درج ہیں: قد دخل فی الملک ..... وان العبد المدعو بمظفر حسین عفی عنہ بن مسیح الدولہ مرحوم، ۵ جنوری ۱۸۰۸ء۔ اس عبارت کے عین نیچے انہیں مظفر حسین کی اس عبارت کی مربع مہر ہے: براعداے دین شد مظفر حسین (دین کے دشمنوں پر حسین فتحمند ہے)

یاد رہے مظفر حسین مالک کا نام ہے اور مذکورہ ترجمہ کا حامل بھی۔ تقطیع: ۱۴ × ۲۴ ½ سنٹی میٹر۔

آغاز: الحمد للہ الذی انعم علینا وھدانا الی الاسلام۔

اختتام: وآں روز تا بشب بریں دو بیت بعیش و عشرت گذرانید۔

کاتب کا اختتامیہ: تمت تمام شد ہذا النسخہ المسمیٰ بمجمع الصنایع تصنیف شیخ نظام الدین احمد بن شیخ محمد صالح بجنوری بروز مبارک جمعہ وقت دوپہر گذشتہ فی التاریخ شانزدہم شہر ربیع الثانی مطابق ۱۳۱۱ھ ہجری نبوی علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التحیات۔ اللہم احفظ لصاحبھا و قاریھا و سامعھا و کاتبھا من بلاء الدنیا و الآخرۃ و اوصل علینا فتوح الکونین بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد۔

---

448 530

مقالات در بیان ارث

یہ طویل و عریض قصیدہ علم فرایض (علم توریث) کے بیان میں ہے۔ تقسیم مطالب حسب ذیل ہے:

حمد خالق اکبر، نعت سید المرسلین، مدح چار یار، سبب تالیف کتاب، توصیف ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر، مقالہ در ترتیب مستحقین، مقالہ در بیانِ مانع ارث، مقالہ در بیان احوال اصحاب فرایض، مقالہ در بیان احوال اب و جد، مقالہ در بیانِ احوالِ اُم، مقالہ در بیانِ احوالِ زوج، مقالہ در بیان اخوات علا، مقالہ در بیان احوال جد صحیح، مقالہ در بیانِ عصبہ، در حجب، مقالہ در بیان معرفت فروض و انواع مخارج آن، مقالہ در بیان عول، در معرفت تماثل و توافق و تباین کہ درمیان دو عدد باشد، مقالہ در بیانِ تصحیح مسایل، در معرفت سہم ہر فرقہ، مقالہ در قسمت ترکات درمیان ورثہ وغیرہ، مقالہ در بیانِ

رد، در بیان مقاسمہ، مسئلہ اکدریہ، در بیان مناسخہ، در بیان ذوی الارحام، مقالہ در بیان صنف ثالث، در بیان صنف رابع، در بیان اولاد صنف رابع، مقالہ در بیانِ احوالِ خُنثیٰ مُشکل مقالہ در بیانِ حکم غرق شدگان و سوختگان وغیرہ در ختم کتاب۔

مضمون علم فرائض (وراثت)، بشکل قصیدۂ فارسی، ناظم مُلّا محمد امین کانی کشمیری، زمانۂ تالیف عہد اورنگ زیب (۱۰۶۸ھ - ۱۱۱۸ھ = ۱۶۵۸ء - ۱۷۰۶ء)، کاتب بقولِ محمد امین بن مہجور متوفّی فروری ۱۹۸۱ء، شیخ محمد عابد بن شیخ محمد زاہد ساکن کدلون کلان، پرگنہ اسلام آباد، تاریخ کتابت غیر مذکور، تاہم دو سو برس کا قدیم نسخہ، خط نستعلیق باریک، کاغذ دیسی (کشمیری) اوراق ۱۸، ابیات فی صفحہ ۱۴، تقطیع ۸، ۸ × ۸، ۱۶ سنٹی میٹر۔

آغاز: باشد از حمد خالقِ اکبر جان و دل زندہ و زبانم تر

اختتام: شاید از نیکو ہمت اصلی بخشدم ایزدِ جہان داور

کاتب کا اختتامیہ: تم تم تم، تمت الکتاب۔

مخطوطہ غیر مطبوعہ اور نایاب ہے۔

---

۲۱۴ 531

نقول کاغذات بزبان فارسی و اردو

ان کاغذات کا جو دراصل تمسّک یا دستاویز ہیں، کشمیر کے نقشبندی خاندان کی مختلف جاگیروں سے تعلق ہے جو موضع برین، صفا نگری اور کاکا پور اور بابا پور وغیرہ میں تھیں اور جو بعد میں شاخ در شاخ ہونے کے باعث خاندانی رقابتوں اور جھگڑوں میں تبدیل ہو گئی تھیں ــــ یہ جاگیرات کچھ تو بطور نیاز حاصل کی گئی تھیں اور کچھ شاہانِ مغلیہ چغتائیہ کی جانب سے بطور تحفہ یا انعام۔ نقول کی فہرست یوں ہے:

۱. نقل بیان کہ در محکمۂ بندوبست وارد شدہ است (بزبانِ اردو، سوا تین صفحات)

۲- روبکار با جلاس کرنیل ہنری منٹگمری، بزبان فارسی، تقریباً دو صفحات ۔

۳- حکمنامہ مواضعات کلاروح، لولی پورہ، کاکاپورہ، آریگام، برین، لام، ہٹی ٹہل، تھبید، صفانگری، باباپور اور وایل کے عمّال اور کارندوں کے نام۔ اس کا تعلق خواجہ شاہ نیاز نقشبندی کی جاگیر سے ہے، جو یہ مقام کسی وقت اُن کے تصرف و اختیار میں تھے۔ ڈیڑھ صفحہ۔

۴- موتی رام کے نام تحریر، فارسی ایک صفحہ۔

۵- تھانہ داروں اور عمال محکمۂ دیوانی کے نام حکمنامہ (فارسی)، ۴ صفحات۔

۶- شاہ زمان والیٔ کابل کا حکمنامہ شاہ نیاز نقشبندی کی جاگیر کے متعلق مورخۂ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ۔ (فارسی) ایک صفحہ۔

(۷) نقل مراسلہ ولیم مورکرافٹ، بزبان فارسی ایک صفحہ۔

(۸) جیون صاحب کے نام حکمنامہ (فارسی) ۵ صفحات۔

(۹) پنڈت تاراچند جی کے نام حکمنامہ (فارسی) دو صفحات۔

(۱۰) نقل رزولیوشن نمبر ۲۳، مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۶ء (اردو) بطرز کالم ۲ صفحات۔

(۱۱) نقل رزولیوشن کونسل عالیہ (اردو) ایک صفحہ۔ مورخہ ۱۳ منگھر ۱۸۵۵ بکرمی۔

(۱۲) حساب جمع بندی دفتر دیوانی (بزبان فارسی) ۷ صفحات۔

(۱۳) نقل مسل جاگیر خواجگانِ نقشبندی بزبان اردو، تین صفحات۔

(۱۴) نقل تجویز صدر بندوبست (اردو)، مورخہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء، ۹ صفحات۔

(۱۵) نقل فرد جمع (ایک صفحہ)

(۱۶) نقل حکم مثل اپیل نمبر (۴)، مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء (اردو)، ۷ صفحات۔

۱۷۔ درخواست بحضور جناب مشیر مال صاحب وغیرہ بزبان اردو و فارسی ۵ صفحات۔
خط شکستہ، کاغذ کشمیری۔
تقطیع: ½۱۷ × ½۲۸ سنٹی میٹر۔
مضمون دستاویزات۔